ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

میر محمد لقمان برادران

سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ الحجر
سورۃ النحل
سورۃ بنی اسرائیل

(مکمل)

جلد.............۱۱

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا **محمد سرفراز خان صفدر** قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوڑھا والی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ﴿سورۃ الحجر، نحل، بنی اسرائیل مکمل﴾

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ

کمپوزنگ ---- محمد صفدر بلوچ

تعداد ---- گیارہ سو [۱۱۰۰]

تاریخ طباعت ----

قیمت ----

مطبع ----

طابع وناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالہ

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

پیش لفظ

نحمدہ تبارک وتعالیٰ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ العزیز پاک وہند وبنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدوجہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیوبند واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدوجہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار وزوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک قرآن پاک سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات وتنازعات۔ اس لئے مسلم اُمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد ومفاہمت کو فروغ دینے کیلئے محنت کی جائے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کیلئے نئے جذبہ ولگن کیساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندوں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن کریم کے فارسی اور اردو میں تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا

قرآن کریم کیساتھ فہم وشعور کا تعلق قائم ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر وہ کفر وضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار ونظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

جب کہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جدوجہد بھی اسی کا تسلسل تھی بالخصوص پنجاب میں بدعات واوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو خرافات ورسوم کی دلدل سے نکال کر قرآن وسنت کی تعلیمات سے براہِ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اس کیلئے جن اربابِ عزیمت نے عزم وہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن وتشنیع کی پروا کیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ وتفسیر کیساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز آف واں بھچراں ضلع میانوالی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سے عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان اربابِ ہمت کے عزم واستقلال کا ثمرہ ہے کہ آج پنجاب کے طول وعرض میں قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۴۳ء میں گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی میں صبح نماز کے بعد روزانہ درسِ قرآن کریم کا آغاز کیا اور جب تک صحت نے اجازت دی کم وبیش پچپن برس تک اس سلسلہ کو پوری پابندی کیساتھ جاری رکھا۔ انہیں حدیث میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ترجمہ وتفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ واجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب وطرز پر

انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن وحدیث کے علوم وتعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسطہ اور منتہی درجہ کے طلبہ کیلئے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چار حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم ومعارف کے موتی ان کے دامن قلب وذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔

وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کیلئے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض دفعہ عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا پورا ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اُردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لئے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آ کر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیہ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچا سکیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور اَن گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔ (امین)

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لئے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اس کے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئی اور محمد سرور منہاس آف گکھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنہوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کیلئے سالہا سال تک پابندی کیساتھ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

یکم مارچ ۲۰۰۲ء　　　ابوعمار زاہد الراشدی

خطیب جامع مسجد مرکزی، گوجرانوالہ

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تا کہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آ رہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔ حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔ (چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کروں گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔ اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کردونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدِّ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علماءِ ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔ اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن با ایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم و فاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار

سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تِسْعُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۲﴾ ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا وَلَھَا کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّۃٍ اَجَلَھَا وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾ وَقَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ط لَوْ مَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَۃِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ کَذٰلِکَ نَسْلُکُہٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۲﴾ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْہِ یَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ یہ کتاب کی آیتیں ہیں وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ اور قرآن کی جو کھول کر بیان کرنے والا ہے رُبَمَا بسا اوقات یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پسند کریں گے وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ کاش کہ وہ مسلمان ہوتے

ذَرْهُمْ چھوڑ دو ان کو یَاْكُلُوْا کھائیں وَيَتَمَتَّعُوْا اور فائدہ اٹھائیں وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ اور انکو غفلت میں ڈالے امید فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے وَمَا اَهْلَكْنَا اور نہیں ہلاک کی ہم نے مِنْ قَرْيَةٍ کوئی بستی اِلَّا وَلَهَا مگر اس بستی کیلئے كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ایک نوشتہ لکھا ہوا تھا مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ نہیں آگے بڑھتی کوئی امت اَجَلَهَا اپنی میعاد سے وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ اور نہ پیچھے ہٹتی ہے وَقَالُوْا اور کہا ان لوگوں نے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ اے وہ شخص نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اتاری گئی جس پر نصیحت اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ بیشک البتہ تو دیوانہ ہے۔ (معاذ اللہ) لَوْمَا تَاْتِيْنَا کیوں نہیں لاتے آپ ہمارے پاس بِالْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں کو اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ ہم نہیں اتارتے فرشتے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کیساتھ وَمَا كَانُوْٓا اور نہیں ہونگے وہ اِذًا اس وقت مُّنْظَرِيْنَ مہلت دیئے ہوئے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ بیشک ہم نے اتارا ہے ذکر کو وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم ہی اسکی البتہ حفاظت کرنے والے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ پہلے گروہوں میں وَمَا يَاْتِيْهِمْ اور نہیں آتا تھا ان کے پاس مِّنْ رَّسُوْلٍ کوئی رسول اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ مگر وہ ان کیساتھ مذاق کرتے تھے كَذٰلِكَ اسی طرح نَسْلُكُهٗ ہم چلاتے ہیں اسکو فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ مجرموں کے دلوں میں لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن پر

وَقَدۡ خَلَتۡ سُنَّةُ الۡاَوَّلِيۡنَ اور تحقیق گذر چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا وَلَوۡ فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ اور اگر ہم کھول دیں ان پر بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ دروازہ آسمان کا فَظَلُّوۡا فِيۡهِ پس وہ سارا دن اس میں يَعۡرُجُوۡنَ چڑھتے رہیں لَقَالُوۡۤا البتہ کہہ دیں گے اِنَّمَا سُكِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا ہماری نظر بندی کردی گئی ہے بَلۡ نَحۡنُ قَوۡمٌ مَّسۡحُوۡرُوۡنَ بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کردیا گیا ہے۔

سورہ حجر کی وجہ تسمیہ :

اس سورت کا نام حجر ہے۔ حجر عرب میں ایک علاقہ کا نام ہے۔ یہاں قوم ثمود آباد تھی جن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ چونکہ اس سورۃ میں حجر کے علاقہ اور قوم ثمود کا ذکر ہے اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ الحجر ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں حجر کے علاقے کے واقعات بیان ہونگے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اس سے پہلے ترپن (۵۳) سورتیں نازل ہوچکی تھیں، اس کے چھ رکوع اور ننانوے آیات ہیں۔

حروف مقطعات کی وضاحت :

الٓر ۔ ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں هِيَ مِنۡ اَسۡمَآءِ اللّٰهِ تعالیٰ. یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اکٹھا الٓر ایک نام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ایک حرف ایک ایک نام کی طرف اشارہ ہے۔ 'الف' سے مراد اللہ جل جلالہ اور 'لام' سے مراد لطیف اور 'را' سے مراد رؤف یا رحمٰن یا رحیم ہے۔ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ یہ جو تمہارے سامنے پڑھی جاتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیتیں ہیں وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ اور قرآن کی ہیں جو کھول کر بیان کرنے

والا ہے۔

قرآن میں اصول بیان ہوئے ہیں تشریح فرمان نبوی ﷺ میں ہے :

قرآن پاک میں جو اصول بیان ہوئے ہیں وہ بڑے واضح ہیں اور جزئیات وفروعات، تفصیل وتشریح آنحضرت ﷺ کے قول وفعل سے ہے۔ یہ بات میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ قرآن کریم سمجھ نہیں آ سکتا جب تک حدیث رسول کو نہ مانا جائے۔ مثلاً قرآن کریم میں آتا ہے اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو۔ مگر اس کا طریقہ اور تفصیل قرآن کریم میں نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے اٰتوا الزکوٰۃ زکوۃ دو۔ مگر اس کی تفصیل کہ کتنی دینی ہے اور کونسے مال کا نصاب ہے اس کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے۔ یہ تفصیل آنحضرت ﷺ کے قول فعل سے ہے۔ (یہ آیت کریمہ تیرہویں پارے کی ہے آگے چودھواں پارہ شروع ہو رہا ہے۔)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں رُبَمَا یَوَدُّ بسا اوقات پسند کریں گے۔ رُبَمَا کا لفظ قلت کیلئے بھی آتا ہے اور کثرت کیلئے بھی۔ اگر کثرت کیلئے ہو تو پھر اس کا معنٰی ہوگا بسا اوقات، اکثر اوقات پسند کریں گے۔ اور قلت کیلئے ہو تو پھر معنٰی ہوگا کسی وقت آرزو کریں گے۔ کیونکہ جب عذاب میں مبتلا ہوں گے تو ہوش وحواس خطا ہو جائیں گے سوچنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ ذرا ہوش آئے گی کسی وقت تو آرزو کریں گے اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ کاش کہ وہ مسلمان ہوتے۔ کافر یہ آرزو کب کریں گے اس کے متعلق بڑی تفصیل ہے۔

ملک الموت کے جان نکالنے کی کیفیت :

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ایک بات یہ بیان فرماتے ہیں کہ ملک الموت جب

جان نکالنے کیلئے آئیگا اور اٹھارہ فرشتے لائن بنا کر اس کے پیچھے کھڑے ہونگے اور بُرے کیلئے جہنم کا ٹاٹ اور بدبو لے کر آئے ہونگے اور مرنے والے کو ملک الموت اور پیچھے کھڑے ہونے والے فرشتے نظر آئیں گے۔ تو جب یہ منظر دیکھے گا تو کہے گا کاش! میں مسلمان ہوتا۔ مگر نزع کی حالت کے بعد ایمان قبول نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت قبر برزخ میں پہنچے گا دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جائے گی اور فرشتے سزا دیں گے تو ان تکالیف کو دیکھ کر کہے گا کہ کاش! میں مسلمان ہوتا اور یہ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ میدانِ حشر برپا ہوگا اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کھڑا ہوگا اور پسینے میں ڈوبا ہوگا اور اپنے گناہوں کو سامنے دیکھتا ہوا کہے گا کاش! میں مسلمان ہوتا۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جب نیکیاں اور بدیاں تُلیں گی۔ اپنی بدیوں کا بوجھ دیکھ کر کہے گا کہ کاش! میں مسلمان ہوتا۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جب پل صراط سے دوزخ میں گرایا جائیگا، جلے گا، سڑیگا تو کہے گا کاش! کہ میں مسلمان ہوتا۔ آخری بات یہ کہ جنتی جنت میں داخل ہونگے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہونگے پھر سارے گنہگار مومن سزا بھگت کر دوزخ سے نکل آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ اعلان کریگا اے جنت والو! تمہیں ایک تماشہ دِکھاتے ہیں۔ اے دوزخ والو! تمہیں ایک تماشہ دِکھاتے ہیں۔ پھر موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان مینڈھے کی شکل میں پیش کیا جائے گا اور ختم کردیا جائیگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ اعلان کریگا خُلُوْدٌ وَلَا مَوْتٌ آج موت کو ختم کردیا گیا ہے اب تم نے مرنا نہیں ہے۔ جنتیوں کی خوشی کی کوئی حد نہیں ہوگی اور دوزخیوں کے افسوس کی کوئی حد نہیں ہوگی۔ اس وقت دوزخی کہیں گے کاش! کہ مسلمان ہوتے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں حالات پہلے بتادیئے ہیں کہ کچھ کرنا ہے تو ابھی کرلو وہاں کچھ نہیں کرسکو گے۔ ذَرْهُمْ آپ انکو چھوڑ

دیں یَاْکُلُوْا کھائیں وَیَتَمَتَّعُوْا اور فائدہ اٹھائیں وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ اور انکو غفلت میں ڈالے اُمید جو انہوں نے دنیا میں قائم کر رکھی ہیں فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے سارا نظارہ سامنے آ جائے گا۔ جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے۔ انفرادی قیامت دور نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اور نہیں ہلاک کی ہم نے کوئی بستی اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ مگر اس بستی کیلئے ایک نوشتہ لکھا ہوا تھا۔ یعنی اس بستی کی تباہی کا ایک وقت مقرر تھا مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا نہیں آگے بڑھی کوئی امت اپنی میعاد سے۔ جو دنیا میں رہنے کی ان کیلئے میعاد رکھی گئی تھی اس سے پہلے نہیں وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ اور نہ پیچھے ہٹی ہے۔ اور دنیا میں رہنے کی جو میعاد ان کی ہے اس سے مؤخر بھی نہیں ہو سکتی، ایک لمحہ کی تقدیم تاخیر نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا نظام بڑا مضبوط، محکم اور اٹل ہے۔ وَقَالُوْا اور کہا ان کافروں نے يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اے وہ شخص! اتاری گئی جس پر نصیحت والی کتاب اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ بیشک البتہ تو دیوانہ ہے۔ (معاذ اللہ) قرآن پاک کا نام قرآن بھی ہے اور قرآن پاک کا نام فرقان بھی ہے۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ [پارہ ۱۸] "بابرکت ہے وہ ذات جس نے فرقان اتارا۔" قرآن پاک کا نام ذکر ہے، نصیحت والی کتاب۔ جو باتیں آپ ﷺ فرماتے تھے وہ ان کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ میری دعوت کو سارے عرب والے قبول کر لیں گے۔ اس وقت یہ بات کس کی سمجھ میں آ سکتی تھی، ایک وقت آئیگا قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ہمارے قدموں کے نیچے ہونگی۔ یہ ملنگ قسم کے لوگ جن کے پاس مال و دولت نہیں ہے یہ قیصر و کسریٰ پر فتح پائیں گے۔ یہ باتیں ان کو کب سمجھ آ سکتی تھیں۔ اسلئے کہتے تھے کہ آپ ﷺ

پاگل ہیں معاذ اللہ۔ اگر آپ مجنون نہیں ہیں تو لَوْ مَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَۃِ کیوں نہیں لاتے آپ ہمارے پاس فرشتوں کو اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے کہ کہتے ہیں کہ میرے اوپر فرشتہ وحی لے کر آتا ہے تو ہمیں بھی دکھادو۔

فرشتے کس کس موقع پر آتے ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ ﷺ ان کو جواب دیں مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالْحَقِّ ہم نہیں اتارتے فرشتے مگر حق کیساتھ۔ فرشتے یا تو وحی لے کر آتے ہیں یا جان نکالنے کیلئے یا پھر عذاب لے کر آئیں گے وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ اور نہیں ہونگے اس وقت وہ مہلت دیئے ہوئے۔ پھر کہیں گے کہ کاش! کہ فرشتے ہمیں نظر نہ آئیں۔ باقی انہوں نے یہ طعنہ دیا تھا کہ اے وہ شخص! جس پر نصیحت والی کتاب نازل کی گئی ہے آپ پاگل ہیں۔

قرآن کریم نزول سے لیکر آج تک ہر طرح سے محفوظ ہے :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ بیشک ہم نے اتارا ہے ذکر کو یعنی نصیحت والی کتاب کو اور بیشک ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔ الحمد للہ! قرآن پاک کے نزول سے لے کر آج تک اس کے الفاظ محفوظ ہیں، اس کا رسم الخط محفوظ ہے، اسکا لب ولہجہ محفوظ ہے، اسکا ترجمہ محفوظ ہے، اس کی تفسیر محفوظ ہے۔ یہ اس امت مرحومہ کا اعزاز ہے کہ اس نے قرآن پاک کی حفاظت کیلئے وہ کچھ کیا ہے جو تصور سے بالکل بالاتر ہے آج تک اس میں ایک حرف کی کمی بیشی نہیں ہوسکی۔ دشمنوں نے بڑے بڑے منصوبے بنائے مگر وہ ناکام ہوئے۔

حفاظتِ قرآن پر ایک واقعہ :

آج سے آٹھ نو سال پہلے کی بات ہے کہ ہندوستان کے ایک سر پھرے وکیل جس کا نام چاندمل چوپڑا ہے اور ابھی تک زندہ ہے۔ اس نے عدالت میں دعویٰ دائر کیا کہ میں ایک معزز شہری ہوں اور میرا پیشہ بھی معزز ہے کہ میں وکیل ہوں۔ حکومت کا وفادار ٹیکس گزار ہوں میری درخواست ہے کہ قرآن پر پابندی لگائی جائے کیونکہ یہ میرے جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے۔ قرآن میں ہے قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ ''مشرکوں کیساتھ لڑو۔'' یہ لڑنے بھڑنے کا سبق دیتا ہے اس لئے میرے جذبات کو نقصان ہوتا ہے لہذا اس پر پابندی لگائی جائے۔ جج بے چارہ بڑا گھبرایا کہ یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے اس وقت ساری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ہندوستان میں زیادہ ہے۔ ہندوستان میں ۲۹ کروڑ مسلمان ہیں، اس کے بعد دوسرا نمبر انڈونیشیا کا ہے باوجود اس کے کہ وہ کافروں کے علاقے ہیں پھر بھی مسلمان وہاں ہماری نسبت سے امن میں ہیں۔ مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری پرانے علماء میں سے ہیں پچھلے دنوں میری ملاقات کیلئے تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے کہا مولوی صاحب! آپ کافروں کے ملک میں رہتے ہوئے بڑے خوش قسمت ہیں اور ہم مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہوئے بڑے بدقسمت ہیں وہ ہنس کر کہنے لگے وہ کیسے؟ میں نے کہا تم کافروں کے ملک میں رہتے ہوئے مسجدوں میں اطمینان سے جاتے ہو، نماز پڑھتے ہو اور ہم بغیر باڈی گارڈ کے مسجد تک نہیں جاسکتے، وعظ کیلئے نہیں جاسکتے، پولیس والے باڈی گارڈ رکھنے پر مجبور کرتے ہیں مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہوئے اس غضب میں مبتلا ہیں۔ تو خیر میں بات کر رہا تھا کہ چاندمل چوپڑا نے مقدمہ دائر کیا کہ قرآن کریم پر پابندی لگائی جائے کہ اس سے میرے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ کلکتہ ہائیکورٹ کے ججوں نے کہا کہ

قرآن مجید اسلام کی اساسی کتاب ہے اور پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک دنیا کے کسی مہذب ملک میں اس نوعیت کا مقدمہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید کے خلاف نہیں کیا گیا۔ فاضل چیف جسٹس کلکتہ ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۹۵ قرآن مجید یا مقدس کتابوں پر لاگو نہیں ہوتی جس کے تحت انہیں ضبط کیا جائے اور قانونی پابندی عائد کی جائے۔ بھارت کی کسی بھی عدالت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے کہ کسی بھی طرح کتب آسمانی کے معاملے میں مداخلت کرے اور ان پر جزوی یا کلی طور پر پابندی عائد کرے۔ اس کی پوری تفصیل دیکھنی ہو تو میری کتاب ''ارشادالشیعہ'' پڑھ لو اس میں میں نے تفصیل کیساتھ ججوں کے نام بھی نقل کئے ہیں۔ جج ہندو ہیں۔ ہندو جج نے کہا کہ یہ آسمانی مقدس کتاب ہے۔ جج مسلمان ہوتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ جانبداری سے کام لیا ہے۔ بڑی وزنی شہادت ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس کی حفاظت اس نے کرنی ہے۔ اور یاد رکھنا! برتن میں جو چیز ہوتی ہے کھانے پینے کی مثلاً دودھ سالن وغیرہ اصل حفاظت تو اسکی مقصود ہوتی ہے مگر برتن کی حفاظت خود بخود ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ جو دینی مدارس ہیں یہ دین کیلئے برتن اور ظرف ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لیا تو دینی مدارس کی حفاظت اس کے ضمن میں خود بخود آگئی۔ ہر دور میں حکومتوں نے دینی مدارس کے خلاف ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں کہ یہ بند ہو جائیں زکوٰۃ تک خود وصول کرنی شروع کر دی۔ ان کے مشیروں کا خیال تھا کہ سال دو گزریں گے مولوی ختم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پہلے سے زیادہ اچھے انداز میں مدارس چل رہے ہیں۔ نصرت العلوم میں اس سال بھی اور پچھلے سال بھی تیرہ چودہ سو طلباء اور طالبات تھیں اور یہاں گکھڑ میں بھی ہمارا چھوٹا سا مدرسہ ہے جس

میں دوسو کے قریب طالب علم ہیں۔ حکومت نے زکوٰۃ لینے کی پیشکش کی ہم نے انکار کردیا ہماری غیرت گوارہ نہیں کرتی۔ یہ بھی ان کی ایک سازش تھی مدارس پر کنٹرول کرنے کی جو ناکام ہوئی اور وہ رقم نالیوں پر الیکشنوں پر خرچ ہوئی جس کا بوجھ ان کی گردن پر ہے۔ نہ قرآن مٹے گا نہ اسلام مٹے گا نہ دینی مدارس ختم ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تو فرمایا کہ اس نصیحت والی کتاب کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا کہ پیغمبروں کیساتھ مذاق نئی چیز نہیں :

آگے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر آپ سے پہلے فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ پہلے گروہوں میں۔ شِیَعٌ شِیْعَۃٌ کی جمع ہے بمعنی گروہ۔ وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی رسول اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ مگر وہ ان کیساتھ مذاق کرتے تھے۔ اس لئے آج اگر یہ آپ ﷺ کیساتھ مذاق کرتے ہیں تو صبر کریں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کشتی تیار کررہے تھے کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ "جب بھی گذرتا تھا ان پر کوئی گروہ ان کی قوم کا ٹھٹھا کرتے تھے۔" [ہود: ۳۸] کوئی کہتا آپ تو نبی تھے ترکھان کب سے بنے، کوئی کہتا یہ کشتی کہاں چلاؤ گے، دوسرا کہتا ہمارے تالاب میں چلائیں گے اور کہاں چلائیں گے۔ جتنے پیغمبر آئے کافروں نے ان کیساتھ مذاق کیا۔ کَذٰلِکَ نَسْلُکُہٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ اسی طرح چلاتے ہیں ہم اس استہزاء کو مجرموں کے دلوں میں۔ جیسے پہلے پیغمبروں کیساتھ مجرموں نے استہزاء کیا آج بھی کریں گے لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن کریم پر وَقَدْ خَلَتْ سُنَّۃُ

الْاَوَّلِیْنَ اور تحقیق گذر چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا۔ جو حشر پہلے لوگوں کا ہوا سو حشر ان کا ہوگا وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان کا فَظَلُّوْا پس وہ سارا دن فِیْهِ اس دروازے میں یَعْرُجُوْنَ چڑھتے رہیں۔ اوپر جائیں پھر آئیں پھر جائیں پھر آئیں لَقَالُوْآ اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا البتہ کہہ دیں گے پختہ بات ہے ہماری نظر بندی کردی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی نہیں مانیں گے۔ ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کردیا گیا ہے۔ یہ آسمان کا دروازہ نہیں کھلا بلکہ ہمارے اوپر جادو ہوا ہے۔ جب اس حد تک ضد ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ دل کو ایمان کیلئے نہیں پھیرتا ایمان اللہ تعالیٰ اسکو دیتا ہے جو چاہے اور طلب کرے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق جَعَلْنَا بنائے ہم نے فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا آسمان میں چند برج وَزَيَّنّٰهَا اور مزین کیا ہم نے آسمان کو لِلنّٰظِرِيْنَ دیکھنے والوں کیلئے وَحَفِظْنٰهَا اور ہم نے حفاظت کی اس کی مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ ہر ایسے شیطان سے رَّجِيْمٍ جو مردود ہے اِلَّا مگر مَنِ وہ اِسْتَرَقَ السَّمْعَ جس نے چرا لیا سنا ہوا کلمہ فَاَتْبَعَهٗ پس اس کے پیچھے لگتا ہے شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ستارہ روشن وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا اور زمین کو پھیلایا ہم نے وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا اور ڈال دیئے ہم نے اس زمین میں رَوَاسِيَ مضبوط پہاڑ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا اور ہم نے اگایا زمین میں مِنْ كُلِّ

شَیْءٍ ہر شے کو مَّوْزُوْنٍ ایک اندازے سے وَجَعَلْنَا لَکُمْ اور بنائیں ہم نے تمہارے لئے فِیْهَا اس زمین میں مَعَایِشَ روزیاں وَمَنْ اور ان کیلئے بھی لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ جسکو تم روزی نہیں دے سکتے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اور نہیں ہے کوئی چیز اِلَّا عِنْدَنَا مگر ہمارے پاس ہیں خَزَآئِنُهٗ اس کے خزانے وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اور نہیں اتارتے ہم اسکو اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ مگر ایک معلوم اندازے پر وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ اور ہم نے بھیجیں ہوائیں لَوَاقِحَ جو بادلوں کو پر کرتی ہیں فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ پس اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے مَآءً پانی فَاَسْقَیْنٰکُمُوْهُ پس ہم نے وہ پانی تم کو پلایا وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ اور نہیں ہو تم اسکو جمع کرنے والے وَاِنَّا اور بیشک ہم لَنَحْنُ نُحْیٖ البتہ ہم ہیں زندہ کرنے والے وَنُمِیْتُ اور مارنے والے وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ اور ہم ہی وارث ہیں وَلَقَدْ عَلِمْنَا اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْکُمْ ان لوگوں کو جو تم سے پہلے گذرے ہیں وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں ان کو جو بعد میں آئیں گے وَاِنَّ رَبَّکَ اور بیشک تیرا رب هُوَ یَحْشُرُهُمْ وہ ان کو اکٹھا کریگا اِنَّهٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ بیشک وہ حکمت والا ہے جاننے والا ہے۔

برج کی حقیقت اور ان کی تفصیل :

پچھلی آیت میں آسمان کا ذکر تھا وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان کا۔ اب اس آسمان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا اور البتہ تحقیق بنائے ہم نے آسمان میں چند برج۔ برج کیا

ہے؟اس کے متعلق مفسرین کرامؒ نے بڑی لمبی چوڑی تفصیل یہاں ذکر کی ہے۔

ستارے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

o......ایک ثَوَابِتْ ہیں جو اپنی اپنی جگہ ٹکے ہوئے ہیں اور حرکت نہیں کرتے۔

o......دوسرے سیارات ہیں جو چلتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ نے منازل مقرر کی ہوئی ہیں۔ کوئی مشرق سے مغرب کی طرف چلتا ہے اور مغرب سے مشرق کی طرف چلتا ہے، کوئی شمال سے جنوب کی طرف اور کوئی جنوب سے شمال کی طرف چلتا ہے۔ اور بڑی تیز رفتاری کیساتھ لیکن ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ [یٰسین: ۳۸] ''یہ ہے اندازہ ٹھہرایا ہوا زبردست اور علم والے پروردگار کا۔'' اس لئے کوئی ستارہ کسی کیساتھ ٹکراتا نہیں ہے۔ دنیا میں جہاز جہازوں کیساتھ ٹکرا جاتے ہیں، گاڑیاں گاڑیوں کیساتھ، تانگے تانگوں کیساتھ، سائیکل سائیکلوں کیساتھ، بندے بندوں کیساتھ چلتے ہوئے ٹکرا جاتے ہیں مگر رب تعالیٰ کا ایسا مضبوط نظام ہے کہ کوئی ستارہ کسی کیساتھ نہیں ٹکراتا۔ وہ ستارے جو منازل طے کرتے ہیں وہ ان کے برج ہیں سمجھانے کیلئے میں عرض کرتا ہوں۔ جیسے گاڑی چلتی ہے کراچی سے پشاور کی طرف، پہلے صوبہ سندھ طے کریگی پھر پنجاب، اس کے بعد صوبہ سرحد میں داخل ہو گی۔ یہ اس گاڑی کی منزلیں ہیں اسی طرح وہ ستارے اپنی منزلیں طے کر کے اپنے مقام تک پہنچتے ہیں۔ اور یہ بھی تفسیر کرتے ہیں کہ برج سے مراد قلعے ہیں جو آسمانوں میں فرشتوں کی رہائش گاہیں ہیں فرشتے ان میں ٹھہرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں، نہ تھکتے ہیں نہ اُکتاتے ہیں اور نہ سوتے ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، ان کی خوراک ہی سبحان اللہ ہے۔ آسمانوں میں کوئی بالشت بھر جگہ ایسی نہیں ہے جہاں فرشتہ نہ ہو۔ رب تعالیٰ کی بیشمار مخلوق ہے۔ کعبۃ اللہ کے عین برابر میں ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جس کا نام

ہے بیت المعمور یہ فرشتوں کی طواف گاہ ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور جس نے ایک دفعہ طواف کرلیا اسکو زندگی میں دوبارہ موقع نہیں ملتا۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ [سورۃ مدثر] ''اور تیرے رب کے لشکروں کو صرف وہی جانتا ہے۔'' تو جن منازل کو سورج چاند طے کرتے ہیں وہ برج ہیں وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ اور مزین کیا ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کیلئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ستارے جڑے ہیں رات کو عجیب قسم کا منظر ہوتا ہے وَحَفِظْنٰهَا اور ہم نے حفاظت کی اس آسمان کی مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ہر ایسے شیطان سے جو مردود ہے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ مگر وہ جس نے چرالیا سنا ہوا کلمہ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام لے کر نیچے اترتے ہیں اور آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ فلاں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اور آپ ﷺ نے ایسے انگلیاں کھڑی کیں اور فرمایا کہ فرشتے ایسے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ شیطان جنات ان کی باتیں سننے کیلئے جاتے ہیں، کوئی مرجاتا ہے، کوئی زخمی ہوجاتا ہے کیونکہ ان پر ستارے شعلے پھینکے جاتے ہیں مگر یہ اپنی مہم کو چھوڑتے نہیں ہیں جیسے کوہ پیما لوگ ہیں پہاڑوں پر چڑھنے والے مرتے بھی ہیں، گرتے بھی ہیں تکالیف برداشت کرتے ہیں مگر اپنی مہم کو نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح شیطان جنات کی لائن لگی ہوتی ہے یہ فرشتوں کی باتیں سنتے ہیں اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ صحیح بات جو فرشتوں کی سنی ہوئی ہے لاکر کاہن کو جو فال نکالتا ہے، دیتے ہیں اس کے کان میں ڈالتے ہیں وہ اس ایک سچی بات کیساتھ سو جھوٹ ملا کے چلا دیتا ہے۔ یہ بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ ہے۔

جس نے فال کی تصدیق کی وہ کافر ہے :

اور یہ بھی حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص کسی فال نکالنے والے کے پاس گیا اوراس کی تصدیق کی تو فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ "پس تحقیق اس نے انکار کیا اس چیز کا جو اتاری گئی ہے محمد ﷺ پر۔" ایسا شخص آنحضرت ﷺ کی شریعت کا منکر اور کافر ہے۔ اور جو محض دل لگی کیلئے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے متعلق بتلائیں جی کیا ہے؟ فرمایا ایسا دل لگی کے طور پر فال نکالنے والے سے سوال کرنے والا جو شخص ہے اس کی چالیس دن اور چالیس راتوں کی نمازوں کا اجر ضائع ہو جائے گا۔ مگر لوگوں کی عقلیں ماری ہوئی ہیں ان چیزوں کو کچھ نہیں سمجھتے۔ عورتیں آتی ہیں کہ بتاؤ ہمیں کیا ہوا ہے؟ ہمارا حساب لگاؤ، کوئی حساب دیکھو۔ ہم انکے کہتے ہیں کہ غیب صرف رب تعالیٰ جانتا ہے اور حکیم اور ڈاکٹر میں نہیں ہوں یہ ڈاکٹروں اور حکیموں سے پوچھو تمہیں کیا ہوا ہے؟ اور کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں یہ باتیں لکھی ہوئی ہوں کہ فلاں کو کیا ہوا ہے اور فلاں کو کیا ہوا ہے۔ مگر ان بناوٹی عاملوں نے ان کے ذہن بگاڑے ہوئے ہیں بس ہر ایک کو کہہ دیتے ہیں کہ تجھ پر وار ہوا ہے، تجھ پر کسی نے وار کیا ہے، کسی کے شلوار سونگھتے ہیں کسی کا کرتا سونگھتے ہیں یہ تمام خرافات ہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ کے کلام میں اثر ہے، پڑھ کر دم کرو شفاء ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ ہوئی تو رب تعالیٰ کا کام ہے بندے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ جیسے دوا کیساتھ شفا ہو بھی جاتی ہے نہیں بھی ہوتی۔ شفاء تو رب تعالیٰ نے دینی ہے۔ سنت سمجھ کر علاج کراؤ اس سے زیادہ ذہن کو نہ بگاڑو! اکثریت لوگوں کی ایسی ہے کہ خدا پناہ! ان کی باتیں سن کر حیرانگی ہوتی ہے۔ ایک زمانے میں کینٹ سے ایک میجر صاحب آئے، کہنے لگے مجھ پر کسی نے جادو کیا ہوا ہے۔ میں نے کہا تمہیں کیا محسوس ہوتا ہے؟ کہنے لگا میرے

پاخانہ سے بدبو آتی ہے۔ میں نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، پاخانہ زعفران اور کستوری تو نہیں ہوتا۔ یاد رکھنا! جنات کا وجود ہے بعض دفعہ شرارت بھی کرتے ہیں، تکلیف بھی دیتے ہیں مگر ہر آدمی کو جن چمٹا ہوا ہے، یہ بالکل خرافات ہیں۔ اسی طرح جادو کا بھی اثر ہے مگر ہر آدمی پر جادو کیا ہوا ہے یہ بالکل غلط بات ہے۔ اکثر طبعی بیماریاں ہوتی ہیں کوئی سو میں سے ایک دو ایسے ہونگے کہ جن پر آسیب یا جادو کا اثر ہو۔ ہر چیز کی کڑی جن جادو کیساتھ ملانا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی مسلمان کو اتنا کچا عقیدہ رکھنا چاہئے۔ مسلمان کا عقیدہ پتھر اور لوہے کی طرح مضبوط ہونا چاہیے۔ تو جنات فرشتوں کی باتیں سننے کیلئے جاتے ہیں فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ پس اس کے پیچھے لگتا ہے ستارہ روشن۔ اس کے پیچھے ایسا شعلہ بڑھتا ہے جو روشن ہوتا ہے، نظر آتا ہے وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا اور زمین کو پھیلایا ہم نے وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ اور ڈال دیئے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ۔ رَوَاسِيَ رَاسِيَةٌ کی جمع ہے۔ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ اور ہم نے اگایا زمین میں ہر شے کو ایک انداز سے۔ ہمارے علم کے مطابق جس علاقے میں جتنی چیز پیدا کرنی ہے اتنی پیدا کر دیتے ہیں وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ مَعِيْشَةٌ کی جمع ہے بمعنی روزی، خوراک۔ اور بنائیں ہم نے تمہارے لئے زمین میں روزیاں۔ یہ سب خالق کا کام ہے وَمَنْ اور ان کیلئے بھی روزی پیدا کی ہے لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ جن کو تم روزی نہیں دے سکتے۔ چرند، پرند، درند ہیں رب تعالیٰ ہی سب کو روزی دیتا ہے۔

لفظِ رب کا معنیٰ سمجھنا شرک سے بچاؤ کا ذریعہ :

اگر کوئی شخص صحیح معنی میں رب کا معنیٰ ہی سمجھ لے تو شرک کے قریب نہیں جائے گا۔ رب تربیت سے ہے پالنے والا، تربیت کرنے والا۔ تو پالنے کیلئے ہوا کی ضرورت ہے،

پانی کی ضرورت ہے، خوراک کی ضرورت ہے یہ تمام چیزیں رب تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ جو چیز بھی مخلوق کی تربیت کیلئے تھی وہ سب رب تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے پاس کیا ہے کہ اس کو رب مانا جائے؟ کیا کوئی ہوا کا خالق ہے، پانی کا خالق ہے، روزی کا خالق ہے؟ کوئی صحت دے سکتا ہے، یہ تمام کام پروردگار کے ہیں مگر ہم نے لفظ رب اور الٰہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھا۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ اور نہیں ہے کوئی چیز مگر ہمارے پاس ہیں اس کے خزانے۔ مسلم شریف میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور دوسری کتابوں میں بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَرُطَبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ ''اگر تم اول سے لے کر آخر تک، کیا انسان اور کیا جنات، کیا تری کے رہنے والے اور کیا خشکی کے رہنے والے یہ سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں جو مانگنا چاہتے ہیں اور میں سب کی منہ مانگی مرادیں پوری کر دوں تو میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں آئے گی جتنی تم سوئی سمندر میں ڈبو کے نکالو تو اس سے جتنا پانی کم ہوا ہے۔ ساری کائنات کی مرادیں پوری کر دوں میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ اور نہیں اتارتے ہم اسکو مگر ایک معلوم اندازے پر جو ہماری حکمت اور مصلحت کے مطابق ہے۔ اکبر الٰہ آبادی بڑے طنزیہ نگار شاعر تھے۔ ان کی کلیات پڑھو کلیات اکبر الٰہ آبادی میں انہوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں......

؎ اسی سے مانگ جو کچھ مانگنا ہے اے اکبرؔ
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

نسائی شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ

یَغۡضَبُ عَلَیۡہِ جو رب سے نہیں مانگتا رب اس پر ناراض ہوتا ہے۔دوسرا ایک شاعر کہتا ہے

؂ دینا ہے اپنے ہاتھ سے اے بے نیاز دے

کیا مانگتا پھرے تیرا سائل جگہ جگہ

دینے والا تو ہی ہے داتا تو ہی ہے،تو ہی دے۔دیکھو ہمارے گھروں میں بچیاں بچے ہیں،عورتیں ہیں۔گھر کا جو فرد ہے گھر کے افراد ضرورت اس سے مانگتے ہیں اگر کسی کا بچہ محلے میں جا کر کسی سے کہے کہ مجھے کتاب دیدو، مجھے جوتا لا کر دو، مجھے فلاں چیز لا کر دو تو کوئی غیرت مند گوارہ نہیں کریگا اور اگر کسی کی بیوی جا کر کہے کہ مجھے جوتا لا دو، کنگھی لا دو، سرمہ سلائی لا دو،کوئی غیرت مند گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ بھائی ہماری بیوی، ہمارے بچے کسی اور سے مانگیں تو ہمیں غصہ آتا ہے تو رب تعالیٰ کی مخلوق ہو کر اس کی محتاج ہو کر کسی اور سے مانگے تو اسے غصہ کیوں نہیں آئیگا۔تو فرمایا جو رب تعالیٰ سے نہیں مانگتا رب تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہے۔اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مانگتے ہیں۔وہی مُسۡتَعَانُ ہے۔وَاَرۡسَلۡنَا الرِّیٰحَ اور ہم نے بھیجیں اور چلائیں ہوائیں لَوَاقِحَ جو بادلوں کو پُر کرتی ہیں۔پہلے بادل ہلکے ہوتے ہیں ہواؤں کی وجہ سے اکٹھے ہوتے ہیں ان میں برودت پیدا ہوتی ہے پھر بارش ہوتی ہے فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً پس اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی فَاَسۡقَیۡنٰکُمُوۡہُ پس ہم نے وہ پانی تم کو پلایا۔آج بھی بہت سارے علاقے ایسے ہیں کہ وہاں زمین میں پانی نہیں ہے اور نہریں اور چشمے بھی نہیں ہیں وہاں کے لوگوں کا گزران بارش کے پانی پر ہے وہی ان کے جانور بھی پیتے ہیں وَمَآ اَنۡتُمۡ لَہٗ بِخٰزِنِیۡنَ اور نہیں ہو تم اسکو جمع کرنے والے۔یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین ایسی بنائی ہے کہ جو اسکو فوراً جذب نہیں کرتی اور ہوائیں اتنی نہیں چلائیں کہ

وہ پانی کواڑا کر لے جائیں سورج کی تپش سے وہ پانی ختم نہیں ہوتا یہ سب حالات رب نے پیدا کئے ہیں تاکہ تمہاری ضرورت کیلئے پانی جمع رہے اور سن لو وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ اور بیشک ہم البتہ پیدا کرنے والے اور مارنے والے ہیں۔ پیدا کرنا بھی ہمارا کام ہے اور مارنا بھی ہمارا کام ہے وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ اور ہم ہی وارث ہیں سب کے۔ آج تو ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہماری حکومت، ہماری سلطنت، ہمارا مکان، ہماری جائیداد، حالانکہ حقیقتاً ہمارا کچھ بھی نہیں ہے سب کچھ رب تعالیٰ کا ہے۔ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [آل عمران: ۱۸۰] ''اور اللہ ہی کیلئے وراثت ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔'' تم دنیا سے خالی ہاتھ جاؤ گے۔ خوش قسمت ہوگا جس کو کفن نصیب ہوگا ایسے لوگ بھی ہیں جن کو کفن تک نصیب نہیں ہوتا۔

اگلے پچھلے سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں :

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں ان لوگوں کو جو تم سے پہلے گذرے ہیں وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ اور البتہ تحقیق ہم انکو جانتے ہیں جو بعد میں آئیں گے۔ آج کے دور سے پہلے جو حضرت آدم علیہ السلام تک ہوئے ہیں وہ بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہیں اور جو آج کے بعد قیامت تک ہونگے وہ بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہیں رب تعالیٰ کے علم سے ایک ذرہ بھی خارج نہیں ہے اور نہ ذرّہ برابر اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر ہے سب اسی کے محتاج ہیں اور وہ صمد ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ تو وہ پہلوں کو بھی جانتا ہے اور پچھلوں کو بھی جانتا ہے وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اور بیشک تیرا رب وہ ان کو اکٹھا کریگا۔ میدان محشر میں سب جمع ہونگے اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی رتی رتی کا حساب ہوگا۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ''پس جس نے ایک ذرہ

کے برابر نیکی کا کام کیا ہوگا وہ اسکو دیکھ لے گا وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

[سورۃ زلزال: پارہ ۳۰]

''اور جس نے ایک ذرہ کے برابر برائی کا کام کیا ہوگا اس کو دیکھ لے گا۔'' آدمی کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ شاعر کہتا ہے......

؎ از مکافات عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو از جو

''اے بندے! مکافات کے عمل سے غافل نہ ہو گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے جو سے جو۔'' جو بوئے گا سو کاٹے گا۔ آج ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم بوتے کچھ نہیں اور امیدوار ہیں کہ ساری فصلیں کاٹنی ہیں۔ نیکی کوئی بھی نہیں اور اجر و ثواب کے سب دعویدار ہیں۔ فرمایا اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَؕ اَبٰٓى اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مِنْ صَلْصَالٍ بجنے والی مٹی سے مِنْ حَمَاٍ جو گارے سے لی گئی تھی مَّسْنُوْنٍ جو متغیر تھا وَالْجَآنَّ اور جنوں کو خَلَقْنٰهُ پیدا کیا ہم نے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ آگ کی لو سے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ اور جب فرمایا تیرے رب نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں کو اِنِّیْ خَالِقٌ بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں بَشَرًا انسان کو مِّنْ صَلْصَالٍ بجنے والی مٹی سے مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ جو گارے سے حاصل ہوئی ہے جو متغیر تھا فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ پس جب میں اسکو برابر کردوں وَنَفَخْتُ فِیْهِ اور

پھونک دوں اس میں مِنْ رُّوْحِیْ اپنی طرف سے روح فَقَعُوْا لَهٗ پس گر جانا اس کے سامنے سٰجِدِیْنَ سجدہ کرتے ہوئے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ پس سجدہ کیا فرشتوں نے كُلُّهُمْ سب نے اَجْمَعُوْنَ اکٹھے اِلَّآ اِبْلِیْسَ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اَبٰٓی انکار کر گیا اَنْ یَّكُوْنَ اس سے کہ وہ ہو مَعَ السّٰجِدِیْنَ سجدہ کرنے والوں کیساتھ قَالَ فرمایا رب تعالیٰ نے یٰٓاِبْلِیْسُ اے ابلیس مَالَكَ تجھے کیا ہوا اَلَّا تَكُوْنَ یہ کہ نہ ہوا تو مَعَ السّٰجِدِیْنَ سجدہ کرنے والوں کیساتھ قَالَ کہا اس نے لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ نہیں تھا میں کہ سجدہ کرتا لِبَشَرٍ کسی بشر کو خَلَقْتَهٗ جس کو تو نے پیدا کیا ہے مِنْ صَلْصَالٍ بجنے والی مٹی سے مِّنْ حَمَاٍ جو حاصل ہوئی ہے گارے سے مَّسْنُوْنٍ جو متغیر تھا قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاخْرُجْ مِنْهَا پس نکل جاؤ یہاں سے فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ پس بیشک تو مردود ہے وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اور بیشک تجھ پر لعنت ہے اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بدلے کے دن تک قَالَ ابلیس نے کہا رَبِّ اے میرے رب فَاَنْظِرْنِیْٓ مجھے مہلت دیدو اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اس دن تک جس دن لوگوں کو دوبارہ کھڑا کیا جائے گا قَالَ فرمایا فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ بیشک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ معلوم دن کے وقت تک۔

اپنی قدرت بتلانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقے اختیار فرمانا :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت بتلانے کیلئے قرآن پاک میں مختلف طریقے

اختیار کئے ہیں۔اس سے پہلے رکوع میں آسمان اور زمین کا ذکر تھا پہاڑوں کا ذکر تھا پھر زمین میں اسباب معاش رکھنے کا ذکر تھا بارش کا ذکر تھا اس رکوع میں انسان اور جنات کی تخلیق کا ذکر ہے کہ رب تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ انسان کو کس چیز سے پیدا کیا ہے اور جنات کو کس چیز سے پیدا کیا ہے۔پھر انسانوں کا کیا کردار ہے اور جنات کا کیا کردار ہے۔

انسان کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیساتھ ساری زمین کی سطح سے تھوڑی سی مٹی اٹھائی۔پہلے وہ مٹی بکھری ہوئی تھی پھر اپنی قدرت کاملہ کیساتھ اسکو گوندھا اور گارا بنایا گارا بننے کے بعد وہ مٹی خشک ہوگئی۔سورۃ رحمٰن میں آتا ہے مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّار بجنے والی مٹی سے جیسا کہ ٹھیکرہ ہوتا ہے۔آگ کے اوپر پکی ہوئی ٹھیکری کی طرح بجتی تھی۔سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵۹ میں ہے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ پھر اسکو کہا ہو جا پس وہ ہوگیا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو یعنی آدم علیہ السلام کو مِنْ صَلْصَالٍ بجنے والی مٹی سے مِنْ حَمَاٍ جو گارے سے حاصل ہوئی تھی مَسْنُوْنٍ جو متغیر تھا۔ سَنَةٌ کے معنی سال کے ہیں۔ مسنون کئی سالوں تک گوندھی ہوئی پڑی رہی خشک ہو کر بجنے لگی اور متغیر ہوگئی۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ اور جنوں کو ہم نے پیدا اس سے پہلے۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے جنات کی پیدائش ہوئی اور کس چیز سے ہوئی؟ فرمایا مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ آگ کی لو سے جو مسامات میں داخل ہو جاتی ہے وہ لو کہ جس میں دھواں نہ ہو۔تو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے زمین پر حکمرانی جنات کی تھی۔آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار سال کی زندگی عطا فرمائی۔آدم علیہ

السلام سے ایک ہزار سال بعد نوح علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ یہ دو ہزار سال کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً [بقرۃ:۲۱۳] ''سب لوگ ایک ہی امت یعنی دین پر تھے۔'' سارے مسلمان تھے کافر نہیں تھے۔ البتہ نافرمانی شروع ہو چکی تھی آدم علیہ السلام کی زندگی میں ھابیل قابیل کا قصہ چل نکلا تھا مگر کافر مشرک کوئی نہیں تھا وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اور جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں کو اِنِّیْ خَالِقٌ بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں بَشَرًا انسان کو مِنْ صَلْصَالٍ بجنے والی مٹی سے مِنْ حَمَاٍ جو گارے سے حاصل ہوئی ہے مَّسْنُوْنٍ جس پر کئی سال گزر گئے ہوں گے۔ وہ گارا گوندھا ہے گا پھر وہ خشک ہوگا پھر اس سے آدم علیہ السلام کا وجود بنے گا۔ اے فرشتو! فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ پس جب میں اسکو برابر کر دوں، درست کر دوں، انسانی شکل بنالوں وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے روح تو تمہارا فریضہ ہوگا فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ پس گر جانا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دیا تھا ابلیس کو بھی رب کا حکم تھا جس کا ذکر سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۲ میں ہے قَالَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ''فرمایا اللہ تعالیٰ نے کس چیز نے روکا تجھ کو کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔'' توجسطرح سجدے کا حکم فرشتوں کو تھا اسی طرح ابلیس کو بھی تھا فرشتوں نے کوئی منطق نہیں لڑائی بغیر قیل وقال کے سجدے میں گر گئے۔ اسی کا ذکر ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے اکٹھے۔ جس طرح ہم جماعت کی نماز میں رکوع سجود اکٹھے کرتے ہیں۔ کُلُّھُمْ کا لفظ بتلا رہا ہے کہ فرشتوں میں سے کوئی سجدے سے پیچھے نہیں رہا اور اجمعون کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ سب نے اکٹھا کیا اِلَّآ اِبْلِیْسَ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اَبٰٓی انکار کر گیا اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اس سے کہ وہ ہو سجدہ کرنے والوں

کیساتھ۔ کیوں نہیں ہوا؟ قَالَ فرمایارب تعالیٰ نے یٰٓاِبۡلِیۡسُ مَالَکَ اے ابلیس! تجھے کیاہوا اَلَّا تَکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ یہ کہ نہ ہواتو سجدہ کرنے والوں کیساتھ، سجدہ کیوں نہیں کیا؟ ابلیس کا جواب سنو! قَالَ کہاابلیس نے لَمۡ اَکُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ نہیں تھا میں کہ سجدہ کرتا کسی بشر کو۔

بشر کو سب سے پہلے ابلیس نے حقیر سمجھا :

سب سے پہلے بشر کو حقیر ابلیس نے سمجھا کہ میں بشر کو سجدہ کروں خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ جس کو تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے جو حاصل ہوئی گارے سے جس پر کئی سال گزرے۔ تو سب سے پہلے بشر کی تحقیر ابلیس نے کی اور عزت کی ہے فرشتوں نے، فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور نور کا درجہ نار سے چار گنا زیادہ ہے فرشتے کہہ سکتے تھے پروردگار! ہم نوری ہیں اور یہ خاکی ہے ہم نوری خاکی کو سجدہ کیوں کریں؟ مگر انہوں نے بغیر قیل وقال کے سجدہ کیا ابلیس اکڑ گیا اور کہا اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ میں بہتر ہوں اس سے خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے وَخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ اور پیدا کیا اسکو مٹی سے۔ آگ میں روشنی ہے بلندی ہے اور خاک پاؤں کے نیچے کچلی اور روندی جاتی ہے میں اعلیٰ ہوکر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کروں؟ اکڑ گیا۔ اور پندرہویں (۱۵) پارہ میں ہے ابلیس نے کہا اَرَءَيۡتَكَ هٰذَا الَّذِیۡ كَرَّمۡتَ عَلَیَّ ”کیا بھلا بتلائیں یہ شخص ہے جس کو تو نے بزرگی بخشی ہے مجھ پر۔“ رب کو کہہ رہا ہے، رب تعالیٰ سے تکرار کر رہا ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثنوی شریف تصوف کی بڑی کتاب ہے جس میں توحید بھی ہے، رسالت بھی ہے، قیامت کا ذکر بھی ہے۔ سمجھانے کا ان کا بڑا عجیب طریقہ ہے۔ پہلے زمانے میں اسکو مرد بھی پڑھتے تھے، عورتیں بھی پڑھتی تھیں۔ آج تو ناولوں، ٹی

وی، وی سی آر وغیرہ نے لوگوں کے ذہن بگاڑ دیئے ہیں۔ان مغربی قوتوں کا اللہ تعالیٰ ناس کرے انہوں نے مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا خُشّی مشکل بنا کر چھوڑ دیا ہے۔تو مولاناؒ مثنوی شریف میں سلطان محمود غزنویؒ اور ایاز کا واقعہ ذکر کر کے ابلیس کی بے عقلی کو بیان کرتے ہیں۔سلطان محمود غزنویؒ نے جب ہندوستان کو فتح کیا سومنات جو ہندوؤں کا بہت بڑا مندر تھا اس میں بڑے بڑے ہیرے اور موتی تھے اور بہت کچھ تھا وہ سب کچھ ساتھ لے گئے۔ایک سپاہی کا لڑکا تھا جس کا نام ایاز تھا یہ بڑا سمجھدار لڑکا تھا۔سلطان محمود غزنویؒ اس بچے کو اپنے پاس بٹھاتے تھے کسی برے ارادے سے نہیں محض اس اس لئے کہ یہ دانا لڑکا ہے حکومت کے نظم ونسق کو سمجھ لے آئندہ چل کر قوم کیلئے مفید ثابت ہو۔وزیروں مشیروں کو یہ بات ناگوار تھی کہ سلطان چھوٹے سے بچے کو ساتھ بٹھاتا ہے۔کہا بھی کہ حضرت! یہ بچہ آپ کے پاس بیٹھتا ہے اچھی بات نہیں ہے۔فرمایا الحمدللہ نیت اور دل میرا پاک ہے میں برا نہیں ہوں۔یہ بچہ چونکہ سمجھدار ہے ذہین ہے اس لئے میں اس کو پاس بٹھاتا ہوں۔آنحضرت ﷺ کو جب چھوٹے چھوٹے بچے ملتے تھے سردی کے موسم میں بھی آپ ﷺ ان کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتے تھے پیار سے محبت سے چھوٹے چھوٹے بچے آتے تھے۔آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے آپ ﷺ ان سب کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔تو کہا کہ یہ لڑکا بڑا سمجھدار ہے اس لئے میں اس کو اپنے پاس بٹھاتا ہوں لیکن وزیروں مشیروں کو یہ بات سمجھ نہ آئی۔ایک دن سلطان محمود غزنویؒ نے اپنے ملازم سے کہا کہ ایک چوڑا سا پتھر سل نما اور ہتھوڑا بھی لا کر رکھ دینا اس نے حکم کی تعمیل کی دونوں چیزیں لا کر رکھ دیں۔سلطان محمود غزنویؒ نے ایک بڑا قیمتی ہیرا نکال کر ایک وزیر کو دیا کہ اسکو پتھر پر رکھ کر توڑ دے۔اس نے کہا بڑا قیمتی ہے میں کیسے توڑ سکتا ہوں، دوسرے کو دیا، تیسرے کو دیا،

چوتھے کو پانچویں کو کہا، مشیروں کو کہا کسی نے نہ توڑا پھر ایاز کو دیا اور کہا کہ اسکو توڑ دے۔اس نے پتھر پر رکھا ہتھوڑا مارا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بادشاہ نے پوچھا اتنا قیمتی ہیرا کیوں توڑ دیا ہے؟ ایاز نے کہا کہ میرے آقا بیشک یہ ہیرا قیمتی تھا مگر میرے آقا کا حکم اس سے زیادہ قیمتی تھا۔ مولانا رومؒ یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ کاش کہ ابلیس کو ایاز والی بات سمجھ آجاتی کہ فرض کرو کہ تیری شان آدم سے زیادہ تھی مگر یہ تو دیکھتا کہ حکم کون دے رہا ہے۔ ابلیس رب تعالیٰ کے حکم کو نہیں سمجھا اور کہا کہ میں نہیں ہوں کہ سجدہ کروں انسان کے سامنے جسکو تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے جو گارے سے حاصل ہوئی ہے مسنون جو متغیر ہے۔ قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا پس نکل جاؤ یہاں سے۔اس سے پہلے ابلیس فرشتوں کیساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا، عبادت کرتا تھا اور فرشتے سمجھتے تھے کہ یہ ہم سے بھی زیادہ نیک ہے۔کیوں نکلو؟ فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ پس بیشک تو مردود ہے تجھے رد کر دیا ہے وَّاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اور بیشک تیرے اوپر لعنت ہے بدلے کے دن تک۔ دین کا معنی حساب، بدلہ، جزا۔ قیامت کے دن نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ ملے گا اس دن تک تجھ پر لعنت برستی رہے گی قَالَ ابلیس نے کہا رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اے میرے رب مجھے مہلت دے اس دن تک جس دن لوگوں کو دوبارہ کھڑا کیا جائے گا۔

ہر شے فانی ہے :

ابلیس کا مقصد یہ تھا کہ مجھ پر موت نہ آئے موت کا پیالہ ٹل جائے اور جس دن دوبارہ کھڑا کیا جائے گا میں اس وقت تک زندہ رہوں حالانکہ موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ [آل عمران:۱۸۵] ''ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔'' کوئی جاندار چیز ایسی نہیں ہے جس پر موت نہ آئے فرشتوں پر بھی فنا آئے گی یہاں

تک کہ جان نکالنے والے فرشتے پر بھی موت آئے گی۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ [سورۃ رحمٰن] ''جو کوئی بھی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے پروردگار کی ذات جو بزرگی اور عظمت والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ادھوری دعا قبول فرمائی۔ فرمایا تجھے مہلت ہے مگر نفخہ اولیٰ تک۔ نفخہ اولیٰ اور ثانیہ میں بخاری شریف کی روایت کے مطابق چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔

پہلے اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے سب جاندار چیزیں فنا ہو جائیں گی پھر خود حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی ختم ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ زندہ کریں گے پھر وہ بگل پھونکیں گے ساری کائنات زمین سے نکل آئے گی پھر میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی ذرّے ذرّے کا حساب ہوگا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ [سورۃ زلزال] ''پس جس کسی نے ایک ذرّے کے برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس کسی نے ایک ذرے کے برابر بھی برائی کا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا۔'' ہر ایک کا نامہ اعمال اس کے سامنے ہوگا۔ آج ہمارا حافظہ کمزور ہو گیا ہے ہمیں بعض باتیں یاد نہیں رہتی۔ اس وقت حافظہ قوی کر دیا جائے گا ہر نیکی بدی یاد ہوگی اور آج تو کئی لوگ پڑھ نہیں سکتے وہاں ہر آدمی اپنا نامہ اعمال خود پڑھے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پڑھ! جب آدمی دو چار صفحے پڑھ لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بتلا میرے لکھنے والے فرشتوں نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ کہے گا نہیں! اور پڑھو پھر پڑھے گا۔ پھر پوچھا جائے گا تجھ پر کوئی زیادتی تو نہیں ہوئی؟ کہے گا نہیں! اور پڑھو! خود پڑھتا جائے گا اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا [بنی اسرائیل:۱۴] ''پڑھ اپنی کتاب کافی ہے تیرا نفس آج کے دن تجھ پر محاسبہ کرنے والا۔'' پھر حیرت اور تعجب کے طور

پر کہے گا مال ھذا الْکتاب لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا [کہف:۴۹]
'' کیا ہے اس کتاب کو کہ نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو اور نہ بڑی چیز کو مگر اس نے سنبھال رکھا ہے۔'' سب اس میں درج ہیں۔ آنکھ کے اشارے ہاتھ کے اشارے تک۔

قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ بیشک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ معلوم دن کے وقت تک۔ یعنی نفخہ اولیٰ تک تجھے مہلت ہے نفخہ ثانیہ تک نہیں۔ موت تو نے بھی چکھنی ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾

قَالَ کہا شیطان نے رَبِّ اے میرے رب بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کردیا ہے لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ البتہ میں ضرور مزین کروں گا ان کیلئے فِی الْاَرْضِ زمین میں وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اور البتہ میں ضرور ان کو بہکاؤں گا اَجْمَعِیْنَ سب کو اِلَّا عِبَادَكَ مگر تیرے بندے مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ان میں سے جو چنے ہوئے ہیں قَالَ فرمایا رب تعالیٰ نے هٰذَا صِرَاطٌ یہ راستہ ہے عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ بیشک میرے بندے لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ نہیں ہوگا تیرے لئے ان پر کوئی غلبہ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مگر وہ

جس نے پیروی کی تیری مِنَ الْغٰوِیْنَ گمراہوں میں سے وَاِنَّ جَھَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اور بیشک جہنم البتہ ان کے وعدے کی جگہ ہے اَجْمَعِیْنَ سب کی لَھَاسَبْعَةُاَبْوَابٍ اس جہنم کے سات دروازے ہیں لِکُلِّ بَابٍ ہر دروازے کیلئے مِّنْھُمْ ان میں سے جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ایک حصہ ہوگا تقسیم کیا ہوا اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ بیشک پرہیزگار فِیْ جَنّٰتٍ باغوں میں ہونگے وَّعُیُوْنٍ اور چشموں میں اُدْخُلُوْھَا داخل ہو جاؤ اس کے اندر بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ سلامتی کیساتھ امن میں وَنَزَعْنَا اور ہم نکالیں گے مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ جو ان کے سینوں میں ہوگا مِّنْ غِلٍّ کچھ کھوٹ اِخْوَانًا بھائی بھائی ہونگے عَلٰی سُرُرٍ تختوں پر مُّتَقٰبِلِیْنَ آمنے سامنے لَایَمَسُّھُمْ نہ پہنچے گی ان کو فِیْھَا ان بہشتوں میں نَصَبٌ کوئی تھکاوٹ وَّمَا ھُمْ مِّنْھَا اور نہیں ہونگے وہ اس سے بِمُخْرَجِیْنَ نکالے گئے نَبِّئْ عِبَادِیْٓ خبر دے دیں آپ میرے بندوں کو اَنِّیْٓ بیشک میں اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ میں بخشنے والا ہوں مہربان ہوں وَاَنَّ عَذَابِیْ اور بیشک میرا عذاب ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ وہ عذاب ہے دردناک۔

پچھلے درس میں تم نے پڑھا کہ ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ناری ہو کر خاکی کو سجدہ کیوں کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو مردود ہے قیامت تک تجھ پر لعنت برستی رہے گی۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے اس دن تک مہلت دیدو جس دن لوگوں کو دوبارہ اٹھایا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے اس وقت تک تو مہلت نہیں مل سکتی ہاں! جس وقت دنیا فنا ہو گی اس وقت تک تجھے مہلت ہے۔ جب

ابلیس کو نفخہ اولیٰ تک مہلت مل گئی تو قَالَ ابلیس نے کہا رَبِّ اے میرے رب بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے۔

غلطی کو غلطی نہ سمجھنا شیطان کا کام ہے:

اندازہ لگاؤ اپنا قصور ماننے کیلئے تیار نہیں ہے حالانکہ رب تعالیٰ نے تو اس کی گمراہی کے بعد فیصلہ کیا کہ تو چونکہ نافرمان ہے اسلئے مردود ہے لیکن یہ الٹا اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگا رہا ہے۔ زمین میں اب یہی کام شیطانوں کا ہے کہ رب تعالیٰ کی نافرمانیاں بھی کرتے ہیں اور اپنا قصور بھی نہیں مانتے۔ یاد رکھنا! صحیح معنیٰ میں انسان وہی ہے جو اپنا قصور مان لے۔ نہ ماننے والا انسان نہیں کہلا سکتا نرا شیطان ہے۔ دیکھو! رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ اس درخت کے قریب نہیں جانا تم نے کیوں کھایا ہے؟ آدم علیہ السلام اگر یہاں شیطان کی منطق چلانا چاہتے تو بڑی گنجائش تھی کہ اے پروردگار! شیطان سے پوچھیں اس نے کیوں جھوٹی قسمیں اٹھائیں؟ اس نے ہمیں کیوں ورغلایا، اس نے ہمیں کیوں دھوکہ دیا؟ بڑی باتیں تھیں مگر انہوں نے غیر مشروط طور پر کہا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ [اعراف: ۲۳] ''اے ہمارے رب ہم نے زیادتی کی ہے اپنی جانوں پر اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کریگا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' تو غلطی کا اقرار کرنا انسانوں کا کام ہے اور غلطی پر اکڑ جانا شیطان کا کام ہے۔ تو شیطان نے کہا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے لَاُزَیِّنَنَّ لَھُمْ البتہ میں ضرور مزین کروں گا ان کیلئے گناہوں کو فِی الْاَرْضِ زمین میں وَلَاُغْوِیَنَّھُمْ اور البتہ ضرور میں ان کو بہکاؤں گا اَجْمَعِیْنَ سب کو۔ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ان کو گمراہ کروں گا۔ ہاں! اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ مگر

تیرے بندے جوان میں سے چنے ہوئے ہیں ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا وہ میرے قابو میں نہیں آئیں گے قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِيْمٌ یہ راستہ ہے سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ وہ کونسا راستہ ہے؟ فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ بیشک میرے بندے نہیں ہوگا تیرے لئے ان پر کوئی غلبہ۔ میرے بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہیں چلے گا۔

شیطان صرف برائیاں مزین کر کے دکھاتا ہے :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں شیطان کسی پر زبردستی تو نہیں کر سکتا اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مگر وہ جو اپنی مرضی سے تیری پیروی کرے مِنَ الْغٰوِيْنَ گمراہوں میں سے۔ شیطان زبردستی نہیں کر سکتا جیسے حکومت لوگوں پر جبر کرتی ہے، تشدد کرتی ہے، ایسے تشدد کا شیطان کو کوئی حق اور اختیار حاصل نہیں ہے وہ صرف گناہوں کو مزین کر کے دکھا سکتا ہے۔ مثلاً کہے گا چلو چوری کرو بڑی جلدی تمہارے پاس پیسے آئیں گے مزے اڑاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور بیشک جہنم ان کے وعدے کی جگہ ہے سب کی۔ ان سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے تم بھی جاؤ گے اور وہ بھی جائیں گے۔

شیطان ناری ہے اس کو آگ کی سزا کس طرح ہوگی؟

بعض ملحد قسم کے لوگ یہ ڈھکوسلہ پیش کرتے ہیں کہ شیطان جنات آگ سے پیدا ہوئے ہیں تو آگ کو آگ میں کیا سزا ہوگی، ناری کو نار میں کیا سزا ہوگی؟ لیکن ان نادانوں نے یہ نہ سمجھا کہ جن اور ابلیس دنیا کی آگ سے پیدا ہوئے ہیں اور سزا جہنم کی آگ میں ہوگی جو اس آگ سے انہتر گنا تیز ہوگی۔ اب تم خود اندازہ لگاؤ کہ جو آگ اس آگ سے انہتر گنا تیز ہے اس میں تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے کہ جہنم کے بعض طبقات

نے پروردگار سے شکایت کہ اے پروردگار مجھے یہ طبقہ کھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو سانس لینے کی اجازت دی تو فرمایا یہ سخت ترین گرمی اور سردی ان سانسوں کا نتیجہ ہے یہ اس کی بھاپ ہے اصل گرمی اور اصل سردی کا اندازہ تم خود لگالو۔ اگر کسی ملحد کو یہ بات سمجھ نہیں آ سکتی تو وہ اتنی بات تو سمجھ لے گا کہ وہاں ایک طبقہ زمہریر کا بھی ہے تو ان ناریوں کو اس ٹھنڈے طبقے میں پھینکا جائے گا عذاب سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے۔ تو فرمایا ان کے وعدے کی جگہ جہنم ہے۔ لھاسبعۃ ابواب اس جہنم کے سات دروازے ہیں۔ جہنم اوپر سے نیچے ہے۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ اوپر والا طبقہ گنہگار مسلمانوں کیلئے ہے جن کا عقیدہ تو صحیح ہوگا مگر گنہگار ہونگے تو گناہوں کی وجہ سے ان کو دوزخ میں گرایا جائے گا پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ سب کے سب نکل جائیں گے وہ ساتواں طبقہ خالی ہو جائے گا، اس سے نیچے والے طبقے میں عیسائی ہونگے، اس سے نیچے والے طبقے میں یہودی ہونگے، اس سے نیچے والے طبقے میں صائبین ہونگے، اس سے نیچے والے طبقے میں مجوسی ہونگے، اس سے نیچے والے طبقے میں مشرکین ہونگے اور سب سے نیچے والے طبقے میں منافقین ہونگے اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [النساء:۱۴۵] ''بیشک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقے میں ہونگے ان کی سزا سب سے زیادہ ہوگی کیونکہ وہ اندر سے کچھ تھے اور باہر سے کچھ تھے۔ تو جہنم کے سات دروازے ہونگے اور وضع قطع ایسی ہوگی کہ جنتی دوزخیوں کو سڑتے ہوئے دیکھیں گے واویلا کرتے ہوئے دیکھیں گے اور ایک دوسرے کیساتھ گفتگو بھی کریں گے۔ آٹھویں پارے میں آتا ہے دوزخی جنتیوں کو کھاتے پیتے دیکھیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھا پی رہے ہیں تو کہیں گے اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ [الاعراف:۵۰] ''بہادو ہمارے اوپر تھوڑا سا پانی یا جو کچھ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزی دی ہے۔" جنتی جواب دیں گے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ "بیشک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو حرام کر دیا کافروں پر۔" ہم نہیں دے سکتے۔ پھر ایک دوسرے کو لعن طعن کریں گے کہ اگر ہم تمہاری نہ مانتے تو یہاں نہ ہوتے۔ یہ واقعات رب تعالیٰ نے دنیا میں بتلا دیئے ہیں تا کہ تم آخرت میں یہ نہ کہو کہ ہمیں کوئی خبر نہ تھی۔ تو اس دوزخ کے سات دروازے ہیں لِکُلِّ بَابٍ مِّنْھُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ہر دروازے کیلئے ان میں سے حصہ ہو گا تقسیم شدہ۔ کسی میں یہودی، کسی میں عیسائی، کسی میں صابی، کسی میں مشرک، کسی میں منافق جیسا کہ پہلے وضاحت کیساتھ میں نے بتا دیا ہے۔ ان کے مقابلے میں اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ بیشک پرہیز گار جو رب تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں وہ باغوں میں ہونگے وَّ عُیُوْنٍ اور چشموں میں ہونگے۔ سلسبیل کا، تسنیم کا، کافور کا، زنجبیل کا، کوثر کا، یہ جنت کے چشمے ہیں اُدْخُلُوْھَا بِسَلٰمٍ داخل ہو جاؤ جنت کے اندر سلامتی کیساتھ، اللہ تعالیٰ کے فرشتے جو جنت کے دروازوں پر کھڑے ہونگے وہ کہیں گے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ [الزمر: ۷۳] "سلام ہو تم پر خوش رہو داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے۔" اٰمِنِیْنَ امن میں۔ کوئی کسی کیساتھ جھگڑا نہیں کریگا کوئی فتنہ اور بری بات نہیں ہوگی امن ہی امن ہو گا یہ دنیا میں جو بدامنی ہے یہ انسانوں کیلئے تباہی ہے۔ آج کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں امن ہو۔

امام مہدی علیہ السلام کب آئیں گے :

احادیث میں آتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی آمد سے پہلے مُلِئَتِ الْاَرْضُ ظُلْمًا وَّجَوْرًا زمین ظلم اور جور سے بھر جائے گی۔ ظلم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کرنا اور جور کہتے ہیں بندوں کے حقوق کو برباد کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ نہ خدا کے حقوق محفوظ

ہونگے اور نہ بندوں کے حقوق محفوظ ہونگے اور یہ سب کچھ اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے مگر یہ رب تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کب آئیں گے۔ امریکہ کے نجومیوں نے تو پیش گوئی کردی ہے کہ وہ اگلے سال آجائیں گے۔ کچھ اور نجومیوں نے بھی پیش گوئی کی ہے کہ آنے والا مصلح پیدا ہو چکا ہے۔ حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ غیب کا علم صرف رب تعالیٰ کو ہے۔ بہرحال نشانیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قریب قریب ہیں۔ فرمایا پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہونگے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور ہم نکالیں گے جو ان کے سینوں میں ہوگا کچھ کھوٹ ایک دوسرے کیخلاف غلط فہمی اور مفاد پرستی کی وجہ سے جو بغض، عداوت اور کینہ ہوگا وہ نکال دیا جائے گا دل شیشے کی طرح صاف ہونگے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں بغض، عداوت اور کینہ بہت ہوگا۔ آج سے پچاس سال پہلے جو محبت ہوتی تھی وہ آج نہیں ہے گھروں میں بہن بھائیوں کا آپس میں اتفاق نہیں ہے آپس میں بغض کینے ہیں یہ قیامت کی نشانیاں ہیں کہ ظاہر بھی بگڑا ہوا ہے اور باطن بھی بگڑا ہوا ہے جنت میں یہ چیزیں نہیں ہونگی اِخْوَانًا بھائی بھائی ہونگے صحیح معنیٰ میں عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے وہاں ونی کسی کی پشت کے پیچھے نہیں بیٹھے گا جگہ اتنی وسیع ہوگی کہ پیٹھ کے پیچھے بیٹھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ نہ پہنچے گی ان کو بہشتوں میں کوئی تھکاوٹ۔ جنتیوں کو وہاں کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ اور پریشانی نہیں ہوگی وہاں کوئی کام ہی نہیں ہوگا تھکاوٹ کہاں سے آئے گی وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ اور نہیں ہونگے وہ اس سے نکالے گئے۔ جو خوش قسمت اور سعادت مند جنت میں داخل ہو گیا پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ

وہیں رہے گا وہاں سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ خبر دیدو میرے بندوں کو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ میرے بندوں کو بتادو کہ وہ ایسے کام کریں کہ جن کے ذریعے میں ان پر رحمت نازل کروں اور بخش دوں اور یہ بھی سنادے وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ اور بیشک میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔ اگر تم نافرمانی کرو گے تو سخت عذاب میں مبتلا کروں گا۔ یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں بخشنا بھی اور انتقام لینا بھی۔ فرمایا دوزخ بھی میرے پاس ہے اور جنت بھی میرے پاس ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيْمَ ۝۵۱ إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۝ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝۵۲ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝۵۳ قَالَ أَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰۤى أَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝۵۴ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝۵۵ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ إِلَّا الضَّاۤلُّوْنَ ۝۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۷ قَالُوْۤا إِنَّاۤ أُرْسِلْنَاۤ إِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝۵۸ إِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۝۵۹ إِلَّا امْرَأَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ إِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝۶۰ ع

وَنَبِّئْهُمْ اور آپ ان کو خبر دیں عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ جس وقت وہ داخل ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس فَقَالُوْا سَلٰمًا پس کہا انہوں نے سلام قَالَ فرمایا إِنَّا مِنْكُمْ بیشک ہم تم سے وَجِلُوْنَ خوف زدہ ہیں قَالُوْا مہمانوں نے کہا لَا تَوْجَلْ خوف نہ کر إِنَّا نُبَشِّرُكَ بیشک ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں بِغُلٰمٍ ایک لڑکے کی عَلِيْمٍ جو سمجھدار ہوگا قَالَ فرمایا أَبَشَّرْتُمُوْنِيْ کیا تم مجھے خوشخبری سناتے ہو عَلٰى باوجود اس کے کہ أَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ مجھے پہنچ چکا ہے بڑھاپا فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ پس کس چیز کی تم مجھے خوشخبری سناتے ہو قَالُوْا کہا انہوں نے بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ ہم آپکو خوشخبری سناتے ہیں سچی فَلَا تَكُنْ پس آپ نہ ہوں

مِنَ الْقٰنِطِیْنَ ناامیدوں میں سے قَالَ فرمایا وَمَنْ یَّقْنَطُ اور کون ناامید ہوتا ہے مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اپنے رب کی رحمت سے اِلَّا الضَّآلُّوْنَ مگروہ جو گمراہ ہیں قَالَ فرمایا فَمَا خَطْبُكُمْ پس کیا ہے تمہاری مہم اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ اے بھیجے ہوئے لوگو قَالُوْٓا کہنے لگے اِنَّآ اُرْسِلْنَآ بیشک ہم بھیجے گئے ہیں اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ مجرم قوم کی طرف اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ مگر لوط علیہ السلام کے گھر والے اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ بیشک البتہ ہم ان کو نجات دیں گے اَجْمَعِیْنَ سب کو اِلَّا امْرَاَتَهٗ مگر اس کی بیوی قَدَّرْنَآ ہم طے کر چکے ہیں اِنَّهَا بیشک وہ عورت لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات :

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آبائی علاقہ عراق تھا۔ اس وقت عراق میں کلدانیوں کی حکومت تھی۔ نمرود بن کنعان بھی اسی کلدانی خاندان سے تھا جسکی اس وقت حکومت تھی اور یہ بڑا سخت قسم کا مشرک آدمی تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی عرصہ دراز تک تبلیغ کرتے رہے لیکن سوائے اہلیہ محترمہ حضرت سارہ علیہا السلام اور بھتیجے لوط علیہ السلام کے اور کسی نے کلمہ نہیں پڑھا۔ پیغمبر پیدائشی طور پر موحّد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم ہجرت کر کے شام چلے جاؤ اور ان لوگوں کی اصلاح کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دمشق پہنچے اور حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم کا علاقہ سپرد کیا گیا۔ وہ اپنی ڈیوٹی ادا کرتے تھے اور یہ اپنا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ مکرمہ چھوڑ آؤ۔

دوسری بیوی حضرت سارہ علیہا السلام پاس تھیں۔ اس کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کے علاقہ میں تھے کہ چند بڑے معزز قسم کے مہمان ان کے پاس آئے۔ تفسیر میں تین کا ذکر بھی آتا ہے چھ، دس اور بارہ کا ذکر بھی آتا ہے اور یہ مہمان حقیقت میں فرشتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام۔

جس وقت یہ مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ کو کہا کہ مہمان معزز اور زیادہ ہیں اگر مرغ ذبح کرتے ہیں تو کفایت نہیں کریگا لہذا بچھڑا ذبح کر کے ان کی مہمانی کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ ''جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔'' لہذا مہمان نوازی بھی ایمان کا حصہ ہے اور نبی سے بڑھ کر قوی ایمان کس کا ہوگا؟

علم الغیب کی نفی پر ایک دلیل :

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑا ذبح کر کے گوشت بنا کر حضرت سارہ علیہ السلام کو دیا کہ اسکو بھون تل دو۔ حَنِيْذٍ کے لفظ بھی آتے ہیں جس کا معنٰی ہے بھونا ہوا کہ جس میں شوربا نہ ہو اور اس پر کافی وقت لگتا ہے۔ جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے پرات میں رکھ کر سامنے لا کر رکھا تو مہمان ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا بکھیڑا ہوا ہے انسان ہوتے تو کھا پی لیتے فرشتے تو کھاتے پیتے نہیں اور ابراہیم علیہ السلام اگر غیب دان ہوتے تو کبھی بھول کر بھی ایسا نہ کرتے انہوں نے ان کو انسان سمجھ کر ایسا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو قدرت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام کبھی کسی دیہاتی کی شکل میں آتے دیکھنے والے

یہی سمجھتے کہ یہ کوئی آدمی ہے اور کبھی دحیہ ابن خلیفہ کلبی ﷜ صحابی کی شکل میں تشریف لاتے اور جنات کو بھی رب تعالیٰ نے قدرت دی ہے کہ وہ جو شکل اختیار کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، بندہ بن جائیں، بکری بن جائیں، بلی بن جائیں، سانپ بن جائیں، بچھوا بن جائیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب مہمان آئے اور انہوں نے کھانا نہ کھایا تو اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً [ہود: ۷۰] ''اور محسوس کیا ان کی طرف سے خوف اور گھبرائے۔'' اور گھبرائے اس لئے کہ اس زمانے میں جس کسی کے پاس بُرے ارادے سے جاتے تھے تو اس کے گھر سے کھانا نہیں کھاتے تھے، کہتے تھے نمک حرامی ہوتی ہے کہ کھانا بھی کھائیں اور چوری ڈاکہ بھی کریں اور آج کل کے ڈاکو...... توبہ توبہ توبہ، انسانیت کی حدود پھلانگ گئے ہیں شکل انسانوں والی ہے اور اندر سے بھیڑیئے سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرَاهِيمَ اور آپ ان کو خبر دیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ جس وقت وہ داخل ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس فَقَالُوْا سَلٰمًا پس کہا انہوں نے سلام۔ آنے والے مہمانوں نے سلام کیا۔

مسئلہ یہ ہے کہ جو باہر سے آئے وہ سلام کرے لیکن جہاں قرآن اور حدیث کا درس ہو رہا ہو وہاں سلام کہنا مکروہ ہے جائز نہیں ہے۔ اگر کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور کچھ بیٹھے ہوئے اللہ اللہ کر رہے ہیں تو بیٹھنے والوں کی نیت کر کے سلام کر لے۔ کیونکہ جو نماز پڑھ رہا ہے اسکو سلام نہیں کر سکتا۔ قَالَ فرمایا اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ بیشک ہم تم سے خوف زدہ ہیں۔ یہ پہلے نہیں کہا بلکہ بچھڑا بھون تل کر سامنے رکھنے کے بعد کہا جب فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے پھر خوف ہوا۔ قرآن میں کسی جگہ اجمال ہوتا ہے اور کسی جگہ تفصیل ہوتی ہے۔ یہ تفصیل سورۃ ہود میں ہے۔ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ مہمانوں نے کہا خوف نہ

کہ ہم تو فرشتے ہیں اور فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اگر ابراہیم علیہ السلام کو علم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو کبھی اس مغالطے میں نہ آتے۔ آج لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ پیغمبر ہر چیز جانتے ہیں قرآن کہتا ہے کہ ہر چیز نہیں جانتے جتنی رب بتلاتا ہے اتنی جانتے ہیں اور یہ بات بھی سمجھ لو کہ اگر ابراہیم علیہ السلام حاضر و ناظر ہوتے تو ان کو پتا ہوتا کہ فرشتے میرے سامنے عرش سے نیچے آئے ہیں اور فلاں راستے سے آئے ہیں لیکن کچھ بھی علم نہیں ہے۔ ایک ہی واقعہ حاضر و ناظر کی بھی نفی کر رہا ہے اور علم غیب کی بھی نفی کر رہا ہے اور باقی واقعات اپنی جگہ اٹل ہیں۔ تو آنے والے مہمانوں نے کہا خوف نہ کر اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ بیشک ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جو سمجھدار ہوگا۔ اور سورت ہود میں گزر چکا ہے کہ حضرت سارہؓ پہلے پردے میں تھیں جس وقت انہوں نے کہا کہ ہم فرشتے ہیں تو سامنے آگئیں کیونکہ فرشتوں سے تو کوئی پردہ نہیں ہے وہ معصوم مخلوق ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام اسحاق ہوگا وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ اور اسحاق کے بعد یعقوب پوتے کی۔ یعنی اسحاق علیہ السلام جوان ہونگے ان کی شادی ہوگی ان کا بیٹا ہوگا یعقوب علیہ السلام۔ تم اپنے بیٹے کو بھی دیکھو گے اور پوتے کو بھی۔

حضرت سارہ نے حیران ہو کر فَصَکَّتْ وَجْھَھَا [زاریات:۲۹] اپنے ماتھے کو پیٹا اور کہا ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا [ہود:۷۲] کیا میں جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے۔ میں بچہ جنوں گی میری عمر ننانوے سال ہے اور میرے خاوند کی عمر ایک سو بیس سال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے کہا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کیا تم مجھے خوشخبری سناتے ہو عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ باوجود

اس کے کہ مجھے پہنچ چکا ہے بڑھاپا، میں بوڑھا ہوں فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ پس کس چیز کی تم مجھے خوشخبری سناتے ہو قَالُوْا فرشتے بولے بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ ہم آپکو خوشخبری سناتے ہیں سچی۔ ہم فرشتے ہیں میں جبرائیل ہوں، یہ میکائیل ہے، یہ اسرافیل ہے رب تعالٰی نے ہمیں بھیجا ہے ہم آپ کو سچی خوشخبری سناتے ہیں فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ پس آپ نہ ہوں ناامیدوں میں سے قَالَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّہٖٓ اور کون ناامید ہوتا ہے اپنے رب کی رحمت سے اِلَّا الضَّآلُّوْنَ مگر وہ لوگ جو گمراہ ہیں۔ رب تعالٰی کی رحمت سے تو میں ناامید نہیں ہوں مگر ظاہری حالات کے پیش نظر میں کہتا ہوں کہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے ایسی حالت میں اللہ تعالٰی مجھے اسحاق علیہ السلام دیں گے پھر وہ جوان ہوگا اس کی شادی ہوگی پھر اس کو اللہ تعالٰی یعقوب علیہ السلام دیں گے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام کو بھی دیکھا اور پھر یعقوب علیہ السلام کو بھی دیکھا۔ اس سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ چھوڑ آئے تھے ان کی اولاد در اولاد وہاں چلی۔

قومِ لوط علیہ السلام کی تباہی کا ذکر :

اب ابراہیم علیہ السلام نے خیال فرمایا کہ اگر صرف لڑکے کی خوشخبری ہی سنانی تھی تو اس کیلئے ایک فرشتہ ہی کافی تھا اچھی خاصی فرشتوں کی جماعت کی کیا ضرورت تھی ؟ ایک روایت کے مطابق پورے درجن فرشتے تھے اس لئے پوچھا قَالَ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے فَمَا خَطْبُکُمْ اَیُّھَا الْمُرْسَلُوْنَ پس کیا ہے تمہاری مہم اے بھیجے ہوئے لوگو۔ یہ ساری ٹیم آئی ہے تمہاری اصل مہم اور مقصد کیا ہے قَالُوْٓا انہوں نے کہا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ بیشک ہم بھیجے گئے ہیں مجرم قوم کی طرف۔ مجرم قوم سے مراد حضرت لوط علیہ

السلام کی وہ قوم مراد ہے جو بستی سدوم میں رہتی تھی۔ اس قوم نے حدود کو پھلانگ لیا ہے ان کو تباہ کرنے کیلئے جا رہے ہیں۔ سدوم بہت بڑا شہر تھا اس علاقے کی معروف منڈی تھی دور دراز سے لوگ وہاں خرید و فروخت کیلئے آتے تھے۔ اس مقام پر اجمال ہے بیسویں پارے میں تفصیل ہے فرشتوں نے کہا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ’’بیشک ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس بستی کے رہنے والوں کو بیشک وہاں کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں۔ قَالَ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا بیشک اس بستی میں لوط علیہ السلام بھی رہتے ہیں۔ فرشتوں نے کہا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ہم خوب جانتے ہیں اس کے رہنے والوں کو، ہمیں رب نے بتایا ہے کہ ان کو اور ان کے مومن ساتھیوں کو بچانا ہے۔ ہاں! ان کی بیوی نہیں بچے گی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ لوط علیہ السلام کی تین بیٹیاں تھیں اور بعض میں آتا ہے کہ دو بیٹیاں تھیں بیٹا کوئی نہیں تھا بیٹیاں عقیدے میں والد کیساتھ تھیں۔ ماں کا عقیدہ سدومی قوم والا تھا اس نے اپنے میکے والا عقیدہ نہیں چھوڑا بیٹیوں نے بڑا سمجھایا کہ دیکھ! والد صاحب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں وہ جو فرماتے ہیں صحیح ہے۔ اس نے کہا نکاح میرا ہوا ہے میں پیغمبر نہیں مانتی۔ ضد بہت بری چیز ہے اللہ تعالیٰ ضد سے بچائے۔ تو فرشتوں نے کہا بیشک ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ مگر لوط علیہ السلام کے گھر والے، ان کی بیٹیاں اور کچھ مومن ساتھی پانچ یا سات جتنے بھی تھے اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ بیشک البتہ ہم ان سب کو نجات دیں گے رب ان کو بچائے گا اِلَّا امْرَاَتَهٗ مگر لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام واعلہ تھا وہ نہیں بچے گی کیونکہ اس نے لوط علیہ السلام کی بات نہیں مانی اور اپنا عقیدہ نہیں چھوڑا۔ دیکھو! ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر پیغمبروں کے اختیار میں ہوتی تو لوط علیہ السلام اپنی بیوی کو دے

دیتے ،حضرت نوح علیہ السلام اپنی بیوی اور بیٹے کنعان کو دے دیتے اور بیٹے کو کافر نہ مرنے دیتے۔اختیارات سارے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں پیغمبروں کا کام ہے سمجھانا،انہوں نے سمجھایا ہے اس میں انہوں نے کوئی کمی نہیں کی۔تو فرمایا بیوی نہیں بچ سکے گی قَدَّرْنَآ ہم طے کر چکے ہیں اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ بیشک وہ عورت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ سورت ہود آیت نمبر ۸۱-۸۲ میں تفصیل ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ آپ اپنے گھر والوں کو لیکر رات کے حصے میں نکل جائیں اور نہ پلٹ کر دیکھے تم میں سے کوئی مگر تیری بیوی اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ بیشک اس کو پہنچنے والی ہے وہی سزا جو ان کو پہنچے گی اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ بیشک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ کیا صبح قریب نہیں ہے؟ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا پس جب ہمارا حکم آیا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً کر دیا ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو نیچے اور ہم نے برسائے ان پر پتھر۔پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دی اور ڈراونی آواز آئی اور جبرائیل علیہ السلام نے پَر کے ساتھ سارا علاقہ اٹھا کر پھینک دیا۔اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے وہ قادر مطلق ہے وہ آن واحد میں سب کچھ کر سکتا ہے۔باقی واقعہ آگے آئیگا۔انشاءاللہ تعالیٰ

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾

فَلَمَّا جَآءَ پس جس وقت آئے اٰلَ لُوْطِ لوط علیہ السلام کے گھر میں الْمُرْسَلُوْنَ بھیجے ہوئے فرشتے قَالَ فرمایا اِنَّكُمْ بیشک تم قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ اجنبی قوم ہو قَالُوْا انہوں نے کہا بَلْ جِئْنٰكَ بلکہ ہم لائے ہیں تیرے پاس بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ وہ چیز جس میں یہ لوگ شک کرتے ہیں وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ اور ہم لائے ہیں آپ کے پاس حق وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بیشک البتہ ہم سچے ہیں فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ پس آپ لے چلیں گھر کے افراد کو بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ رات کے حصے میں وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ اور آپ چلیں ان کے پیچھے پیچھے وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اور نہ مڑ کر دیکھے تم میں سے کوئی بھی وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ اور جاؤ تم

جہاں پر تم کو حکم دیا جاتا ہے وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ اور ہم نے فیصلہ سنادیا اسکو ذٰلِكَ الْاَمْرَ اس معاملے کا اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ بیشک جڑ ان کی مَقْطُوْعٌ کاٹ دی جائے گی مُّصْبِحِيْنَ صبح کے وقت وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ اور آئے شہر والے لوگ يَسْتَبْشِرُوْنَ خوشیاں مناتے ہوئے قَالَ فرمایا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ بیشک یہ میرے مہمان ہیں فَلَا تَفْضَحُوْنِ پس تم مجھے رسوا نہ کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَلَا تُخْزُوْنِ اور مجھے پریشان نہ کرو قَالُوْآ وہ کہنے لگے اَوَلَمْ نَنْهَكَ کیا ہم نے آپ کو منع نہیں کیا تھا عَنِ الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں کو مہمان بنانے سے قَالَ فرمایا هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ یہ میری بیٹیاں اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر تم ان کیساتھ نکاح کرنا چاہتے ہو۔

اس سے پہلے یہ بیان ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے چھ، آٹھ یا دس اور بارہ کی تعداد کا بھی ذکر آتا ہے۔ جن میں خصوصاً حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام بھی تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اسحاق علیہ السلام اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دینے کیلئے۔ انہوں نے بچھڑا بھون تل کر سامنے رکھ دیا کیونکہ انہیں علم نہیں تھا کہ یہ فرشتے ہیں جب انہوں نے خوشخبری سنادی تو ابراہیم علیہ السلام نے خیال فرمایا کہ خوشخبری سنانے کیلئے تو ایک فرشتہ کافی تھا اتنی جماعت کی کیا ضرورت تھی؟ تو فرمایا فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ تمہاری مہم کیا ہے اے بھیجے ہوئے فرشتو! وہ کہنے لگے کہ ہم لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کرنے کیلئے آئے ہیں۔ اس کا ذکر ہے فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ پس جب آئے لوط علیہ السلام کے گھر

بھیجے ہوئے فرشتے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کہ وہ فرشتے جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے تو چالیس، پچاس، ساٹھ سال کی عمروں میں اور جب لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو بچوں کی عمر میں بارہ، تیرہ، چودہ سال کی عمر میں آئے۔ یہ قوم لونڈے بازتھی بلکہ بوڑھوں کو بھی معاف نہیں کرتی تھی ایسے خبیث قسم کے آدمی تھے۔

علم غیب کی نفی :

وہ فرشتے جس وقت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے قَالَ فرمایا لوط علیہ السلام نے اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ بیشک تم اجنبی قوم ہو۔ میں تمہاری شناخت نہیں کر سکا میں تم کو پہچان نہیں سکا کیونکہ کوئی آدمی ملتا ہے اور اسکو پہچانتا نہیں ہے تو کہہ دیتا ہے کہ میں تجھے پہچان نہیں سکا اگر لوط علیہ السلام کو غیب کا علم ہوتا اور حاضر و ناظر ہوتے تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ میں تمہیں پہچان نہیں سکا بلکہ سمجھ جاتے کہ یہ وہی فرشتے ہیں جو پہلے میرے چچا جان ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے ہیں اور انہیں بیٹے اور پوتے کی خوشخبری سنائی ہے اور اب میری قوم کی بربادی کا پیغام لے کر آئے ہیں لیکن غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ فرمایا کہ اجنبی لوگ محسوس ہوتے ہو قَالُوْا فرشتوں نے کہا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ بلکہ ہم لائے ہیں تیرے پاس وہ چیز جس میں یہ لوگ شک کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بعد کا ہے اس واقعہ کا پہلا حصہ اگلے صفحے پر آرہا ہے۔ پہلے میں اُس کا ترجمہ کرتا ہوں وہ سن لیں تاکہ بات ترتیب کیساتھ تمہارے ذہن میں آجائے۔ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ اور آئے شہر والے، جس (شہر) کا نام سدوم تھا اور اس کی کافی آبادی تھی اور اسکے اردگرد بھی کافی آبادیاں تھیں يَسْتَبْشِرُوْنَ خوشی مناتے ہوئے، دیکھا کہ لوط علیہ السلام کے گھر خوبصورت لڑکے آئے ہوئے ہیں ہم اپنی خواہش کی تکمیل کریں گے۔ حضرت لوط علیہ

السلام بڑے پریشان ہوئے جانتے تھے قوم بڑی بدمعاش ہے۔ قَالَ لوط علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ هٰؤُلَآءِ ضَیْفِیْ بیشک یہ میرے مہمان ہیں فَلَا تَفْضَحُوْنِ پس تم مجھے رسوا نہ کرو۔ ان مہمانوں کو تم تکلیف پہنچاؤ گے تو میری رسوائی ہوگی۔ کیونکہ مہمان کی رسوائی میزبان کی رسوائی ہوتی ہے اور مہمان کی قدر کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ ''تم میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔'' تو مجھے تم مہمانوں کے سامنے ذلیل نہ کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَلَا تُخْزُوْنِ اور مجھے غمگین نہ کرو۔ قَالُوْا کہنے لگے اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ کیا ہم نے آپ کو منع نہیں کیا کہ جہان کے لوگوں کو مہمان نہ بنایا کرو۔ آپ لوگوں کو مہمان بناتے ہیں اور مہمانوں کا بہانہ بنا کر ہماری خواہشات میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں قَالَ هٰؤُلَآءِ بَنٰتِیْ فرمایا یہ میری بیٹیاں ہیں اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر تم ان کیساتھ نکاح کرنا چاہو۔ یہاں دو تفسیریں منقول ہیں۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی دو یا تین بیٹیاں تھیں بیٹا کوئی نہیں تھا تو یہ پیشکش کی کہ تم میں جو اثر ورسوخ والے ہیں وہ میری بیٹیوں کیساتھ نکاح کریں ایک، ایک کیساتھ، دوسرا دوسری کیساتھ اور تیسرا تیسری کیساتھ اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے لوگوں کو میرے مہمانوں کی بے عزتی سے روک دے۔ بڑی قربانی ہے، بڑی قربانی ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ بَنٰتِیْ سے اپنی بیٹیاں مراد نہیں ہیں بلکہ قوم کی بیٹیاں مراد ہیں پیغمبر قوم کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں فرمایا ہے وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ [سورۃ الاحزاب:۶]

آنحضرت ﷺ شفیق والد سے بھی زیادہ شفیق تھے :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ ''بیشک میں تمہارے لئے ایسا ہی ہوں جیسے والد اپنی اولاد کیلئے۔'' ایک موقع پر یہودیوں نے حضرت سلمان فارسی ﷺ کو گھیرلیا کہ تمہارا نبی بھی خوب ہے تمہیں کہتا ہے استنجا اس طرح کرو، پیشاب پاخانہ کا طریقہ بھی بتلاتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی ﷺ کی عمر اڑھائی سو سال تھی لیکن جسم بڑا مضبوط تھا صحت اچھی تھی دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ ان کی عمر ساٹھ ستر کے قریب ہوگی بڑے تجربے کار تھے انہوں نے کہاہاں! ہمیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس وقت تم پیشاب پاخانہ کیلئے بیٹھو تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو، قبلہ کی طرف پیٹھ بھی نہ کرو، قبلہ کا احترام پیغمبر نے بتلایا ہے یہ کون سابُرا حکم دیا ہے؟ اور ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کریں، دائیں ہاتھ سے ناک صاف نہ کرو، جوتا نہ پکڑو تو کونسا بُرا حکم بتلایا ہے؟ خیر ان کو خوب جواب دیا اور لتاڑا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے پاس پیش ہوئے۔ عرض کیا حضرت آج یہودی میرے ساتھ اُلجھ پڑے تھے لیکن میں نے ان کو خوب منہ توڑ جواب دیا ہے۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ ''میری تمہاری مثال ایسی ہی ہے جیسے اولاد کیلئے باپ ہوتا ہے۔'' باپ اپنی اولاد کو چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بتلاتا ہے تو آنحضرت ﷺ امت کے روحانی باپ ہیں اور آپ کی بیویاں روحانی مائیں ہیں۔ آج بھی دیکھو! بڑی عمر والے چھوٹی عمر کی عورتوں کو بیٹی کہتے ہیں اور گکھڑ میں میرے خیال کے مطابق ساٹھ سال سے کم عمر کی جو عورتیں ہیں وہ مجھے ادباً اور احتراماً ابا جی! کہتی ہیں اور پیغمبروں کا رتبہ تو بہت بلند ہے۔ تو لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ قوم کی بیٹیاں میری بیٹیاں ہیں ان کیساتھ تم نکاح کرلو اور نکاح کے بعد دوسروں پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرو اور

میرے مہمانوں کو بے عزتی سے بچاؤ۔ تو یہ سب کچھ پہلے ہوا اور یہ آیات بعد کے واقعہ کی ہیں وَاَتَیۡنٰکَ بِالۡحَقِّ اور ہم لائے ہیں آپ کے پاس حق وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ اور بیشک البتہ ہم سچے ہیں آپ گھبرائیں نہیں ہم تو فرشتے ہیں یہ ہمارا کیا بگاڑیں گے یہ تو خود ہلاک اور برباد ہونے والے ہیں آپ ایسا کریں فَاَسۡرِ بِاَھۡلِکَ پس آپ لے چلیں گھر کے افراد کو جو مومن ہیں بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّیۡلِ رات کے حصے میں۔ رات کے حصے میں اپنی بیٹیوں کو اور جو چند آدمی مومن ہیں ان کو ساتھ لے کر اس علاقے سے نکل جائیں، بیوی ساتھ نہیں گئی وَاتَّبِعۡ اَدۡبَارَھُمۡ اور آپ چلیں ان کے پیچھے کیونکہ بیٹیاں ہیں خیال رہے گا پیچھے مڑ کر دیکھتی رہیں گی کہ امی بھی آتی ہے یا نہیں اور جو مومن ہیں وہ بھی دیکھیں گے کہ ہمارے فلاں فلاں جو ہیں وہ بھی ہمارے پیچھے آتے ہیں یا نہیں اور یہ بھی خیال ہوگا کہ جاؤ ان کو جا کر سمجھاؤ کہ وہ ہمارے ساتھ آجائیں۔ فرمایا ان کا آنا مقدر نہیں ہے یہ آگے چلیں اور آپ ان کے پیچھے چلیں تاکہ وَلَا یَلۡتَفِتۡ مِنۡکُمۡ اَحَدٌ اور نہ مڑ کر دیکھے تم میں سے کوئی بھی وَّامۡضُوۡا حَیۡثُ تُؤۡمَرُوۡنَ اور جاؤ تم جہاں پر تم کو حکم دیا جاتا ہے۔

سدوم علاقہ کی حدود :

سدوم کا علاقہ تقریباً دس میل کا تھا اس علاقے سے جب نکلے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس علاقہ کو اٹھا کر الٹا کر کے پھینک دو۔ انہوں نے سارے علاقے کو پَروں پر اٹھالیا اور اُلٹا کر کے پھینک دیا۔ آج کل اس علاقہ کا نام بحرِ میت ہے بحیرۂ مردار۔ وہاں پانی بھی ہے لیکن رب تعالیٰ کی قدرت کہ اس پانی میں نہ کوئی کیڑا نہ کوئی مچھلی حالانکہ ہمارے ہاں چھوٹے چھوٹے جوہڑوں میں فطری طور پر مچھلیاں اور کیڑے ہو جاتے ہیں لیکن وہ ایسا لعنتی پانی ہے کہ وہاں کچھ نہیں ہے وَقَضَیۡنَاۤ اِلَیۡهِ ذٰلِکَ الۡاَمۡرَ اور

ہم نے فیصلہ سنا دیا لوط علیہ السلام کو اس معاملے کا اَنَّ دَابِرَ هٰٓـؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ بیشک جڑ ان کی کاٹ دی جائے گی صبح کے وقت۔ سورج طلوع ہو رہا ہوگا اور ہم ان کو الٹا کر دیں گے یہ لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا ذکر ہے۔ باقی حصہ آئندہ آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٤﴾

لَعَمْرُكَ آپ کی زندگی کی قسم ہے۔ اِنَّهُمْ بیشک وہ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ البتہ اپنی مستی میں یَعْمَهُوْنَ سرگردان پھرتے ہیں فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ پس پکڑا انکو آواز نے مُشْرِقِيْنَ سورج کے چمکنے کے وقت فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا پس ہم نے کردیا اس کے بالائی حصے کو سَافِلَهَا نیچے والا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ اور برسائے ہم نے ان کے اوپر حِجَارَةً پتھر مِّنْ سِجِّيْلٍ جو کونے والے تھے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بیشک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ بہت نشانیاں ہیں لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ غور وفکر کرنے والوں کیلئے وَاِنَّهَا اور بیشک وہ بستیاں لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ البتہ اس راستے پر ہیں جو دائمی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بیشک اس میں لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ البتہ نشانی ہے مومنوں کیلئے وَاِنْ

کَانَ اور بیشک شان یہ ہے کہ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ جنگل والے لَظٰلِمِیۡنَ البتہ ظالم تھے فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡھُمۡ پس ہم نے ان سے انتقام لیا وَاِنَّھُمَا اور بیشک یہ دونوں بستیاں لَبِاِمَامٍ مُّبِیۡنٍ البتہ ایک واضح راستے پر ہیں وَلَقَدۡ کَذَّبَ اور البتہ تحقیق جھٹلایا اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ حجر والوں نے الۡمُرۡسَلِیۡنَ پیغمبروں کو وَاٰتَیۡنٰھُمۡ اور ہم نے دیں ان کو اٰیٰتِنَا اپنی نشانیاں فَکَانُوۡا عَنۡھَا مُعۡرِضِیۡنَ پس وہ تھے ان نشانیوں سے اعراض کرنے والے وَکَانُوۡا یَنۡحِتُوۡنَ اور وہ تراشتے تھے مِنَ الۡجِبَالِ پہاڑوں میں بُیُوۡتًا مکان اٰمِنِیۡنَ امن میں رہنے کیلئے فَاَخَذَتۡھُمُ الصَّیۡحَۃُ پس پکڑا ان کو آواز نے مُصۡبِحِیۡنَ صبح کے وقت فَمَآ اَغۡنٰی عَنۡھُمۡ پس نہ بچایا ان کو مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ اس چیز نے جو وہ کماتے تھے۔

اس سے پہلے لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور بے حیائی میں مبتلا تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں کی قربانی بھی پیش کی لیکن ان بے حیاؤں نے کہا مَا لَنَا فِیۡ بَنٰتِکَ مِنۡ حَقٍّ [ہود:۷۹] ''ہمیں تیری بیٹیوں میں کوئی رغبت نہیں ہے وَاِنَّکَ لَتَعۡلَمُ مَا نُرِیۡدُ اور بیشک تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں۔''

قسم کی تفصیل :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَعَمۡرُکَ اس کا 'لام' قسم کیلئے ہے۔ عربی زبان میں واؤ قسم کیلئے آتا ہے جیسے وَاللّٰہِ قسم ہے اللہ کی۔ اور 'با' بھی قسم کیلئے آتا ہے بِاللّٰہِ کا معنیٰ ہے اللہ کی قسم۔ 'تا' بھی قسم کیلئے آتا ہے تَاللّٰہِ لَاَکِیۡدَنَّ اَصۡنَامَکُمۡ ''اللہ کی قسم ہے میں ضرور تدبیر کروں گا تمہارے بتوں کیلئے۔'' تو یہاں 'لام' قسم کیلئے ہے لَعَمۡرُکَ قسم ہے آپ کی

زندگی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کی قسم اُٹھائی ہے۔ قرآن پاک میں رب تعالیٰ نے اور بہت سی چیزوں کی قسم اٹھائی ہے وَالتِّیْنِ قسم ہے تین کی وَالزَّیْتُوْنِ قسم ہے زیتون کی وَالْعَصْرِ قسم ہے زمانے کی وَالشَّمْسِ قسم ہے سورج کی وَالْعٰدِیٰتِ قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی۔ یہ قسم دعویٰ پر ایک قسم کی دلیل ہوتی ہے۔ جس طرح کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے اور اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرتا ہے اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے یہ قسم گواہوں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کو بطور گواہ کے پیش کیا ہے اس بات پر کہ وہ اپنی گمراہی میں مست اور سرگرداں تھے۔

آنحضرت ﷺ کی زندگی بڑی پاکدامن زندگی ہے۔ سورت یونس آیت نمبر ۱۶ میں ہے فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ "پس بیشک میں ٹھہرا ہوں تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ اس سے پہلے۔" عموماً ایسا ہوتا ہے جس بچے کے سر پر ماں باپ کا سایہ نہ ہو اور دادے کا سایہ بھی نہ ہو تو ایسا بچہ آوارہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ میں نے نبوت سے پہلے کافی زندگی تمہارے اندر گزاری ہے چالیس سال گذارے ہیں ان چالیس سالوں میں کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہیں دیا حالانکہ اس زمانے میں شراب کی یہ حیثیت ہوتی تھی جیسے ہمارے زمانے میں چائے اور لسی کی حیثیت ہے۔ شراب حرام نہیں تھی لوگ پیتے تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی ایک قطرہ زبان مبارک پر نہیں لگایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔ جب آپ ﷺ کسی راستے سے گذرتے تھے تو بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں، بچے اشارے کرتے تھے کہ اس جیسا شریف انسان ہم نے نہیں دیکھا۔ پاکدامن زندگی تھی اس زندگی کی رب تعالیٰ قسم

اٹھاتے ہیں لَعَمْرُکَ آپ کی زندگی کی قسم ہے اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ بیشک وہ البتہ اپنی مستی میں سرگردان پھرتے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی قوم بدمعاشی اور نفسانی خواہشات کے نشے میں مدہوش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کی قسم بطور گواہ کے اٹھائی ہے مخلوق کیلئے قاعدہ اور ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ حَلَفَ لِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ اَشْرَكَ ''جس نے اللہ کے غیر کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔'' اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کی قسم اٹھانا جائز نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے مجھے نبی کی قسم ہے، مجھے کعبے کی قسم ہے، مجھے پیر کی قسم ہے دودھ اور بیٹے کی قسم ہے۔ یہ سب شرکیہ قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات کی قسمیں صحیح ہیں مثلاً کوئی کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم ہے، مجھے رب تعالیٰ کے جلال کی قسم ہے، رب تعالیٰ کی عظمت کی قسم ہے قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے رب تعالیٰ کی صفت ہے کوئی قرآن کی قسم اٹھائے گا تو ہو جائے گی اور یہ بات بھی سمجھ لیں کہ یہ جو ہم الفاظ پڑھتے ہیں یہ حادث ہیں لیکن یہ الفاظ جس مضمون پر دلالت کرتے ہیں وہ کلام نفسی ہے اور رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ تو غیر اللہ کی قسم اٹھانا شرک ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں آتا ہے مَنْ قَالَ بِاللّٰتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ''جس نے کہا مجھے لات اور عزیٰ کی قسم ہے پس وہ فوراً کلمہ پڑھے ہمارے لئے غیر اللہ کی قسم اٹھانا جائز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ [سورۃ الانبیاء: ۲۳] ''نہیں پوچھا جا سکتا اس سے جو وہ کرتا ہے اور ان سے سوال کیا جائیگا۔''

مسئلہ قسم کی وضاحت :

اور قسم کے متعلق مسئلہ بھی سمجھ لیں۔ اگر کسی نے قسم اٹھائی اور توڑ دی تو ساتویں

بارے میں اس کے کفارے کا ذکر ہے۔ غلام یا لونڈی آزاد کرے اور ہمارے زمانے میں غلام اور لونڈی نہیں پائے جاتے یا دس مسکینوں کو دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور وہ مسکین کافر نہ ہوں، سید نہ ہوں، ان میں کوئی بیمار نہ ہو، کوئی بوڑھا نہ ہو، بچہ نہ ہو کھانے پینے والے ہوں اور جن مسکینوں کو صبح کھلایا ہے شام کو انہی کو کھلائے اور اگر اس طرح نہیں کیا یعنی شام کو نہیں کھلایا تو اگلی صبح کو کھلا دے۔ گویا دو وقت دس مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھلانا ہے، یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے اور کپڑے ایسے جن میں نماز درست ہو جائے مثلاً شلوار کرتا اور ٹوپی، اگر شلوار کی عادت ہے ورنہ چادر، کرتا اور ٹوپی۔ جوتا اس میں شامل نہیں ہے اور اگر غلام آزاد کرنے کی بھی توفیق نہیں ہے اور دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانے کی بھی توفیق نہیں ہے، کپڑا پہنانے کی بھی توفیق نہیں ہے تو مسلسل تین روزے رکھے اور اگر ایک روزہ رکھا، دو روزے رکھے تیسرے دن اسکو کہیں سے رقم مل گئی انعام کے طور پر کسی نے دیدی یا ویسے امداد کے طور پر دیدی اور رقم اتنی ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو یہ روزے کسی شمار میں نہیں ہونگے کیونکہ یہ روزوں کے ختم ہونے سے پہلے کھانا کھلانے پر قادر ہو گیا ہے۔ اور روزے کا کفارہ اس وقت ہے جب کھانا کھلانے پر قدرت نہ ہو اور ویسے جھوٹی قسم کھانا بڑا سنگین جرم ہے۔ کوئی شخص اس طرح کرے کہ چلو قسم اٹھا لیتے ہیں پھر کفارہ دے دیں گے یہ بڑا سنگین جرم ہے، دیدہ دانستہ گناہ ہے۔ تو فرمایا تیری عمر کی قسم ہے وہ اپنی مستی کے نشہ میں سرگرداں تھے فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ پس پکڑا انکو چیخ نے مُشۡرِقِيۡنَ سورج کے چمکنے کے وقت۔

قومِ لوطؑ علیہ السلام پر چار قسم کے عذاب آئے :

اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار قسم کے عذاب آئے۔

۱)..... اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دی۔ سورۃ القمر میں ہے فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ پس ہم نے مٹا دیں ان کی آنکھیں۔

۲)... دوسرا عذاب جس کا یہاں ذکر ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی آواز نکالی۔

۳)... تیسرا عذاب فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا پس ہم نے کر دیا ان کے بالائی حصے کو نچلا۔

۴)..... اور چوتھا عذاب وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ اور برسائے ہم نے ان کے اوپر پتھر ایسے پتھر جو کونے والے تھے۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں ختم کیں۔ پھر ڈراونی آواز کیساتھ کلیجے پھٹ گئے پھر پتھر برسائے اور ان کے علاقے کو الٹا کر کے پھینک دیا۔ یہ چار قسم کے عذاب ان پر آئے۔

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت نشانیاں ہیں لیکن کن لوگوں کیلئے لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ غور وفکر کرنے والوں کیلئے اور جن لوگوں نے غور نہیں کرنا ان کیلئے کچھ بھی نہیں ہے وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ اور بیشک یہ بستیاں البتہ اس راستے پر ہیں جو دائمی ہے۔ لوط علیہ السلام کا جو علاقہ تباہ ہوا وہ دائمی سڑک پر ہے۔ یہ مکہ والے جب شام کے علاقہ میں جاتے تھے تو ان علاقوں کے پاس سے گذر کر جاتے تھے جہاں لوط علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی۔ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ بیشک اس میں نشانی ہے مومنوں کیلئے۔ نافرمانوں کا کیسا حشر ہوا۔

قوم شعیب علیہ السلام کا ذکر :

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ایکہ کا معنٰی جنگل ہے۔ اور اس سے مراد حضرت

شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔شہر کا نام مدین تھا اور قوم بھی مدین تھی۔ مدین شہر بہت بڑی بین الاقوامی منڈی تھا۔دور دراز سے لوگوں کے قافلے در قافلے آتے تھے اور اس شہر کے حدود اربعہ میں بڑے بڑے جنگلات تھے اسلئے ان کو اصحاب ایکہ جنگل والے کہا جاتا ہے۔ لَظٰلِمِيْنَ یہ جنگل والے بھی ظالم تھے۔حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو رب تعالیٰ کی توحید بتلائی، نہ مانے۔اس قوم میں ناپ تول میں کمی بیشی کی بیماری تھی اس سے منع کیا کہ ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرو لوگوں کو پورا پورا حق دو، نہ مانے۔ کہنے لگے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو کوئی نشانی دکھاؤ۔فرمایا نشانیاں رب تعالیٰ کے پاس ہیں تم کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگے جن بتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں وہ بولیں اور تیری باتوں کی تصدیق کریں پھر ہم مانیں گے۔ کتابوں میں آتا ہے کہ وہ بت بولے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور یہ شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔قوم نے کہا کہ اس نے جادو کر دیا ہے ہم نہیں مانتے۔اب بتاؤ اس ضد کا بھی دنیا میں کوئی علاج ہے؟ فرمایا البتہ جنگل والے ظالم تھے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے ان سے انتقام لیا بادل کا ٹکڑا آیا سب اس کے نیچے اکٹھے ہو گئے آگ برسی سب ختم ہو گئے وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ اور بیشک یہ دونوں بستیاں مدین والوں کی اور لوط علیہ السلام کی البتہ ایک واضح راستے پر ہیں۔امام کا معنیٰ پیشوا بھی ہوتا ہے اور امام کا معنیٰ سڑک بھی ہے مُّبِيْن کھلی سڑک، جو مکہ مکرمہ سے شام کے علاقے کی طرف جاتی تھی۔آج کل کی طرح پکی سڑک تو نہیں تھی مگر کھلی سڑک تھی بے شمار قافلے اس پر آتے جاتے تھے۔یہ دونوں بستیاں کھلی سڑک پر واقع ہیں۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ اور البتہ تحقیق جھٹلایا حجر والوں نے پیغمبروں کو۔حجر کا علاقہ خیبر اور تبوک کے درمیان کا علاقہ ہے ان کے پاس حضرت صالح علیہ السلام آئے۔ایک پیغمبر کو جھٹلانا سب

کی تکذیب کو مستلزم ہے وَاٰتَیْنٰھُمْ اٰیٰتِنَا اور ہم نے دیں ان کو اپنی نشانیاں قدرت کی، ان کی منہ مانگی نشانی کہ جس چٹان پر ہاتھ رکھیں گے وہ پھٹ جائے گی اور اس سے اونٹنی نکلے گی اور بعض تفسیروں میں ہے کہ اونٹنی کیساتھ بچہ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ان لوگوں نے جس چٹان پر ہاتھ رکھا وہ چٹان پھٹی اور اونٹنی نکلی آنکھوں کیساتھ دیکھا لیکن کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے ہم نہیں مانتے۔ فرمایا ہم نے ان کو اپنی قدرت کی نشانیاں دیں فَکَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ وہ تھے ان نشانیوں سے اعراض کرنے والے وَکَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ اور وہ تراشتے تھے پہاڑوں میں بُیُوْتًا گھر اٰمِنِیْنَ امن میں رہنے کیلئے۔ کہتے تھے ہم دیواریں بناتے ہیں زلزلہ آتا ہے تو اینٹ، پتھر، گارا الگ ہو جاتا ہے چھت گر جاتی ہے۔ ہم چٹانوں میں مکان بنائیں گے نہ دیواریں نہ چھت گرے گی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت جب رب تعالیٰ نے ان پر زلزلے کا عذاب مسلط فرمایا تو سارے لائن میں پڑے تھے رب کے عذاب سے کوئی چیز نہیں بچ سکتی۔ فَاَخَذَتْھُمُ الصَّیْحَۃُ پس پکڑا ان کو آواز نے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک آواز نکالی اس سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہوگئی مُصْبِحِیْنَ صبح کے وقت سب کے سب ختم ہوگئے فَمَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ پس نہ کفایت کی ان سے اس چیز نے مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ جو وہ کماتے تھے۔ نہ ان کے مکان ان کو بچا سکے اور نہ دولت ان کو بچا سکی نہ جھوٹے خدا ان کو بچا سکے۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو کوئی شے کسی کو نہیں بچا سکتی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ
الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ
اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ
عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ
الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ
عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔـلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ
الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ
يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ ع

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَآ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کیساتھ وَاِنَّ السَّاعَةَ اور بیشک قیامت لَاٰتِيَةٌ البتہ ضرور آنے والی ہے فَاصْفَحِ پس آپ درگذر کریں الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ اچھی طرح درگذر کرنا اِنَّ رَبَّكَ بیشک آپ کا رب هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے آپ کو سَبۡعًا سات آیتیں مِّنَ الۡمَثَانِیۡ جو دھرائی جاتی ہیں وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ اور بڑا قرآن دیا لَا تَمُدَّنَّ آپ ہرگز نہ پھیلائیں عَیۡنَیۡکَ اپنی دونوں آنکھوں کو اِلٰی مَا اس چیز کی طرف مَتَّعۡنَا بِہٖۤ ہم نے فائدہ دیا اس کیساتھ اَزۡوَاجًا مِّنۡھُمۡ ان کافروں میں سے مختلف لوگوں کو وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡھِمۡ اور آپ غم نہ کریں ان پر وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ اور نرم کریں اپنے بازو کو لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ مومنوں کیلئے وَقُلۡ اور آپ کہہ دیں اِنِّیۡۤ بیشک میں اَنَا النَّذِیۡرُ میں ڈرانے والا ہوں الۡمُبِیۡنُ بات کھول کر کَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا جیسا کہ ہم نے نازل کیا عَلَی الۡمُقۡتَسِمِیۡنَ تقسیم کرنے والوں پر الَّذِیۡنَ وہ لوگ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِیۡنَ جنہوں نے کردیا قرآن پاک کو ٹکڑے ٹکڑے فَوَرَبِّکَ پس قسم ہے آپ کے رب کی لَنَسۡـَٔلَنَّھُمۡ البتہ ہم ضرور سوال کریں گے ان سے اَجۡمَعِیۡنَ سب سے عَمَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ اس چیز کے بارے میں جو وہ کرتے رہے فَاصۡدَعۡ پس آپ کھول کر بیان کریں بِمَا تُؤۡمَرُ وہ چیز جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وَاَعۡرِضۡ اور آپ اعراض کریں عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ شرک کرنے والوں سے اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَھۡزِءِیۡنَ بیشک ہم کفایت کرنے والے ہیں آپ کیلئے ٹھٹھا کرنے والوں کے شر سے الَّذِیۡنَ یَجۡعَلُوۡنَ وہ لوگ جو بناتے ہیں مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ اللہ تعالیٰ کیساتھ اور الٰہ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں اَنَّکَ بیشک آپ یَضِیۡقُ صَدۡرُکَ

تنگ ہوتا ہے آپ کا سینہ بِمَا يَقُولُونَ ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ پس آپ تسبیح بیان کریں اپنے رب کی تعریف کی وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ اور ہو جائیں آپ سجدہ کرنے والوں میں سے وَاعْبُدْ رَبَّكَ اور عبادت کر اپنے رب کی حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یہاں تک کہ آ جائے آپ کے پاس یقینی بات۔

اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا :

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَآ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کیساتھ۔ دنیا کی کوئی چیز بے فائدہ اور عبث یعنی فضول نہیں ہے۔ کسی چیز کے متعلق کوئی یہ خیال نہ کرے کہ رب تعالیٰ نے اس کو ویسے ہی بنا دیا ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسکا کوئی نتیجہ نہیں ہوگا بلکہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے حق کیساتھ پیدا فرمایا ہے۔ ہم یہ چھوٹے چھوٹے مکان بغیر کسی غرض کے نہیں بناتے بلکہ یہ غرض ہوتی ہے کہ گرمی سردی سے بچیں، بارش طوفان سے بچیں۔ تو کیا اتنا بڑا آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ نے بے مقصد اور بے فائدہ بنا دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ہیں اس کو تم اس طرح سمجھو۔ ایک مدرسہ یا اسکول، کالج اور یونیورسٹی ہے کوئی مکتب ہے اس میں تمہارے ذمہ کچھ کام ہیں جو تم نے کرنے ہیں پھر امتحان اور نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بنایا ہے اس کا بھی مقصد ہے کچھ ذمہ داریاں ہیں پھر آگے ان کا نتیجہ نکلنا ہے اس نتیجے کیلئے قیامت برپا ہوگی پھر حساب کتاب ہوگا اور نتیجہ نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ اور بیشک البتہ قیامت ضرور آنے والی ہے۔ یہاں تمہارے ذمہ ایک نصاب ہے کہ توحید پر قائم رہو

شرک نہ کرو، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، زکوۃ دو، نیکی کرو، برائی چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاؤ۔ اس کے بعد تمہارا امتحان ہوگا امتحان گاہ کا نام قیامت ہے۔ جب آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے یہ نصاب پیش کیا توحید بیان کی اور شرک کی تردید کی تو کافروں نے آپ ﷺ کے سامنے کہا سَاحِرٌ کَذَّابٌ یہ جادوگر ہے اور بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) کوئی کہتا مُفتری ہے جو کچھ کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھ رہا ہے، کوئی کہتا مجنون ہے، کوئی کہتا مسحور ہے اس پر جادو کیا ہوا ہے۔ یہ باتیں انسان کو طبعاً ناگوار گزرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ پس آپ درگذر کریں اچھی طرح درگذر کرنا۔ اگر آپ ﷺ بھی جواب میں کہیں کہ تم بھی جھوٹے،، تمہارے باپ دادا بھی جھوٹے، تمہارا خاندان جھوٹا پھر تو نتیجہ کچھ اور ہی نکلے گا اور آپ ﷺ بھی ان کی طرح ہو جائیں گے لہذا آپ ﷺ ان کی باتوں سے درگذر کریں اور آپ ﷺ نے درگذر کیا اور یہ بڑے حوصلے کی بات ہے۔ پیغمبروں کو بہت کچھ کہا گیا مگر انہوں نے بات ہنس کر ٹال دی اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ بیشک آپ کا رب وہی ہے پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔ خلّاق کا معنٰی ہے پوری طرح پیدا کرنے والا۔

تصویریں بنانے والوں کو عذاب ہوگا :

آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ ایسے طریقے سے بت بناتے ہیں، تصویریں بناتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے لیکن وہ اس میں روح تو نہیں ڈال سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے شکلیں بھی بنائی ہیں اور ان میں روح بھی ڈالی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے جاندار چیز کی تصویر بنائی بت بنایا اَشَدُّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابًا قیامت والے دن اسکو سخت سزا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس میں جان ڈالو، روح ڈالو

جب تک روح نہیں ڈالو گے سزا ہوتی رہے گی اور روح کے بغیر جسم بیکار ہے روح جب نکل جائے تو سب یہی چاہتے ہیں کہ جلدی سے اس کو زمین کے نیچے دفن کر دیں۔ فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو سات آیتیں دی جو دھرائی جاتی ہیں۔

امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنی :

سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں اور ہر نماز میں پڑھی جاتی ہیں کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں سورۃ فاتحہ نہ ہو۔ ہاں! جماعت کیساتھ نماز ہو تو پھر یہ وظیفہ امام کا ہے مقتدی کا نہیں ہے۔ یعنی نماز با جماعت کی صورت میں امام نے سورۃ فاتحہ پڑھنی ہے مقتدی نے نہیں پڑھنی۔ ایک حدیث آتی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی جب تک فاتحہ نہ پڑھو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے مقتدیوں کے بارے میں نہیں ہے (بحوالہ مؤطا امام مالک) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ لِمَنْ یُّصَلِّیْ وَحْدَہٗ یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اس کی نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی مقتدی کیلئے فاتحہ نہیں ہے قطعاً۔ اور ہر روایت کو ہر نماز پر فٹ کرنا بڑی جہالت ہے۔ مقتدی کا کیا کام ہے؟ اس کے متعلق سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۰۴ میں ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ''اور جب قرآن شریف پڑھا جائے پس کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔'' اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو لہذا امام کے پیچھے پڑھنے والا سخت گنہگار ہے۔ تو فرمایا ہم نے آپ کو سات آیتیں دی ہیں کہ دھرائی جاتی ہیں وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ اور ہم

نے آپ کو قرآن عظیم دیا۔ یہ قرآن عظیم ہے اور بڑی ہدایت ہے اس کا دیکھنا ثواب، اس کا پڑھنا ثواب، اس پر عمل کرنا ثواب اور نجات کیلئے ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ آپ ہرگز نہ پھیلائیں اپنی دونوں آنکھوں کو اِلٰى مَا ان نعمتوں کی طرف مَتَّعْنَا بِهٖ ہم نے فائدہ دیا ہے ان کیساتھ جو فائدے کیلئے ہم نے دی ہیں اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ان کافروں میں سے مختلف لوگوں کو۔ مختلف طرح کے کافروں کو ہندوؤں کو، سکھوں کو، یہودیوں کو، عیسائیوں کو، بت پرستوں کو جو ہم نے نعمتیں دی ہیں مال و دولت دیا ہے اس کی طرف آپ مت دیکھیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا وَمَا فِيْهَا اور جو کچھ دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔ یہ تو ہمارے تمہارے نزدیک سونے چاندی کی قدر ہے، رقم کی قدر ہے اور چیزوں کی قدر ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان چیزوں کی کوئی قدر نہیں ہے اگر قدر ہوتی تو سب سے زیادہ پیغمبروں کو نصیب ہوتیں۔ یہ کافران چیزوں کو کب تک استعمال کریں گے؟ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے آگے اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ فرمایا وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور آپ غم نہ کریں ان پر، پریشان نہ ہوں جو کچھ ان کو دیا ہے یہ استدراج ہے کھا پی لیں، کتنا عرصہ کھائیں گے پئیں گے؟ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور نرم کریں اپنے بازوؤں کو، پست رکھیں اپنے بازوؤں کو مومنوں کیلئے یعنی مومنوں کیساتھ نرمی کریں۔ آپ نے چھوٹے بچوں کو دیکھا ہوگا کہ اگر ان کو کام کہا جائے اور ان کی نیت ہو کرنے کی تو اپنے کندھے سیدھے رکھتا ہے اور اگر کام نہ کرنا ہو تو کندھے کو اوپر اٹھاتا ہے زبان سے کچھ نہیں کہتا یعنی میں نے نہیں کرنا۔ تو فرمایا آپ اپنے ساتھیوں کیساتھ نرمی برتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ

لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ [آل عمران:۱۵۹] ’’پس آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کیلئے نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ سخت مزاج اور تنگ دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے اردگرد سے بھاگ جاتے۔‘‘ طبعی بات ہے کہ جو آدمی کڑوا ہوتا ہے لوگ اس کے قریب نہیں جاتے اور آپ ﷺ تو مجسمہ اخلاق تھے۔ وَقُلْ اور آپ کہہ دیں اِنِّیْ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ بیشک میں ڈرانے والا ہوں بات کھول کر کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروگے تو دنیا میں بھی عذاب آئے گا قبر میں بھی ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا میں کوئی لگی لپٹی بات نہیں کرتا بلکہ واضح کر کے بتاتا ہوں كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ جیسا کہ ہم نے نازل کیا تقسیم کرنے والوں پر اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ جنہوں نے کر دیا قرآن پاک کو ٹکڑے ٹکڑے۔

مقتسمین کی تشریح :

اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ کافر قرآن پاک کیساتھ اس طرح مذاق کرتے تھے کہ قرآن پاک میں سورۃ البقرۃ بھی ہے، بقرہ کا معنیٰ گائے ہے اور سورۃ النسا بھی ہے نساء کا معنیٰ ہے عورتیں۔ اور سورۃ مائدہ بھی ہے مائدہ کا معنیٰ ہے دسترخوان۔ اور سورۃ الانعام بھی ہے انعام کا معنیٰ ہے مویشی۔ ایک کہتا کہ بقرہ میرے حصے میں رہنے دو، دوسرا کہتا مجھے عورتوں کا بڑا شوق ہے نساء میرے حصے میں رہنے دو، تیسرا کہتا مجھے کھانے پینے کا بڑا شوق ہے مائدہ میرے حصے میں رہنے دو اور کسی کو کہتے کہ تجھے عنکبوت دیں گے عنکبوت کا معنیٰ ہے مکڑی۔ تو اس طرح قرآن پاک کو تقسیم کرتے تھے۔

اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ قرآن پاک کو کوئی کہتا یہ ناولوں والی کتاب ہے، کوئی کہتا جادو کی کتاب ہے، کسی نے کہا شاعری ہے اس طرح قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

حالانکہ حاشا وکلا یہ کتاب ایسی نہیں ہے۔ اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ قرآن کا لغوی معنٰی مراد ہے پڑھی جانے والی کتاب، تو مراد یہ ہے کہ یہود ونصارٰی نے ان کتابوں کو جو پڑھی جاتی تھیں زبور، تورات، انجیل ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس طرح کہ اس کے بہت سارے حصے کو مخفی رکھتے تھے اور جو حصہ مفید مطلب ہوتا تھا اسکو بیان کرتے تھے۔ تو مطلب ہوگا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پڑھی جانی والی کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ فَوَرَبِّکَ واؤ قسم کا ہے۔ پس قسم ہے آپ کے رب کی لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ البتہ ہم ضرور سوال کریں گے ان سب سے عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ان کاروائیوں کے بارے میں جو وہ کرتے رہے فَاصْدَعْ. صَدَعْ کا لفظی معنٰی ہے شیشے کا ٹوٹ جانا اور شیشہ ٹوٹ جائے تو بہت کم جڑتا ہے، معنٰی ہے پس آپ کھول کر بیان کریں بِمَا تُؤْمَرُ وہ چیز جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح شیشہ ٹوٹ جائے تو نہیں جڑتا اسی طرح حق وباطل کو خلط ملط نہ کریں کھول کر بیان کریں تاکہ حق باطل سے نکھر جائے جدا ہو جائے۔

دین کی بات کھری کرنی چاہیے :

بعض آدمی اس طرح کرتے ہیں کہ کچھ بات اسلام کی اور کچھ اپنی مرضی کی اور کچھ رسموں کی ملی ہوئی بات کرتے ہیں ایسا نہ ہو بلکہ کھری کھری بات ہو۔ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اور آپ اعراض کریں شرک کرنے والوں سے۔ یہ آپ ﷺ کو جادوگر کہتے ہیں، مفتری کہتے ہیں، مجنون کہتے ہیں (معاذ اللہ) آپ ﷺ ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ بیشک ہم کفایت کرنے والے ہیں آپ کیلئے ٹھٹھا کرنے والوں کے شر سے۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کیساتھ استہزاء کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی بُری موت سے مارا کسی پر طاعون مسلط کیا، کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھا وہ بگڑا

اور مر گیا کسی کے گلے میں رسی پڑی اور مر گیا بعض پاگلوں کی طرح بھاگتے رہتے تھے ان کے نام بھی تفسیروں میں آئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کر کے مارا۔ یہ مذاق کون کرتے ہیں؟ فرمایا الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وہ لوگ جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کیساتھ اور الٰہ، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کیساتھ اوروں کو فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے آخرت کی سزا کو جو دنیا کی سزا سے الگ ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بیشک آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے دل تنگ ہوتا ہے بِمَا یَقُوْلُوْنَ ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ وہ کہتے تھے خداوند عزیز کیساتھ اور خدا بھی ہیں اس سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچتی تھی کہتے تھے قیامت نہیں ہے اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی قرآن پاک کے بارے میں کہتے کہ یہ شعر و شاعری ہے اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی، آپ ﷺ کی ذات کے متعلق کہتے مجنون ہے، جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے آپ ﷺ کا سینہ تنگ ہوتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ پس آپ تسبیح بیان کریں اپنے رب کی تعریف کی سبحان اللہ وبحمدہ سُبحان اللہ العظیم پڑھیں حدیث پاک میں آتا ہے افضل الکلام سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔ اس کا ورد ہر وقت کرو وضو ہو یا نہ ہو، عورتوں نے نماز پڑھنی ہو یا نہ پڑھنی ہو کثرت کیساتھ اس کی تسبیح پڑھیں وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ اور ہو جائیں آپ سجدہ کرنے والوں میں سے، جماعت کیساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے وَاعْبُدْ رَبَّكَ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ یہاں تک کہ آجائے آپ کے پاس یقینی بات۔ یہاں یقین کا معنیٰ موت ہے کہ

وفات تک رب تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں۔

نماز کسی کو معاف نہیں :

نماز کسی کو معاف نہیں ہے کئی جاہل قسم کے لوگ متاہر یعنی بڑا سا رنگین ڈنڈا لئے پھرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ پہنچا ہوا ہے اس کو نماز روزے معاف ہیں۔ بھئی آنحضرت ﷺ کو وفات تک معاف نہیں ہوئے اور کون ہے جسکو معاف ہوں؟ ہاں! پاگل ہو تو بات علیحدہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ پاگل مرفوع القلم ہوتا ہے اس پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔ جس کا ہوش وحواس ٹھکانے ہے اس کو نہ نماز معاف ہے، نہ روزہ معاف ہے، نہ اور احکام معاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

آج بروز بدھ ۹ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۴ رفروری ۲۰۱۰ء کو

سورہ حجر مکمل ہوئی۔

والحمد للہ تعالی علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس جناح روڈ گوجرانوالہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
تفسیر
سورۃ النحل
(مکمل)
جلد............۱۱

سُوْرَۃُ النَّحْلِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ مِائَۃٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتَّ عَشَرَ رُکُوْعًا

اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ① یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ④ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَھَا ۚ لَکُمْ فِیْھَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ ⑤ وَلَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ⑦ وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَۃً ؕ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْھَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ ⑨ ع

اَتٰـی اَمْرُ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچا ہے فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ پس تم جلدی نہ کرو اس کیلئے سُبْحٰنَہٗ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے وَتَعٰلٰی اور وہ بلند ہے عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ان چیزوں سے جن کو یہ اس کیساتھ شریک بناتے ہیں یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ وہ اتارتا ہے فرشتوں کو بِالرُّوْحِ راز کی باتوں کیساتھ مِنْ اَمْرِہٖ اپنے معاملے سے عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ جس پر چاہتا ہے مِنْ عِبَادِہٖۤ اپنے بندوں میں سے

اَنْ اَنْذِرُوْٓا یہ کہ تم ڈراؤ لوگوں کو اَنَّہٗ بیشک شان یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف میں فَاتَّقُوْنِ پس تم مجھ سے ڈرو خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو بِالْحَقِّ حق کیساتھ تَعٰلٰی بلند ہے عَمَّا ان چیزوں سے یُشْرِکُوْنَ جن کو یہ اس کیساتھ شریک بناتے ہیں خَلَقَ الْاِنْسَانَ اس نے پیدا کیا انسان کو مِنْ نُّطْفَةٍ نطفے سے فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ پس وہ اچانک جھگڑا کرتا ہے کھلے طور پر وَالْاَنْعَامَ اور مویشیوں کو خَلَقَهَا اس رب نے پیدا کیا ہے لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ تمہارے لئے اس میں گرمی کا سامان ہے وَّمَنَافِعُ اور بہت سے فائدے ہیں وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو وَلَكُمْ فِيْهَا اور تمہارے لئے ان میں جَمَالٌ خوبصورتی ہے حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ جس وقت تم انہیں چراگاہوں سے چرا کر پچھلے پہر لے آتے ہو وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ اور جس وقت صبح کے وقت ان کو چرانے کیلئے لے جاتے ہو وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اور وہ تمہارا بوجھ اٹھاتے ہیں اِلٰى بَلَدٍ ان شہروں تک لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ کہ تم نہیں پہنچانے والے تھے ان شہروں تک اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ مگر اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال کر اِنَّ رَبَّكُمْ بیشک تمہارا رب لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ البتہ بڑی شفقت کرنے والا مہربان ہے وَّالْخَيْلَ اور اس نے پیدا کیا گھوڑوں کو وَالْبِغَالَ اور خچروں کو وَالْحَمِيْرَ اور گدھوں کو لِتَرْكَبُوْهَا تاکہ تم ان پر سوار ہو وَزِيْنَةً اور زینت ہو وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور رب تعالٰی پیدا کریگا وہ چیزیں

جن کو تم نہیں جانتے وَعَلَى اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے قَصْدُ السَّبِيْلِ سیدھے راستے کا بیان کرنا وَمِنْهَا جَآئِرٌ اور ان راستوں میں سے بعض ٹیڑھے ہیں وَلَوْ شَآءَ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ البتہ ہدایت دیدے تم سب کو۔

گذشتہ سورت کے آخر میں قیامت کا ذکر تھا اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ بیشک قیامت آنے والی ہے۔ مشرکین مکہ قیامت کے منکر تھے کبھی کہتے مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [یٰسین:۴۸] ''اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔'' اور سورۃ النزعت آیت نمبر ۴۲ میں ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ''یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب برپا ہوگی۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچا ہے۔ آئے گا لیکن یوں سمجھو کہ آچکا ہے۔

اس سورت کا نام نحل رکھنے کی وجہ :

اس سورت کا نام نحل ہے۔ نحل نَحْلَةٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے شہد کی مکھی۔ اس سورت میں آئندہ شہد اور شہد کی مکھی کا ذکر آئے گا یعنی وہ سورت جس میں شہد کی مکھی کا ذکر ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور نازل ہونے کے اعتبار سے اس کا سترواں نمبر ہے۔ انہتر سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے سولہ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا حکم آچکا ہے قیامت کے بارے میں جس میں تم شک کرتے ہو۔ یوں سمجھو کہ وہ آ گئی ہے فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ پس تم جلدی نہ کرو اس کیلئے کہ کب آئے گی، قیامت آتی کیوں نہیں یوں سمجھو وہ آچکی ہے پس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ ''جو مرا پس

اس کی قیامت قائم ہوگئی۔'' سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور بہت ہی بلند ہے عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ان چیزوں سے جن کو یہ اس کیساتھ شریک بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان سے پاک بھی ہے اور بہت بلند ہے يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ وہ فرشتوں کو نازل کرتا ہے، اتارتا ہے بِالرُّوْحِ راز دیکر۔ وحی کو روح کیساتھ تعبیر کیا ہے۔ جس طرح جاندار چیزوں کی زندگی روح کیساتھ ہے روح ہے حیات ہے روح نکل گئی موت ہے اسی طرح روحانی زندگی روح کیساتھ ہے اگر وحی الٰہی نہیں ہے تو انسان انسان نہیں ہے حیوانوں سے بھی بدتر ہے اس لئے وحی کو روح کیساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ مِنْ اَمْرِهٖ اپنے معاملے سے۔ مثلاً جبرائیل علیہ السلام کو وحی دیکر اپنے حکم کے مطابق بھیجتا ہے۔ کس پر؟ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے پیغمبر ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر وحی نازل کرتے ہیں راز کی باتیں، حکمت کی باتیں، دانائی کی باتیں، حلال حرام کی باتیں، جائز اور ناجائز کی باتیں جو کہ انسان کی ضرورت ہیں وہ سب اس میں آتی ہیں۔ اس وحی میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اَنْ اَنْذِرُوْٓا یہ کہ تم ڈراؤ لوگوں کو کہ شرک چھوڑ دو ورنہ خدا کے غضب سے نہیں بچ سکو گے توحید کو قبول کرو اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا بیشک شان یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف میں۔

تمام پیغمبروں کا پہلا سبق توحید ہے :

جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے ہیں ان کا سب سے پہلا سبق ہی یہی تھا اور ان کی تبلیغ کا آغاز یہاں سے ہوا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [اعراف: ۷۳] ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔'' اور جب اللہ میں

ہوں تو فَاتَّقُوْنِ پس تم مجھ سے ڈرو اور کسی سے نہ ڈرو۔

انفس آفاق کے حوالے سے توحید کے دلائل :

آگے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ رب تعالیٰ نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو بِالْحَقِّ حق کیساتھ۔کوئی چیز دنیا میں بے فائدہ نہیں ہے۔دیکھو! یہ تپائی ہے نہ یہ خود بنی ہے اور نہ بے مقصد ہے بنانے والے نے اس لئے بنائی ہے کہ اس پر قرآن شریف رکھا جائے، حدیث شریف رکھی جائے یا کوئی کتاب رکھی جائے لہذا سب چیزیں حق کیساتھ ہیں تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے ان چیزوں سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک بناتے ہیں خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اس نے پیدا کیا انسان کو نطفے سے۔سورت دھر آیت نمبر ۲ میں ہے مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ملے جلے نطفے سے۔مرد اور عورت کا نطفہ ملتا ہے جو معمولی مقدار میں ہوتا ہے پھر جس کا غالب ہو جائے بچے کی شکل اس پر جاتی ہے ماں کا غالب ہو گیا تو بچے کی شکل ماں پر ہو جائیگی اور اگر باپ کا نطفہ غالب ہو گیا تو شکل باپ پر ہو جائے گی۔انسان کا وجود تمام چیزوں سے عجیب تر ہے وہ حقیر قطرہ بدن سے شہوت کیساتھ نکلے تو سارا بدن ناپاک کپڑے پر گئے تو کپڑا ناپاک لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کیسا خوبصورت آدمی پیدا فرمایا۔آنکھیں دیں، ہاتھ دیئے، پاؤں دیئے، ناک بنایا، تمام اعضاء بنائے، اس قطرے کو آدمی ہاتھ لگانے کیلئے تیار نہیں ہے لیکن اس سے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو سب چومتے پھرتے ہیں اور وہ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ پس وہ اچانک جھگڑا کرتا ہے کھلے طور پر۔رب تعالیٰ کے وجود کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے، پیغمبروں کے متعلق جھگڑا کرتا ہے، کتابوں کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے، حق کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے، ختم نبوت کے بارے میں

جھگڑا کرتا ہے اور اپنی حقیقت نہیں سمجھتا کہ میں کیا تھا اور کیا بنا۔

انعاماتِ خداوندی:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا اور مویشیوں کو اس رب نے پیدا کیا ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۳-۱۴۴ میں ان مویشیوں کا ذکر ہے۔ بھیڑ نر، مادہ، اونٹ نر، مادہ، گائے نر، مادہ۔ یہ رب تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا فرمائے ہیں لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ تمہارے لئے ان جانوروں میں گرمی کا سامان ہے۔ ان کی اون اور پشم سے تم گرم کپڑے بناتے ہو سردی سے بچاؤ کیلئے۔ یہ دیکھو! میں نے اون کا سویٹر پہنا ہوا ہے اس نے اون کی چادر لی ہوئی ہے یہ رب تعالیٰ کی نعمت ہے وَمَنَافِعُ اور بہت سے فائدے ہیں۔ ان کا دودھ بیچتے ہو، ان کی اون بیچتے ہو، دودھ پیتے ہو ان کی نسل بڑھتی ہے تمہاری دولت بڑھتی ہے وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو، ذبح کر کے بھی کھاتے ہو، ان کا گھی بیچ کر بھی کھاتے ہو، دودھ بیچ کر بھی کھاتے ہو وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ اور تمہارے لئے ان میں خوبصورتی ہے حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ جس وقت تم انہیں چراگاہوں سے چرا کر شام کو واپس لاتے ہو وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ اور جس وقت صبح کے وقت ان کو چرانے کیلئے لے جاتے ہو۔ جاتے آتے وقت جانور اچھے اور خوبصورت لگتے ہیں اور جمال کا یہ مطلب بھی ہے کہ لوگ فخر کرتے ہیں میرے پاس اتنی بھینسیں ہیں، میرے پاس اتنے بیل ہیں، اتنی گائیں ہیں، اتنی بکریاں ہیں رب تعالیٰ نے یہ مال تمہیں دیا ہے۔ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اور وہ تمہارا بوجھ اٹھاتے ہیں اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ ان شہروں تک کہ تم نہیں لے جانے والے تھے ان شہروں تک اس سامان کو اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ مگر اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال کر۔ دیکھو! من دو من کی بوری گکھڑ سے گوجرانوالہ یا وزیر آباد طاقتور آدمی بھی بڑی مشقت سے

لے جائے گا اور اگر اونٹ، بیل، بھینسے وغیرہ پر رکھ دو، وہ آرام سے لے جائے گا یہ رب تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے سہولت ہے اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بیشک تمہارا رب البتہ بڑی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

انسان کو اپنے آپ پر غور کرنا چاہیے :

دیکھو! ایک ملازم کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ اس نے اتنے گھنٹے کام کرنا ہے فلاں ٹائم پر آنا ہے اور فلاں ٹائم چھٹی کرنی ہے۔ اگر وہ نہ آئے یا وقت پر نہ آئے اور اپنی ڈیوٹی میں کوتاہی کرے تو برداشت نہیں کرتے اور اسکو تنبیہ کرتے ہیں کہ اگر تو نے ڈیوٹی صحیح نہ دی تو میں تجھے نکال دوں گا معطل کردوں گا اور اگر وہ باز نہ آئے تو نکال بھی دیتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ بھی یہاں ڈیوٹی لگائی ہے بے مقصد پیدا نہیں کیا لہذا ہمیں بھی سوچنا چاہئے کہ ہم اس کی زمین پر رہتے ہیں اس کے آسمان کے نیچے رہتے ہیں اس کی پیدا کردہ روزی کھاتے پیتے ہیں ہوا لے کر زندہ رہتے ہیں ڈیوٹی بھی ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ یقین جانو! یہ اس کی رحمت اور شفقت ہے کہ ہم سرکشی پر ڈٹے ہوئے ہیں وہ انتقام نہیں لیتا فنا نہیں کرتا۔ حالانکہ دنیا میں کوئی ملازم ایک گھنٹہ لیٹ ہو جائے تو اس کو کان پکڑا دیتے ہیں اور ہم کئی کئی سال اور کئی کئی مہینے غفلت میں گذار دیتے ہیں اور ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے ہمیں اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور ہمارے ذمہ ڈیوٹیاں لگائی ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں اگر وہ انتقام لینا چاہے اور فنا کرنا چاہے تو ایک لمحہ میں کر سکتا ہے۔ نافرمانی کے باوجود اولاد بھی دیتا ہے، رزق بھی دیتا ہے، مال و دولت بھی دی ہے بڑا حلیم ہے تحمل کرنے والا ہے اس کے تحمل کا نتیجہ ہے کہ فوراً ختم نہیں کرتا۔ وَّالْخَيْلَ اور اس نے پیدا کیا گھوڑوں کو وَالْبِغَالَ اور خچروں کو وَالْحَمِيْرَ اور گدھوں کو لِتَرْكَبُوْهَا تا کہ تم ان پر سوار ہو

وَزِیْنَۃً اور زینت ہو۔ اس زمانے میں یہی سواریاں تھیں ان پر سوار ہو کر لوگ سفر کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کا گدھا تھا جس کا نام عُفَیر تھا جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو وہ دیوانوں کی طرح پھرتا تھا کبھی مسجد نبوی کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا کہ آپ ﷺ یہاں سے باہر تشریف لائیں گے اور میرے اوپر سوار ہونگے اور کبھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا کبھی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے سامنے اور کبھی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور کبھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلا جاتا کہ آپ ﷺ کبھی یہاں سے بھی نکلتے تھے۔ جس وقت اس عُفَیر نامی گدھے کو یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ دنیا میں نہیں ہیں تو اونچے ٹیلے پر جا کر اس نے اپنے آپ کو نیچے گرا کر خودکشی کر لی۔ چونکہ حیوان تھا اور حیوان پر کوئی مقدمہ نہیں چل سکتا کیونکہ وہ مکلّف نہیں ہے۔ انسان اور جن مکلّف ہیں ان کیلئے خودکشی حرام ہے اگر خودکشی جائز سمجھ کر کرے گا تو کافر ہے اس کی کبھی بخشش نہیں ہوگی۔ اگر جذبات میں آ کر کریگا تو گنہگار ہے اور گنہگار کیلئے استغفار بھی ہے اور صدقہ خیرات بھی ہے۔

قیامت تک آنے والی تمام نئی ایجادات کا اشارہ قرآن میں موجود ہے:

وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور رب تعالیٰ پیدا کریگا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ آج جو چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں یہ چیزیں اس وقت تصور میں بھی نہیں تھیں۔ جہاز ہیں، ریل گاڑیاں ہیں، بسیں اور کاریں ہیں رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سمجھ دی ہے تو انہوں نے بنائیں۔ آج سے پچاس سال پہلے اگر کوئی شخص کہتا کہ تمہارے گھر میں ایسا ایندھن آئے گا کہ نہ اس کا دھواں ہوگا اور نہ راکھ ہوگی زمین کے نیچے سے آئے گا تم اس پر روٹیاں

پکاؤ گے، چائے پکاؤ گے تو لوگ اس کو پاگل خانے میں لے جا کر بند کر دیتے لیکن آج گیس گھروں میں آیا ہوا ہے بڑی سہولت ہے مگر جتنی سہولیات ہیں ان سے بڑھ کر نافرمانیاں ہیں۔ چودھری محمد خان مرحوم کہتے تھے میں روزانہ گکھڑ سے پیدل چل کر گوجرانوالہ جاتا اور پڑھ کر واپس آتا تھا اس وقت یہ گاڑیاں بسیں نہیں ہوتی تھیں۔ روزانہ گوجرانوالہ پیدل جا کر پڑھ کر آنا بہت بڑی بات ہے اور آج حال یہ ہے کہ نارمل سکول سے بھی بس آئے تو بچے لٹکتے پھرتے ہیں۔

ایمان اور کفر اختیاری ہے :

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے سیدھے راستے کا بیان کرنا اور اس نے سیدھا راستہ بیان کیا ہے۔ سورت انعام آیت نمبر ۱۵۳ میں ہے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ''اور بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی اتباع کرو۔'' وَمِنْهَا جَآئِرٌ اور ان راستوں میں سے بعض ٹیڑھے ہیں۔ کفر کے راستے یہودیت، عیسائیت اور باطل فرقوں کے مذاہب سب ٹیڑھے راستے ہیں ان پر نہ چلو تم سیدھے راستے پر چلو وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے البتہ ہدایت دیدے تم سب کو جبراً مگر وہ جبراً ہدایت نہیں دیتا اس نے انسانوں کو اور جنوں کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورۃ الکہف] ''پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى [نسآء:۱۱۵] ''پھیر دیں گے ہم جدھر وہ پھرنا چاہے۔'' اس طرف کی ہم توفیق دے دیں گے زبردستی نہ کسی پر کفر مسلط کرتا ہے اور نہ ایمان مسلط کرتا ہے۔ رب تعالیٰ نے عقل اور سمجھ دی ہے پیغمبر بھیجے ہیں، کتابیں نازل فرمائی ہیں، ہر دور میں حق کی آواز بلند کرنے والے بھیجے ہیں لہٰذا اپنی مرضی کیساتھ جس

راستے پر کوئی چلنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس پر چلا دے گا۔ سورت عنکبوت آیت نمبر ۶۹ میں ہے
وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ''اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری طرف
آنے کی ہم ضرور ان کی راہنمائی کرتے ہیں اپنے راستوں کی۔'' یعنی اپنی طرف آنے کی
توفیق دے دیتے ہیں اور سورت صف پارہ ۲۸ میں فرمایا فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ
''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔'' جبر کسی پر نہیں ہے
اگر چاہے تو سب کو ہدایت دیدے مگر حکمت کیخلاف ہے اس نے اختیار دیا ہے اپنی مرضی
سے کوئی ایمان لائے اور اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ یُنْۢبِتُ لَکُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَی الْفُلْکَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

هُوَ الَّذِیْٓ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَنْزَلَ جس نے اتارا مِنَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف سے مَآءً لَّکُمْ پانی تمہارے لئے مِنْهُ اس پانی سے شَرَابٌ پینے کیلئے ہے وَّمِنْهُ اور اس پانی سے شَجَرٌ درخت ہیں فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ اس میں تم جانور چراتے ہو یُنْۢبِتُ لَکُمْ اگاتا ہے تمہارے لئے بِهٖ اس کے ذریعے الزَّرْعَ کھیتیاں وَالزَّیْتُوْنَ اور زیتون کے درخت وَالنَّخِیْلَ اور کھجوروں کے وَالْاَعْنَابَ اور انگوروں کے وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ہر قسم کے پھل اِنَّ فِیْ

ذٰلِکَ بیشک اس میں لَاٰیَۃً البتہ نشانی ہے لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ اس قوم کیلئے جو فکر کرتی ہے وَسَخَّرَ لَکُمُ اور اس نے کام میں لگا دیا تمہارے لئے الَّیْلَ رات کو وَالنَّھَارَ اور دن کو وَالشَّمْسَ اور سورج کو وَالْقَمَرَ اور چاند کو وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ اور ستارے بھی پابند ہیں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم کے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ بیشک اس میں لَاٰیٰتٍ البتہ بہت نشانیاں ہیں لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس قوم کیلئے جو سمجھتی ہے وَمَا ذَرَاَ لَکُمْ اور وہ چیز جو اس نے پیدا کی ہے تمہارے لئے فِی الْاَرْضِ زمین میں مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ مختلف ہیں رنگ اس کے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ بیشک اس میں لَاٰیَۃً البتہ نشانی ہے لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ اس قوم کیلئے جو نصیحت حاصل کرتی ہے وَھُوَ الَّذِیْ اور وہ وہ ذات ہے سَخَّرَ الْبَحْرَ جس نے تابع کیا سمندر کو لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ تاکہ تم کھاؤ اس سے لَحْمًا طَرِیًّا تازہ گوشت وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَۃً اور نکالو تم اس سے زیور تَلْبَسُوْنَھَا جس کو تم پہنتے ہو وَتَرَی الْفُلْکَ اور اے مخاطب تو دیکھتا ہے کشتیوں کو مَوَاخِرَ فِیْهِ جو چیرتی ہوئی جاتی ہیں اس میں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تاکہ تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اور تاکہ تم شکریہ ادا کرو وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ اور ڈالے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رَوَاسِیَ مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ تاکہ زمین تمہارے ساتھ مضطرب نہ ہو وَ اَنْھٰرًا اور نہریں چلائیں وَّسُبُلًا اور راستے بنائے لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ تاکہ تم راہ پاؤ وَعَلٰمٰتٍ اور کئی علامتیں مقرر کیں

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ اور ستاروں کے ذریعے وہ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر :

گذشتہ سبق میں آپ نے پڑھا یُنَزِّلُ الْمَلٰئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ''وہ اتارتا ہے فرشتوں کو راز کی باتوں کیساتھ اپنے معاملے سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔'' اس وحی کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا ''یہ کہ ڈراؤ تم اس بات سے کہ میری ذات کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی معبود کیوں نہیں ہے؟ فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور جانوروں کو۔ گھوڑے، خچر، اونٹ وغیرہ سب رب نے پیدا فرمائے ہیں تو عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ اسی سلسلے میں مزید نعمتوں کا ذکر فرماتے ہیں هُوَ الَّذِیْٓ وہی ذات ہے اللہ تعالیٰ کی اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ جس نے اتارا آسمان کی طرف سے پانی تمہارے لئے مِنْهُ شَرَابٌ اس بارش کے پانی سے تم پیتے بھی ہو۔ آج بھی ایسے علاقے موجود ہیں کہ وہاں کے لوگوں کیلئے بارش کا پانی ہے بارش جب ہوتی ہے تو تالابوں میں جمع ہو جاتا ہے خود بھی اس سے پیتے ہیں اور جانور بھی، اسی سے نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں وَّمِنْهُ شَجَرٌ اور اس بارش کے پانی کی وجہ سے درخت ہوتے ہیں، پودے ہوتے ہیں، سبزیاں پیدا ہوتی ہیں گھاس پیدا ہوتا ہے تمہارے جانور، بھیڑ، بکریاں اور اونٹ چرتے ہیں فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ اس میں تم جانور چراتے ہو يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ اگاتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس بارش کے پانی کے ذریعے کھیتیاں۔ بارانی علاقوں کا تو دارو مدار ہی بارش پر ہے اور نہری علاقوں میں بھی بارش نہ ہو تو صرف نہری پانی کفایت نہیں کرتا اور بسا اوقات نہریں خشک بھی ہو جاتی ہیں اور جو پیداوار بارشی پانی سے

ہوتی ہے وہ دوسرے سے نہیں ہوتی وَالزَّيْتُونَ اور زیتون کے درخت۔اس سے تیل نکلتا ہے اس سے بلا تکلف لوگ زیتون کا تیل ہی استعمال کرتے ہیں وَالنَّخِيلَ اور کھجوروں کے درخت۔کھجوریں تمہاری خوراک بھی ہیں اور ان کو بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرتے ہو وَالْأَعْنَابَ اور انگوروں کے اور کیا پوچھتے ہو وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ہر قسم کے پھل رب تعالیٰ نے پیدا فرمائے اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک البتہ اس میں نشانی ہے لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کیلئے جو غور وفکر کرتی ہے کہ رب تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی ہے اور اس کے ذریعے اس نے فصلیں اور اناج پیدا فرمایا ہے، پھل پیدا فرمائے ہیں اور اس کے سوا یہ کام اور کوئی کرنے والا نہیں ہے وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ اور رب تعالیٰ نے کام میں لگا دیا تمہارے لئے رات کو اور سورت نبأ میں فرمایا وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا اور بنایا ہم نے رات کو لباس تاکہ تم رات کو آرام کرو۔ وَالنَّهَارَ اور دن کو تمہارے کام میں لگا دیا اور سورت نبأ میں ہے وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اور ہم نے دن کو بنایا ذریعہ معاش تاکہ تم کمائی کرو،نیکیاں کرو، جہاد کرو، تبلیغ کرو، پڑھو وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا۔اسباب میں سورج کے بغیر بھی کوئی کام نہیں چلتا روشنی کے علاوہ اس کی کرنیں اور تپش سے فصلیں پکتی ہیں پھل پکتے ہیں سورج کی حرارت کا صحت پر اثر پڑتا ہے۔اسی طرح رب تعالیٰ نے چاند میں جو روشنی رکھی ہے وہ فصلوں پر اثر ڈالتی ہے کھیتیوں پھلوں پر اثر ڈالتی ہے انسانی اور حیوانی زندگی پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

ستاروں کی اقسام اور ان کی وضاحت :

وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اور ستارے رب کے حکم کے تابع ہیں رب تعالیٰ نے ان کی جو ڈیوٹی لگائی ہے اس میں کمی نہیں کرتے۔

ستاروں کی دو قسمیں ہیں۔

o..... ایک ثوابت اور o..... دوسرے سیارات

ثوابت وہ ہیں جو اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں حرکت نہیں کرتے اور سیارات وہ ہیں جو چلتے ہیں۔ کوئی مشرق کی طرف چلتا ہے، کوئی مغرب کی طرف، کوئی شمال کی طرف اور کوئی جنوب کی طرف اور ایسے ستارے بھی ہیں جن کا وجود زمین سے بڑا ہے مگر ان کی رفتار کا کوئی حساب نہیں ہے اور کوئی کسی کیساتھ ٹکراتا بھی نہیں ہے کسی نے آج تک سنا ہے کہ ستارہ ستارے کیساتھ ٹکرا گیا اور ایسا ہوا تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا محکم نظام ہے اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں بہت نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ اس قوم کیلئے جو عقل سے کام لیتی ہے سمجھتی ہے۔ سورج چاند بھی نظر آرہے ہیں اور ان کی حرکات اور فوائد بھی سامنے ہیں وَمَا ذَرَاَ لَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اور وہ چیزیں جو اس نے پیدا کی ہیں تمہارے لئے زمین میں مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُہٗ مختلف ہیں رنگ انکے۔ کوئی سفید ہے، کوئی سیاہ ہے، کوئی سبز ہے، کوئی زرد ہے جانوروں کی رنگتیں بھی مختلف ہیں پھلوں اور سبزیوں کی بھی یہ سب چیزیں رب تعالیٰ نے پیدا کیں ہیں اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوۡمٍ یَّذَّکَّرُوۡنَ اس قوم کیلئے جو نصیحت حاصل کرتی ہے۔ جو نصیحت حاصل کرنا چاہے اس کیلئے بہت کچھ ہے۔ باغ میں جا کر دیکھو کیسے کیسے عجیب و غریب قسم کے پھول ہیں رنگ مختلف شکلیں مختلف انسانوں کی شکلیں بھی اللہ تعالیٰ نے مختلف پیدا فرمائی ہیں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی مخلوق آئی ہے ان میں تمہیں دو آدمی بھی ایسے نہیں ملیں گے جن کی من وعن شکل ملتی ہو کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق ہے جن کے مادے مختلف، شکلیں اور نمونے مختلف۔

فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے سَخَّرَ الْبَحْرَ جس نے تابع کردیا تمہارے سمندر۔ تابع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم غوطے لگاؤ، کشتیاں چلاؤ اس سے کام لو۔ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا تاکہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت۔ مچھلیاں پکڑو اور کھاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق ہے اور سمندروں پر جھگڑے ہوتے ہیں کہ یہ علاقہ ہمارا ہے وہ تمہارا ہے ایک دوسرے کے علاقے میں جائیں تو مچھیروں کو پکڑ لیتے ہیں۔ اس وقت بھی پاکستان کے کافی مچھیرے ہندوستان کے قبضے میں ہیں۔

مرد سونا وغیرہ استعمال نہیں کرسکتا :

وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً اور نکالو تم اس سے زیور۔ موتی نکالو، ہیرے نکالو یہ موتی وغیرہ کا زیور مرد بھی پہن سکتا ہے اور عورتوں کو بھی اجازت ہے لیکن سونا مرد نہیں پہن سکتے۔ آنحضرت ﷺ نے سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا فرمایا تم دیکھتے ہو میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ صحابہ ؓ کہنے لگے حضرت! سونا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں واقعی سونا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام فرمایا ہے۔ عورتوں کیلئے حلال ہے۔ مرد سونے کی کوئی چیز استعمال نہیں کرسکتا حتی کہ انگوٹھی بھی نہیں پہن سکتا۔ البتہ سونے کا دانت لگوائے تو اجازت ہے۔ اگر کسی کا ناک کٹ گیا ہے تو سونے کا لگوا سکتا ہے عورتوں پر کوئی پابندی نہیں ہے سونے کا جتنا زیور اٹھا سکتی ہیں اٹھالیں۔ اور دوسرے ہاتھ میں آپ نے ریشم کا ٹکڑا لیا فرمایا دیکھ رہے ہو یہ کیا ہے؟ کہنے لگے حضرت ایسے ہی ہے جیسے ریشم کا ٹکڑا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مردوں کیلئے حرام کردیا ہے عورتوں کیلئے حلال ہے۔ مگر ریشم سے مراد مصنوعی ریشم نہیں ہے بلکہ وہ جو کیڑے سے پیدا ہوتا ہے۔ اصلی ریشم مرد کیلئے حرام ہے عورتوں کیلئے حلال ہے اور چھوٹے بچوں کیلئے بھی۔ فقہاء کرامؒ نے

تصریح فرمائی ہے کہ زیور انگوٹھی وغیرہ ان کو بھی پہنانا جائز نہیں ہے ہاں! لڑکیوں کیلئے جائز ہے۔اور تعویز کا حکم یہ ہے کہ عورتیں سونے چاندی کے بنا کر گلے میں ڈال سکتی ہیں مرد کیلئے سونے چاندی کے تعویذ کی بھی اجازت نہیں ہے چمڑے کا بنوالیں۔ موتی اور ہیروں کا زیور وہار بنا کر مرد پہن سکتا ہے اور حجریات (وہ چیزیں جو پتھر سے بنی ہوئی ہیں) پہن سکتا ہے اور ان میں زکوۃ بھی نہیں ہے۔ یہ بڑے بڑے شہروں میں جو بڑے بڑے سیٹھ ہیں یہ زکوۃ سے بچنے کیلئے لاکھوں، کروڑوں اور اربوں روپے کے ہیرے خرید کر رکھ لیتے ہیں لیکن یاد رکھنا! رب تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' یہ کہ تم اس پر کمر باندھ لو تو رب کے حکم کو توڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ مرد چار ماشے چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تَلْبَسُوْنَهَا جن کو تم پہنتے ہو وتری الْفُلْكَ اور اے مخاطب تو دیکھتا ہے کشتیوں کو مَوَاخِرَ فِيْهِ. مَوَاخِرَ مَاخِرٌ کی جمع ہے۔ ماخر کا معنی ہے چیرنے والا ہے۔ یہ بڑی بڑی کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی جاتی ہیں تا کہ اس طرف کی چیزیں اُس طرف اور اُس طرف کی چیزیں اس طرف پہنچائی جائیں ولتبتغوا مِنْ فَضْلِهِ اور تا کہ تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجارتیں کرو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تا کہ تم خدا کا شکر یہ ادا کرو۔ جب تمہیں فائدہ حاصل ہو اور سمندر کی موجوں سے بچ جاؤ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ. رَوَاسِيَ رَاسِيَةٌ کی جمع ہے اس کا معنی ہے مضبوط پہاڑ، اور ڈالے ہیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ تا کہ زمین تمہارے ساتھ مضطرب نہ ہو، حرکت نہ کرے اور سورت نبا میں ہے وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا ''پہاڑوں کے کیل ٹھونک دیئے۔'' ورنہ زمین ہلتی اور اس پر بود و باش نہ ہو سکتی۔ آج معمولی سا زلزلہ آ جائے تو لوگ گھروں سے باہر نکل آتے ہیں اور ہر سال کسی نہ کسی جگہ

زلزلہ آتا ہی رہتا ہے اور کَثْرَتِ الزَّلَازِلُ زلزلوں کا کثرت سے آنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ مضبوط پہاڑ میخیں بنا کر زمین میں ٹھونک دیئے ہیں تاکہ زمین حرکت نہ کرے وَ اَنْهٰرًا اور نہریں چلائیں جنکے ذریعے تم ... اصل کرتے ہو وَّسُبُلًا اور راستے بنائے لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم راہ پاؤ اپنے گھر پہنچو۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں وَعَلٰمٰتٍ اور بہت سی علامتیں رب تعالیٰ نے قائم کی ہیں جن سے تم سمجھتے ہو کہ ہم نے ادھر جانا ہے۔ عقل بھی رب نے دی ہے آنکھیں بھی رب نے دی ہیں وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ اور ستاروں کے ذریعے وہ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ میں پہاڑی علاقے میں پیدا ہوا ہوں۔ ہمارے بڑے سحری کا وقت ہوتا تھا تو اٹھ کر ستارے دیکھتے تھے گھڑیاں تو نہیں ہوتی تھیں دیکھتے تھے کہ اب یہ ستارہ یہاں آگیا ہے لہٰذا وقت ہو گیا ہے اور اب گھڑیاں ہیں وقت منضبط ہے لیکن اس کے باوجود سمندری سفر ستاروں کے ذریعے ہوتا ہے اور قبلے کا رخ بھی بعض ستاروں کے ذریعے معلوم ہوتا ہے۔ یہ جو ہمارے علاقے کی مساجد ہیں قبلے سے کوئی ایک ڈگری کوئی دو ڈگری پھری ہوئی ہیں لیکن ڈیڑھ، دو، تین، چار، پانچ ڈگری ہٹ بھی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں! نئی مسجد جب بناؤ تو کوشش کرو کہ اس کا رخ صحیح ہو۔ پرانے مستریوں کے پاس آلات ہوتے ہیں قبلہ نما کو بھی دیکھتے ہیں جس کے ساتھ رخ صحیح کرتے ہیں (حکومت کا جو محکمہ موسمیات ہے پنجاب میں اس کا ہیڈ آفس لاہور میں ہے۔ ان کا ایک مستقل قبلہ درست کرنے کا شعبہ ہے وہ اپنا آدمی آلات دیکر بھیجتے ہیں اور وہ موقع پر پہنچ کر قبلہ درست کر کے نشان لگا دیتا ہے۔ نواز بلوچ) تو اللہ تعالیٰ نے ستارے پیدا کئے ہیں ہماری راہنمائی کیلئے۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ کیا پس وہ ذات جو پیدا کرتی ہے كَمَنْ اس کی طرح ہے لَّا يَخْلُقُ جو پیدا نہیں کرسکتا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اور اگر تم شمار کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو لَا تُحْصُوْهَا تو شمار نہیں کرسکتے اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وہ نہیں پیدا کر

سکتے کسی چیز کو وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ حالانکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اَمْوَاتٌ بے جان ہیں غَیْرُ اَحْیَآءٍ زندہ نہیں ہیں وَمَا یَشْعُرُوْنَ اور وہ نہیں جانتے اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ وہ کب دوبارہ کھڑے کیے جائیں گے اِلٰھُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے فَالَّذِیْنَ پس وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ ان کے دل منکر ہیں وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ اور وہ تکبر کرتے ہیں لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَا یُسِرُّوْنَ اس چیز کو جس کو وہ چھپاتے ہیں وَمَا یُعْلِنُوْنَ اور جس چیز کو وہ ظاہر کرتے ہیں اِنَّہٗ بیشک اللہ تعالیٰ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ محبت نہیں کرتا تکبر کرنے والوں سے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے مَّا ذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ کیا کچھ نازل کیا ہے تمہارے رب نے قَالُوْٓا کہتے ہیں اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ پہلے لوگوں کی کہانیاں لِیَحْمِلُوْٓا تاکہ وہ اٹھائیں اَوْزَارَھُمْ کَامِلَۃً اپنے بوجھ پورے پورے یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے دن وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ اور کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی یُضِلُّوْنَھُمْ جن کو یہ گمراہ کرتے ہیں بِغَیْرِ عِلْمٍ علم کے بغیر اَلَا سَآءَ خبردار برا ہوگا مَا یَزِرُوْنَ وہ بوجھ جو وہ اٹھارہے ہونگے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ کے لفظ سے مضمون شروع کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پیدا کیے، زمین پیدا کی، انسان کو نطفہ سے پیدا کیا، گھوڑا، خچر، گدھے پیدا کیے، کھیتیاں پیدا کیں، کھجوریں انگور وغیرہ سب کچھ پیدا کیا وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور بے شمار چیزیں پیدا کریگا جو تمہارے علم میں نہیں ہیں۔

خالق اور غیر خالق میں بڑا فرق ہے :

اب تم خود فیصلہ کرو اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کیا پس وہ ذات جو پیدا کرتی ہے کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کر سکتا۔ کیا تمہیں خالق اور غیر خالق کا فرق سمجھ نہیں آتا اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ آسمان زمین کس نے پیدا کیے ہیں کھیتیاں حیوان کس نے پیدا کی ہیں تمہیں کس نے پیدا کیا اور جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ اتنی بات بھی تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ فرمایا یہ تو ہم نے مختصری نعمتیں ذکر کی ہیں صرف توجہ دلانے کیلئے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم شمار کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو شمار نہیں کر سکتے اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اب بھی تم شرک سے توبہ کرلو تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے اللہ تعالیٰ غفور ہے بڑا مہربان ہے معاف کر دے گا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کا بیان تھا اور اب صفت علم کا بیان ہے۔ فرمایا وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مَا تُسِرُّوْنَ اس چیز کو جو تم چھپاتے ہو وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔ پیدا کرنا بھی اس کی صفت ہے اور ظاہر باطن کو جاننا بھی اس کی صفت ہے عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بھی وہی ہے اور تمام اختیارات بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اس کے سوا نہ کوئی عالم الغیب ہے نہ حاضر و ناظر ہے نہ کسی کے پاس کوئی اختیار ہے وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جن کو یہ اللہ تعالیٰ سے نیچے پکارتے ہیں لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وہ نہیں پیدا کر سکتے کسی چیز کو، وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کا بڑا بلند مقام ہے مگر ایک رتی کی بھی خالق نہیں ہیں، جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں مگر ایک ذرے کے بھی خالق نہیں ہیں، تمام فرشتے، تمام پیغمبر، جنات اور اللہ تعالیٰ کے ولی مخلوق

ہیں۔ خالق صرف پروردگار ہے۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ سے ورے جن کو یہ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ مصیبت کے وقت ان کو پکارنا اے فلاں! اَغِثْنِىْ میری مدد کر، وہ تو مخلوق ہے اس نے کیا مدد کرنی ہے، مدد تو صرف رب تعالیٰ کرنے والا ہے۔ سورت یونس آیت نمبر ۱۰۷ میں ہے وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ''اور اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں کوئی دور کرنے والا اس کے سوا اور اگر وہ ارادہ کرے آپ کیساتھ بھلائی کا تو کوئی نہیں روکنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو۔'' اَمْوَاتٌ بے جان ہیں غَيْرُ اَحْيَآءٍ زندہ نہیں ہیں۔ اگر بتوں کو پکارتے ہیں تو ان کا مردہ ہونا تو ظاہر ہے اور اگر اولیاء اللہ اور بزرگوں کو پکارتے ہیں تو کچھ تو فی الحال فوت ہو چکے ہیں اور جو زندہ ہیں انہوں نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہزارہا سال سے زندہ ہیں زمین پر اتریں گے ثُمَّ يَمُوْتُ پھر وفات پائیں گے۔ فرشتے ہزارہا سال سے زندہ ہیں موت ان پر بھی آئے گی حَیٌّ قَيُّوْمٌ صرف رب تعالیٰ کی ذات ہے ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ اسی لئے بزرگان دین کہتے ہیں کہ اللہ جی! نہ کہو کیونکہ دعائیہ جملہ ہے'' اللہ تو زندہ رہے۔'' یہ وہاں بولا جاتا ہے جہاں پر موت آئے رب تعالیٰ پر تو موت نہیں آسکتی لہذا اسکو زندگی کی دعا دینے کا کوئی معنیٰ نہیں ہے۔ سورت رحمٰن میں ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ''جو کوئی بھی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بزرگی اور عظمت والا ہے۔'' نہ اس کی ابتداء نہ انتہاء وہ ازلی ابدی ہے اور باقی کچھ فی الحال مردے ہیں اور کچھ مَآل (انجام) کے اعتبار سے مردے ہیں آخر مریں گے۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ اور وہ نہیں جانتے وہ کب

دوبارہ کھڑے کئے جائیں گے۔

قیامت کا علم کسی کو نہیں :

مسلم شریف میں روایت ہے قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ شَھْرًا آنحضرت ﷺ کی وفات سے ایک مہینہ پہلے پوچھنے والوں نے پوچھا حضرت قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا غَیْبٌ وَمَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ''یہ غیب ہے اور غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' اتنا معلوم ہے کہ قیامت آئے گی لیکن وقت کونسا ہوگا یہ رب تعالیٰ ہی جانتا ہے جیسے ہر آدمی کو یقین ہے کہ میں نے مرنا ہے لیکن کس وقت مرنا ہے یہ رب تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی عین وقت وفات کا نہیں بتلایا گیا آپ ﷺ نے قرینے سے فرمایا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرا آخری سال ہے۔ پوچھا گیا حضرت! آپ کو رب تعالیٰ کی طرف سے اطلاع آئی ہے؟ فرمایا نہیں موت کی اطلاع رب کسی کو نہیں دیتا میں قرینے سے سمجھا ہوں وہ اس طرح کہ جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ رمضان میں قرآن کا ایک دور کرتے تھے اور اس رمضان میں دو دفعہ دور کیا ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے اس قرینے سے میں سمجھا ہوں۔ دو دفعہ دور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک میں کوئی کمی نہ رہے۔ تو فرمایا ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ دوبارہ کب کھڑے کئے جائیں گے یہ مشکل کشا کس طرح بن گئے؟ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ پس وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ ان کے دل منکر ہیں توحید سے وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ اور وہ تکبر کرتے ہیں۔

تکبر اور تجمل کا فرق :

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی

تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضرت! ہم تو سب تکبر میں مبتلا ہیں کیونکہ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا اس کا لباس اچھا ہو شَعْرُہٗ حَسَنٌ بال اس کے اچھے ہوں کہ پٹے رکھے ہوئے ہوں، تیل لگایا ہوا ہو کنگھی کی ہوئی ہو اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ نَعْلُہٗ حَسَنٌ کہ اس کا جوتا اچھا ہو۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تکبر نہیں ہے یہ تو تجمّل ہے یعنی خوبصورتی اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ شرعی دائرے میں رہ کر اچھا لباس پہننا اپنی حیثیت کے مطابق لباس پہننا اس پر تو رب راضی اور خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہونا چاہئے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اچھا لباس دیا ہے۔ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کپڑے اس کے پھٹے پرانے تھے اور سر کے بال بکھرے ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے اتنی توفیق نہیں ہے کہ صابن لے کر کپڑے دھولے سر کے بالوں میں کنگھی کر لے۔ اس نے کہا حضرت میرے پاس اتنے اونٹ ہیں اتنی بھیڑ بکریاں ہیں اتنے نوکر ہیں اتنا میرا کاروبار وسیع ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے تجھے اتنا کچھ دیا ہے تو اس کی نعمت کا اثر تیرے بدن پر ظاہر ہونا چاہئے۔ تو اچھے لباس کا نام تکبر نہیں ہے تکبر نام ہے بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ حق کی بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

فرمایا لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس چیز کو جس کو وہ چھپاتے ہیں اور جس چیز کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا تکبر کرنے والوں سے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ ''جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کیلئے اللہ تعالیٰ اس کے درجے بلند کرتے ہیں۔'' تواضع کا مطلب یہ ہے کہ

دوسرے کا ادب کرے احترام کرے اپنے سے بہتر سمجھے مَنْ تَجَبَّرَ تَکَبَّرَ ''جس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اس نے تکبر کیا۔'' وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جس وقت ان کو کہا جاتا ہے مَّا ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ کیا کچھ نازل کیا ہے تمہارے رب نے قَالُوْٓا کہتے ہیں اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ پہلے لوگوں کی کہانیاں۔ اَسَاطِیْرَ اُسْطُوْرَۃٌ کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے کہانی۔ ظالموں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو قصے کہانیاں، ناول کہہ کر ٹھکرا دیا۔ بیشک قرآن میں نیک لوگوں کے قصے بھی ہیں اور برے لوگوں کے قصے بھی ہیں لیکن وہ قصے اس لئے ہیں فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ [اعراف:۱۷۶] ''پس آپ واقعات بیان کریں تاکہ لوگ غور و فکر کریں'' کہ نیکوں کا یہ انجام ہوا اور بروں کا یہ انجام ہوا۔ یہ قصے کہانیاں عبرت حاصل کرنے کیلئے ہیں۔ فرمایا ان کی باتوں کا نتیجہ کیا ہوگا لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً تاکہ وہ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے پورے۔ اَوْزَار وِزْرٌ کی جمع ہے۔ وِزْرٌ کا معنیٰ ہے بوجھ۔

ساری مہنگائی بڑے لیڈروں کی وجہ سے ہے :

وزیر کا لفظی معنیٰ ہے بوجھ اٹھانے والا، پہلے زمانے میں وزیر کو وزیر اس لئے کہتے تھے کہ وہ قوم کی خدمت کا بوجھ اٹھاتا تھا، قوم کی ہمدردی اور غمخواری کا بوجھ اٹھاتا تھا اور آجکل کے وزیر قوم کی رقموں کا بوجھ اٹھا کر بیرون ممالک میں جمع کراتے ہیں اور دوسرے پیچھے تلاش کرتے پھرتے ہیں کہ کس کس بنک میں جمع کرائے ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ ساری رقوم جو اربوں ڈالر ہیں واپس آجائیں تو نہ بجلی مہنگی ہو اور نہ گیس مہنگی ہو اور ان شاء اللہ ٹیکس لگانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی حکومت سرمارتی رہے گی اور ہوگا کچھ بھی نہیں ان سے اور نہ آئندہ آنے والوں سے بلکہ اب تو مزید خدشات پیدا ہو گئے ہیں کہ

آئین سے اسلامیہ جمہوریہ کا لفظ نکال دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے مکمل نام تھا اسلامی جمہوریہ پاکستان اوراب ہے جمہوریہ پاکستان ۔ختم نبوت کے منکروں پر پابندی کے لفظ بھی نکال دیئے ہیں اب قادیانی کھلے طور پر تبلیغ کرتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ملک اسلامی نہیں ہے ہم جو چاہیں کریں، بڑے خطرے کی بات ہے اس سے علماء بڑے پریشان ہیں اب علماء کرام کی ایک میٹنگ ہونے والی ہے اس بات پر کہ مطالبہ کرو کہ ختم نبوۃ کی دفعات کو برقرار رکھا جائے۔ بڑی پریشان کن بات ہے کہ گورنر سندھ نے کہا ہے کہ تم اپنی حفاظت خود کرو حکومت تمہاری حفاظت نہیں کرسکتی اور اسلحہ پر بھی پابندی ہے۔ الٹی منطق سمجھ نہیں آرہی محض کلنٹن کو راضی کرنے کیلئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ تو فرمایا تاکہ وہ اپنے بوجھ اٹھائیں پورے پورے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ اور کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ جن کو یہ گمراہ کرتے ہیں علم کے بغیر ان کا بوجھ بھی ان کے سر پر ہوگا اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ خبردار برا ہے وہ بوجھ جس کو وہ اٹھائیں گے۔ اپنا بوجھ بھی ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا بوجھ بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان پر غضب نازل فرمائے گا اور سخت گرفت ہوگی۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

قَدْ مَكَرَ تحقیق تدبیر کی اَلَّذِيْنَ ان لوگوں نے مِنْ قَبْلِهِمْ جوان سے پہلے گذرے ہیں فَاَتَى اللّٰهُ پس حکم آیا اللہ تعالیٰ کا بُنْيَانَهُمْ ان کی عمارت پر مِّنَ الْقَوَاعِدِ اس کی بنیادوں سے فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ پس گر پڑی ان پر چھت مِنْ فَوْقِهِمْ ان کے اوپر سے وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ اور آیا ان پر عذاب مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ جہاں سے شعور بھی نہیں رکھتے تھے ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پھر قیامت والے دن يُخْزِيْهِمْ اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا وَيَقُوْلُ اور کہے گا اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ کہاں ہیں میرے وہ شریک كُنْتُمْ کہ تھے تم تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ جھگڑا کرتے ان کے بارے میں قَالَ الَّذِيْنَ کہیں گے وہ لوگ اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو علم دیا گیا اِنَّ الْخِزْيَ بیشک رسوائی الْيَوْمَ آج کے دن وَالسُّوْٓءَ اور برائی عَلَى

الْکٰفِرِیْنَ کفر کرنے والوں پر ہے اَلَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں فَاَلْقَوُا السَّلَمَ پس ڈالیں گے وہ صلح کی بات کہیں گے مَا کُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ نہیں تھے ہم کرتے کوئی برائی بَلٰٓی کیوں نہیں اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو کچھ تم کرتے تھے فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ پس داخل ہو جہنم کے دروازوں میں خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ہمیشہ رہو گے اس میں فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ پس برا ہے ٹھکانہ تکبر کرنے والوں کا۔

کافروں کے منصوبے اللہ تعالیٰ خاک میں ملا دیتے ہیں:

قَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی ایک تفسیر تفسیروں میں یہ مذکور ہے کہ کافروں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کیخلاف منصوبے کی جو عمارت کھڑی کی پروگرام اور منصوبہ بنایا تھا کہ ہم پیغمبروں کی تعلیم مٹا کر دم لیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ نہ پیغمبروں کا پتہ بگاڑ سکے اور نہ ان کی تعلیم توحید کو مٹا سکے اور نہ اہل حق کو بالکل ختم کر سکے۔ تو اس آیت کریمہ میں جس عمارت کا ذکر ہے اس سے ظاہری عمارت مراد نہیں ہے بلکہ ان کے منصوبوں کی عمارت مراد ہے کہ انہوں نے جو منصوبے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو خاک میں ملا دیا۔

اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ حقیقتاً عمارت بنائی تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ وہ اس طرح کہ بابل شہر تھا عراق میں اور آج بھی ہے جس کا ذکر قرآن

کریم کے پہلے پارے میں ہے بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ۔اس بابل شہر میں نمرود ابن کنعان نے بہت بڑا محل بنایا تھا کہ اس کے نیچے بے شمار مخلوق آسکتی تھی اس محل کے مختلف حصے تھے کسی جگہ شراب خانہ کسی جگہ ناچ گھر اور کوئی جگہ تاش کھیلنے کیلئے اور کوئی جگہ خواہش کی تکمیل کیلئے کہ اس جگہ بدمعاشیاں ہوتی تھیں کسی جگہ کچھ ہوتا تھا اور کسی جگہ کچھ ہوتا تھا۔تو خیر بہت بڑا محل تھا ایک دن اس محل میں ان کا کوئی خاص پروگرام تھا کہ اس میں بدمعاشیاں ہونی تھیں لوگ جمع ہوئے۔کچھ شراب پی رہے ہیں، کچھ ناچ رہے ہیں، کوئی بدمعاشی کر رہے تھے جس طرح آج کل لوگ بسنت کا تہوار مناتے ہیں جو کہ خالص ہندوؤں کی رسم ہے تو یہ ہندوؤں کی رسمیں بھی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلواتے ہیں اور پھر اخبارات میں اس کے جواز پر دلائل بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ ہماری خوشی کا دن ہے۔بھئی سوال یہ ہے کہ تم خوشی کافروں کے طریقے کے مطابق کیوں مناتے ہو؟ منانی بھی ہے تو مسلمانوں کے طریقے کے مطابق مناؤ یہ جو تم لاکھوں کروڑوں روپے ڈور اور پتنگ پر ضائع کرتے ہو میں کہتا ہوں کہ اس سے تو پانچ سات مدارس قائم ہو سکتے ہیں۔آج وعدہ کرو کہ ہم نہ پتنگ اڑائیں گے اور نہ اڑانے دیں گے بچوں کے شور سے مت گھبراؤ بلکہ ان کی ذہن سازی کرو اور یہ سب سے بڑا فریضہ عورتوں کا ہے اگر عورتیں مضبوط ہو جائیں اور بچوں کے سامنے کمزوری نہ دکھائیں تو ان شاء اللہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ہندوؤں کی رسمیں منا کر تم کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟ یہ فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں سورت بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۷ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ''بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔'' پیسے دیکر اولاد کو شیطانوں کا بھائی بناتے ہیں بڑی نادانی کی بات ہے۔تو ایسا ہی ان کا

اجتماعی پروگرام تھا وہ اپنی خوشیوں میں لگے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مکان گرا وہ سب تباہ ہو گئے اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تحقیق تدبیر کی ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گذرے ہیں تدبیریں کیں حق کے خلاف فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ پس اللہ تعالیٰ کا حکم آیا ان کی عمارت پر مِنَ الْقَوَاعِدِ بنیادوں سے فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ پس گر پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے۔ ان کو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ اتنا مضبوط محل کبھی گرے گا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ گرا اور سب کے سب تباہ ہو گئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا مشکل ہے۔ تم پڑھ چکے ہو کہ صالح علیہ السلام کی قوم نے بڑی بڑی چٹانوں کو تراش کر مکان بنائے تا کہ زلزلوں سے تباہ نہ ہوں کیونکہ ان سے پہلے لوگ زلزلوں سے تباہ ہوئے تھے کہ زلزلہ آتا تھا دیوار الگ اور چھت الگ ہو جاتی تھی اور ہم ایک ہی چٹان میں سب کچھ بنائیں گے تو کیا چرے گا، کیا دراڑیں پڑیں گی اور کیا الگ ہو گا مگر جب رب تعالیٰ کا عذاب آیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراؤنی چیخ ماری اور ساتھ زلزلہ آیا ایک شخص بھی ان میں سے زندہ نہ رہا مکان تو ان کے اب تک کھڑے ہیں مگر مکین کوئی نہیں ہے وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ اور آیا ان پر عذاب مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ جہاں سے شعور بھی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی مضبوط عمارت گرے گی یہ تو دنیا کی سزا تھی ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ پھر قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ قیامت کا عذاب علیحدہ ہے وَيَقُوْلُ اور کہے گا رب تعالیٰ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ تھے تم جھگڑا کرتے ان کے بارے میں اہل حق کیساتھ اور کہتے تھے یہ ہمارے کارساز ہیں مشکل کشا ہیں ان کو ذرا میدان میں لاؤ کہ پتہ چلے کہ ان میں اللہ ہونے کی کونسی صفت ہے؟

مشرک تو خاموش رہیں گے قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کہیں گے وہ لوگ جن کو علم دیا گیا اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ بیشک رسوائی آج کے دن وَالسُّوْٓءَ اور برائی عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر ہے۔ مشرک تو خاموش رہیں گے اہل حق بولیں گے جن میں پیغمبر ہونگے، صحابہؓ ہونگے، اولیاء اللہ ہونگے یہ کہیں گے کہ آج کے دن رسوائی کافروں پر پڑے گی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کیساتھ دوسروں کو شریک بنایا اور ان سے حاجتیں مانگتے تھے وہ آج ذلیل ہونگے۔ یہ ذلیل ہونے والے کون ہیں؟ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وہ لوگ ہیں جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

فرشتے کے جان نکالنے کا منظر :

جب فرشتے جان نکالنے کیلئے آتے ہیں تو بڑا عجیب منظر ہوتا ہے مرنے والے کو سب کچھ نظر آتا ہے اور کسی کو کچھ نظر نہیں آتا ملک الموت سامنے ہوتا ہے اور اس کے پیچھے اٹھارہ فرشتوں کی لائن ہوتی ہے یہ کسی کو نظر نہیں آتے، نہ مرنے والے کے والد کو، نہ ماں کو، نہ حکیم کو، نہ ڈاکٹر کو، نہ عزیز رشتہ داروں کو، مرنے والے کو نظر آتے ہیں۔ مرنے والا اگر کافر ہے تو اس کو فرشتہ کہتا ہے اپنی جان ہمارے حوالے کر و رب تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے وہ منتیں کرنے لگ جاتا ہے لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ [منافقون: ۱۰] ''اے میرے رب کیوں نہیں تو نے مجھے مہلت دی تھوڑی سی مدت تک تا کہ میں صدقہ کرتا اور ہو جاتا نیکوں میں سے۔'' اور قانون یہ ہے وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ''اور اللہ تعالیٰ ہرگز مؤخر نہیں کرتا کسی جان کو جب اسکی موت کا وعدہ آ گیا'' ایک لحہ کی بھی مہلت نہیں ملتی پھر اس کی روح بدن میں چھپتی ہے اور فرشتے اس کی پٹائی کر کے روح نکالتے ہیں بد بودار ٹاٹ اور کفن ہوتے ہیں ان میں لپیٹتے ہیں اور

اسکوآسمان تک پہنچاتے ہیں تو لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ [اعراف:۴۰] ''نہیں کھولے جائیں گے ان کیلئے آسمان کے دروازے۔'' آسمان والے فرشتے کہتے ہیں یہ بدبو کہاں سے لائے ہو ان مرداروں کو واپس لے جاؤ۔ پھر ساتویں زمین کے نیچے تجین ایک مقام ہے وہ دفتر ہے برے لوگوں کا تو وہاں لے جا کر اس کا اندراج کیا جاتا ہے۔ تو فرمایا فرشتے جب جان نکالتے ہیں تو وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں فَاَلْقَوُا السَّلَمَ پس ڈالیں گے وہ صلح کی بات کہتے ہیں مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْءٍ نہیں تھے ہم کرتے کوئی برائی۔ اور سورت انعام آیت نمبر ۲۳ میں ہے مشرک کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ''قسم ہے اللہ کی ہے جو ہمارا پروردگار ہے نہیں ہم شرک کرنے والوں میں سے۔'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ ''دیکھو کیسے جھوٹ بول رہے ہیں اپنی جانوں پر۔''

مشرک سے بڑھ کر کوئی بے حیا نہیں :

مشرک ایسا بے حیا ہے کہ قیامت والے دن سچے رب کے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئے گا۔ وہ قیامت والا دن کہ جہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا جواب ملے گا بَلٰى کیوں نہیں بُرے کام کرتے رہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔ ساری زندگی تمہاری برائی میں گزری، گناہوں میں گذری، رب تعالیٰ کی نافرمانی میں گذری اور اب کہتے ہو کہ ہم نے کوئی برائی نہیں کی۔ سب کچھ رب تعالیٰ کے سامنے ہے اب اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ پس داخل ہو جاؤ تم جہنم کے دروازوں میں۔ جس وقت میت کو قبر میں پہنچایا جاتا ہے اور منکر نکیر سوال جواب کرتے ہیں اور اس کا انجام اس کے سامنے

ہوتا ہے تو شور کرتا ہے پھر اس پر فرشتے مسلط کئے جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ فرشتے آنکھوں سے اندھے اور کانوں سے بہرے ہوتے ہیں اور ان کو ایسے ہتھوڑے دیئے جاتے ہیں کہ اگر ایک ہتھوڑا دنیا کے کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے اگر قبر والے کو مارنا مقصود ہو تو ایک ہتھوڑا ہی کافی ہے مگر وہ سزا کون بھگتے گا تو اس ہتھوڑے کیساتھ وہ فرشتے اسکو مارتے ہیں اور اندھے ہوتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ کہاں لگ رہی ہے اور بہرے ہوتے ہیں چیخ پکار بھی نہیں سنتے اور اللہ تعالیٰ بچائے ننانوے ننانوے اژدھا بعض مجرموں کو چمٹے ہونگے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر ایک اژدھا یہاں سانس لے لے تو ساری سبز چیزیں خشک ہو جائیں فرشتوں کی پٹائی علیحدہ ہے۔ خچر کے برابر بچھو ہونگے اگر ایک ڈنگ ماریں تو ساری عمر اس کی جلن ختم نہ ہو۔ آگ کا عذاب علیحدہ ہوگا وہاں واویلا کام نہیں آئے گا اب کرلو جو کچھ کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے سمجھ دی ہے جو کام کرنے والے ہیں کرو اور جو چھوڑنے والے ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔ تو کافروں کو حکم ہوگا داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہیں گے اس دوزخ میں فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ پس البتہ برا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کا۔ جو حق کو ٹھکراتے تھے ان کا یہ ٹھکانہ ہے۔ کل انشاءاللہ مومنوں کی وفات کا ذکر آئے گا۔

وَقِيلَ

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣١﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٤﴾ ع

وَقِيلَ اور کہا گیا لِلَّذِينَ ان لوگوں کو اتَّقَوْا جو رب سے ڈرتے رہے مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ کیا کچھ نازل کیا ہے تمہارے پروردگار نے قَالُوا خَيْرًا وہ کہتے ہیں خیر نازل کی ہے لِلَّذِينَ ان لوگوں کیلئے أَحْسَنُوا جنہوں نے نیکی کی فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا اس دنیا کی زندگی میں حَسَنَةٌ بھلائی ہے وَلَدَارُ الْآخِرَةِ اور البتہ آخرت کا گھر خَيْرٌ بہت ہی بہتر ہے وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ اور البتہ اچھا ہے گھر پرہیزگاروں کا جَنَّاتُ عَدْنٍ وہ باغات ہیں ہمیشہ کے يَدْخُلُونَهَا داخل

جلدی پہنچاؤ اسکی اس بات کو ہم تم نہیں سنتے کیونکہ ہمارا ایمان، ایمان بالغیب ہے۔ اور اگر دوسری قسم کا ہے تو شور مچاتا ہے کہتا ہے اَیْنَ تَذْهَبُوْنِیْ تم مجھے کہاں لے جارہے ہو؟

تو ملک الموت نیک آدمی کو سلام کرتا ہے اور جنت کی خوشخبری سناتا ہے اور جنت کی کوٹھی دکھاتا ہے کہ یہاں تو نے جانا ہے۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل ہو جاؤ جنت میں بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس لئے کہ تم نے اچھے عمل کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا :

اعمال جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں اور علت اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت جابرؓ سے روایات ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے عمل کے زور پر جنت میں نہیں جاسکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل نہ ہو۔ مولانا شبیر احمد عثمانی جنہوں نے مغربی پاکستان میں جھنڈا لہرایا تھا سمجھانے کیلئے فرماتے ہیں کہ گاڑی کا انجن ہوتا ہے اس پر ڈرائیور اور دو تین اس کے معاونین ہوتے ہیں لیکن اختیار سارا ڈرائیور کے پاس ہوتا ہے وہی چلاتا ہے وہی روکتا ہے مگر ڈرائیور گاڑی اس وقت تک نہیں چلا سکتا جب تک گارڈ سبز جھنڈی نہ لہرائے۔ فرماتے ہیں عمل انجن ہے مگر جب تک رب تعالیٰ کے فضل و کرم کی رحمت کی جھنڈی نہیں لہرائی جائے گی گاڑی نہیں چلے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہوگا تو بات بنے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا حضرت! ہمارے اعمال تو کچھ نہیں، کیا آپ بھی اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں نہیں جائیں گے اور بارہا سن چکے ہو کہ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ امت کے سب اعمال ایک طرف اور آپ کا ایک عمل ایک طرف مقابلہ نہیں کرسکتے آپ کے اعمال بھاری ہیں۔ آپ نے اپنے سر مبارک پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ

بِفَضْلٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٍ میں بھی اپنے اعمال کی بنا پر نہیں جا سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ کر لے جائے گا۔ تو اعمال سبب ہیں علت اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ تو آدمی کو جب قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو فرشتے سوال کرتے ہیں نیک بندہ جب صحیح جواب دے دیتا ہے تو اس کے پاس ایک بڑا خوبصورت آدمی آجاتا ہے اس کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو آ رہی ہوتی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے پہلے تیرے جیسا آدمی نہیں دیکھا تم کون ہو کہاں سے آگئے ہو؟ وہ ہنس کر کہتا ہے اَمَا تَعْرِفُنِیْ کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ یہ کہتا ہے نہیں! میں نے تیرے جیسا خوبصورت کہ جس کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو آتی ہو نہیں دیکھا۔ وہ کہتا ہے اَنَا عَمَلُکَ الصَّالِحُ میں تیرا نیک عمل ہوں اور میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ اور اگر برا آدمی ہے تو کَرِیْهُ الْمَنْظَرِ بڑا بدصورت بدبودار لباس والا آجاتا ہے اس کو دیکھ کر اسے تکلیف ہوتی ہے اور کہتا ہے تم کہاں سے آگئے ہو میں تو پہلے ہی تکلیف میں ہوں تیری وجہ سے تکلیف اور زیادہ ہوگئی ہے۔ وہ کہتا ہے تم مجھے نہیں پہچانتے میں تیرا برا عمل ہوں اور تیرے ساتھ رہوں گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بتا دیا ہے کہ کیا ہونے والا ہے آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے سب کچھ سامنے آجائے گا آج وقت ہے تیاری کر لو کل کچھ نہیں کر سکو گے اب تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هَلْ یَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے یہ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے عذاب لے کر اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّکَ یا آئے تیرے رب کا کوئی حکم قیامت برپا ہو جائے یا اس سے پہلے عذاب کی کوئی اور صورت ہو حق کی بات ہم نے واضح کر دی ہے اب تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو اور یہی ضد ہے اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔

وَلَا مَمْنُوْعَةٌ ''نہ وہ ختم ہونگے اور نہ کوئی رکاوٹ ہوگی۔'' نہ وہاں گرمی ہوگی نہ سردی ہو گی، نہ مکھی نہ مچھر، نہ کوئی دکھ نہ تکلیف......

بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد
کسے را باکسے کارے نہ باشد

''جنت وہ جگہ ہے جہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور کسی کو کسی کیساتھ کوئی کام نہیں ہوگا۔'' کوئی کسی کا محتاج نہیں ہوگا دلوں کو رب شیشے کی طرح صاف کر دے گا کہ کسی کیخلاف برا جذبہ نہیں ہوگا۔ آج تو حال یہ ہے کہ والدین کے خلاف، اولاد کیخلاف، بہن بھائیوں کیخلاف برے جذبات ہیں بغض کینہ ہے وہاں کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں ہوگا لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا [واقعہ:۲۵] ''نہیں سنیں گے اس میں کوئی بیہودہ بات اور نہ کوئی گناہ کی بات۔'' یَدْخُلُوْنَهَا داخل ہونگے وہ ان باغوں میں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہونگی ان کے نیچے نہریں لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ جنتیوں کیلئے ہوگا ان جنتوں میں جو کچھ وہ چاہیں گے بس ارادہ اور تصور کرنے کی دیر ہوگی اور وہ چیز سامنے آ جائے گی۔ احادیث میں موجود ہے اور قرآن پاک بھی اس کی شہادت دیتا ہے کہ مثلاً ایک درخت ہے بہت بلند اور اس پر پھل لگا ہوا ہے وہ میں نے کھانا ہے تو بس یہ ارادہ کرے گا اور وہ ٹہنی فوراً جھک جائے گی قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ [سورۃ الحاقہ] کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہیں پیش آئے گی نہ درخت پر چڑھنے کی ضرورت پیش آئے گی اور اگر لیٹا ہوا ہے تو اٹھ کر بیٹھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ پھل سامنے آ جائے گا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ جنت کیا ہوگی؟ یوں سمجھو کہ ایک چھوٹی خدائی ہوگی جیسے رب تعالیٰ کسی شے کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ فوراً ہو جاتا ہے اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ

یَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ''بیشک حکم اس کا جب وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے بارے میں تو کہتا ہے اس کو ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے۔'' [یٰسین: ۸۲]

اور جنتیوں کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَھُمْ فِیْھَا مَا یَشَآءُ وْنَ جو چاہیں گے ملے گا۔ پرندے اڑتے ہوئے نظر آئیں گے یہ خیال کریگا کہ یہ میری خوراک بن جائیں اسی وقت بھنے ہوئے پلیٹ میں سامنے ہونگے اگر اڑنے کا ارادہ کریگا فوراً اُڑ پڑے گا اگر کسی دوست کو ملنے کا ارادہ کرے گا فوراً اسکے پاس پہنچ جائے گا اور اگر یہ چاہے گا کہ وہ میرے پاس آجائے تو وہ آناً فاناً آجائیگا جو چاہیں گے ملے گا کَذٰلِکَ یَجْزِی اللّٰہُ الْمُتَّقِیْنَ اسی طرح بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو۔ پرہیزگاروں کی شان یہ ہے الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وہ پرہیزگار جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے طَیِّبِیْنَ وہ مرنے والے بڑے خوش ہوتے ہیں یَقُوْلُوْنَ فرشتے کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ سلام ہو تم پر۔

فرشتے مرنے والے کو نظر آتے ہیں:

یہاں پر ابوسعود وغیرہ تفسیروں میں لکھا ہے کہ ملک الموت جب آتا ہے تو مرنے والے کو نظر آتا ہے اگر وہ مومن ہے تو اس کی جنت والی کوٹھی اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے اب یہاں جانا ہے وہاں کی راحت، آرام اور آسائش دیکھ کر وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی وہاں پہنچاؤ۔ اسی لئے احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کے دفن کرنے میں تاخیر نہ کرو۔ اگر نیک آدمی ہے تو راحتوں سے فائدہ اٹھائے گا اور اگر دوسری قسم کا ہے تو فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ ایک بلا ہے اسکو اپنی گردنوں سے اتارو۔ اس بلا سے تمہاری جان چھوٹ جائے۔ اور بخاری شریف کی روایت میں ہے نیک میت جب چارپائی پر پڑی ہوتی ہے تو کہتی ہے قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ مجھے جلدی پہنچاؤ مجھے

ہونگے وہ ان میں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہونگی ان کے نیچے نہریں
لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ان کیلئے ہوگا جنتوں میں جو وہ چاہیں گے كَذٰلِكَ اسی
طرح يَجْزِى اللّٰهُ بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ الْمُتَّقِيْنَ پرہیزگاروں کو الَّذِيْنَ وہ
متقین تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے طَيِّبِيْنَ اس حال میں
کہ وہ خوش ہوتے ہیں يَقُوْلُوْنَ وہ فرشتے کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ سلام ہو تم پر
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل ہو جاؤ جنت میں بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بسبب اس کے جو تم
اچھے عمل کرتے تھے هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے یہ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ یا آئے
تیرے رب کا کوئی حکم كَذٰلِكَ اسی طرح فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کیا ان لوگوں
نے جو ان سے پہلے تھے وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر يَظْلِمُوْنَ ظلم کرتے
فَاَصَابَهُمْ پس پہنچی ان کو سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وہ برائیاں جو انہوں نے کی تھیں
وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیر لیا ان کو مَّا اس چیز نے كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ تھے وہ جس
کیساتھ مذاق کرتے۔

اس سے پہلے رکوع میں تھا کہ جب متکبرین سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے
کیا نازل کیا ہے؟ یعنی جب کوئی سورتیں اور آیات نازل ہوتیں اور یہ سنتے اور پھر ان سے
پوچھا جاتا کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو کہتے اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں کی
کہانیاں نازل کی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی قدر و منزلت گھٹانے کیلئے کہتے تھے پہلے

لوگوں کی کہانیاں ہیں قصے ہیں اور کیا ہے۔

متقیوں کا اعتقاد قرآن کے بارے میں :

ان کے مقابلے میں جب متقیوں سے یہی سوال کیا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں، اس کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقِيلَ اور کہا گیا لِلَّذِينَ اتَّقَوْا ان لوگوں سے جو رب سے ڈرتے ہیں ان سے پوچھا گیا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے قَالُوْا خَيْرًا وہ کہتے ہیں خیر نازل کی ہے۔ جو نازل کیا ہے وہ بہت ہی بہتر ہے۔ متکبرین نے تو کہا کہ قصے کہانیاں ہیں اور اللہ کے بندوں نے کہا بہت بہتر نازل کیا ہے۔ فرمایا لِلَّذِينَ اَحْسَنُوْا ان لوگوں کیلئے جنہوں نے نیکی کی فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ اس دنیا کی زندگی میں بھلائی ہوگی یعنی ان کی دنیا کی زندگی ایسی پاکیزہ ہوگی کہ نیکیاں کریں گے گناہوں سے بچیں گے ان کا جتنا وقت گذرے گا اللہ تعالیٰ کے احکامات کرنے میں گذرے گا نیکی کریں گے مزید نیکی کی توفیق ملے گی تو دنیا کی زندگی پاکیزہ اور صاف ہوگی وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ اور البتہ اچھا ہے گھر پرہیزگاروں کا وہ گھر کونسا ہے جَنّٰتُ عَدْنٍ وہ باغات ہیں ہمیشہ کے لئے۔

جنت کی موجیں :

دنیا کے باغوں میں موسم کے مطابق پھل ہوتے ہیں موسم گیا پھل بھی گیا لیکن جنت کے باغوں کے پھل ہمیشہ ہونگے جونہی کوئی پھل توڑے گا دوسرا فوراً لگ جائے گا تو وہ پھل کبھی ختم نہیں ہوگا اور دنیا کے پھلوں کی لوگ حفاظت کرتے ہیں نگرانی کرتے ہیں روکتے ہیں وہاں کسی کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ سورت واقعہ میں ہے لَا مَقْطُوْعَةٍ

انہوں نے بھی ضد کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے مرضی کے معجزے مانگے ان کی منہ مانگی مرادیں سامنے آئیں مگر پھر بھی تسلیم نہ کیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی بیماریاں :

حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں آتا ہے یہ مدین والوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے یہ بڑا مشہور شہر اور بین الاقوامی منڈی تھی ہزار ہا میل سے لوگ یہاں آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو تبلیغ کی توحید سمجھائی ناپ تول میں کمی سے منع کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو اس وقت مانیں گے کہ یہ ہمارے بت بول کر کہیں کہ شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں جو کچھ بیان کرتے ہیں حق ہے رب تعالیٰ نے ان بتوں کو بلوایا اور بتوں نے کہا کہ حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ وہ اپنے بتوں کیخلاف ہوگئے کہ تم بھی شعیب (علیہ السلام) کیساتھ مل گئے ہو۔ اب اس ضد کا دنیا میں کیا علاج ہے؟ تو فرمایا اسی طرح انہوں نے بھی ضد کی جو ان سے پہلے تھے۔ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے، ان پر عذاب نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کیساتھ کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ وہ ان کی کاروائیوں کے بدلے میں آیا ہے فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا پس پہنچی ان کو وہ برائیاں جو انہوں نے کی تھیں۔ کسی پر پتھر برسائے، کسی پر زلزلہ آیا، کسی کو پانی میں ڈبویا، کسی پر کوئی اور کسی پر کوئی عذاب آیا۔ یہ ان کے وہی عمل تھے جو انہوں نے کئے تھے وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیر لیا ان کو مَّا اس چیز نے كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ تھے وہ جس کیساتھ مذاق کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر دھمکی دیتے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو ورنہ تم پر

عذاب آئے گا تو کہتے فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ.

[ہود:۳۲،اعراف:۷۰]

''پس لاؤ ہمارے سامنے جس چیز کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر ہو تم سچے۔'' پھر وہی عذاب ان پر آیا اور دنیا میں بھی برباد ہوئے اور آخرت میں بھی برباد۔ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے بچائے اور گناہوں سے بھی بچائے اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

کروایا اُعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ’’عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود مشکل کشا نہیں ہے۔‘‘ تو کہتے ہیں نَحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا ہم بھی اور نہ ہمارے باپ دادا غیر اللہ کی عبادت کرتے وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ اور نہ ہم حرام کرتے اس کے حکم کے علاوہ کسی شے کو، وہ خود کراتا ہے اور ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے اجمالی جواب دیا کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔ وہ بھی کہتے تھے کہ ہم شرک اللہ تعالیٰ کی مرضی سے کرتے ہیں اگر رب چاہتا تو نہ کرتے۔ آگے تفصیل ہے۔ فرمایا فَھَلْ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ پس نہیں ہے رسولوں کے ذمے مگر بات پہنچانا کھول کر۔ اگر رب راضی ہوتا تو پیغمبر کیوں بھیجتا؟ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسی لئے بھیجے ہیں کہ تم شرک نہ کرو کفر نہ کرو برائی نہ کرو رب تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر منع کیا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں رسول۔ ان رسولوں کا سبق یہاں سے شروع ہوا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ یہ کہ تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور طاغوت سے بچو۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو منع کیا ہے پیغمبر بھیجے کتابیں نازل کیں عقل سلیم عطا فرمائی مگر دنیا میں خاموش کوئی نہیں رہتا باطل سے باطل چیز کیلئے بھی کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک مشہور کہاوت ہے کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔ پدّی چھوٹا سا جانور ہے چڑی کی طرح، یہ روڑی پر بیٹھا اس کی ٹانگ دھاگوں کیساتھ الجھ گئی، اُڑتی پھڑ پھڑا کر گر جاتی بڑا زور لگایا لیکن خلاصی نہ ہوئی دھاگہ مضبوط تھا اور نیچے کی مضبوط شے کیساتھ اڑا ہوا تھا وہ نہ ٹوٹا۔ کوے نے پوچھا خالہ کیا بات ہے مقصد یہ تھا کہ کہے گی میں پھنسی ہوئی ہوں میں دھاگے کاٹ کے چھڑا دونگا، مگر پدی نے کہا کہ میں زمین تول رہی ہوں۔ بھئی ٹانگ تو دھاگے سے چھڑا نہیں سکتی زمین کیسے تول رہی ہے؟ مگر

دنیا میں خاموش کوئی نہیں رہتا اپنی غلط سے غلط بات پر بھی کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے تو تمہیں پیغمبروں کے ذریعے کفر شرک سے منع کیا ہے، جادو ٹونے سے منع کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ شیطان کی بات نہ مانو، برائیاں نہ کرو، شراب نہ پیو، بدمعاشی نہ کرو فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ پس ان میں سے وہ بھی تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ ہدایت کن کو دی؟ تم تیرہویں پارے میں پڑھ چکے ہو وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ اور ان میں سے وہ بھی تھے جن پر گمراہی لازم ہو چکی اور گمراہی کن پر لازم کرتا ہے؟ يُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِيۡنَ [مومن: ۷۴] "گمراہ کرتا ہے کافروں کو جو کفر پر ضد کرتے ہیں۔" فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ پس سیر کرو تم زمین میں فَانۡظُرُوۡا پس دیکھو كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ کیسے انجام ہوا ان لوگوں کا جو جھٹلانے والے تھے رب کی توحید کو، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو، کیا حشر ہوا ان کا۔ سیر و سیاحت اس ارادے سے کرنی ہے کہ مجرم قوموں کے حالات دیکھنے ہیں رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھنی ہیں کہ رب نے پہاڑ کیسے پیدا فرمائے، دریا پیدا کئے، نہریں چلائیں، درخت کیسے کیسے پیدا فرمائے۔ اس ارادے سے سیاحت کرو گے تو جو خرچ کرو گے اس پر ثواب ملے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھنی ہیں۔

طالب حق اور غیر طالب حق کا حال :

آگے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں اِنۡ تَحۡرِصۡ عَلٰى هُدٰٮهُمۡ اگر آپ حرص کریں ان کی ہدایت پر فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّضِلُّ پس بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا جس کو گمراہ کرتا ہے اور گمراہ اس کو کرتا ہے جو کفر پر مصر ہو، اڑا ہوا ہو اور ہدایت کا طالب نہ ہو۔ میں نے بات سمجھانے کیلئے کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ ٹونٹی ہے، اگر

قَوْلُنَا ہماری بات لِشَیْءٍ کسی چیز کے بارے میں اِذَآ اَرَدْنٰہُ جب ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا اَنْ نَّقُوْلَ یہ کہ ہم کہتے ہیں لَہٗ اس کو کُنْ ہو جا فَیَکُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے۔

شرک کے جواز پر مشرکین کا شوشہ :

مشرکوں نے اپنے شرک کے جواز پر یہ شوشہ چھوڑا وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے شرک کیا لَوْشَآءَ اللّٰہُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم نہ عبادت کرتے اس کے علاوہ کسی چیز کی۔ مطلب یہ ہے کہ ہم جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے روکا کیوں نہیں ہے اور اس کا نہ روکنا اس کے راضی ہونے کی دلیل ہے۔ اسی طرح مشرکوں نے بعض جانوروں کو اپنی مرضی سے حلال اور بعض کو حرام کر رکھا تھا جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے ساتویں پارے میں فرمائی ہے مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ ''نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ۔'' بخاری شریف میں رئیس التابعین حضرت سعید بن مسیب بحیرہ کی تعریف کرتے ہیں کہ بحیرہ اس مادہ جانور کو کہتے ہیں کہ مشرکین جس کا دودھ بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے کہ اس کا دودھ کوئی شخص استعمال نہیں کر سکتا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا اور سَآئِبَہ اس جانور کو کہتے ہیں جو غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا جائے۔ جیسے گوجرانوالہ میں ایسی گائیں پھرتی ہیں جن کا کوئی مالک نہیں ہے۔ وہ مشرک قسم کے لوگوں نے اپنے پیروں کے نام پر چھوڑی ہوئی ہیں اور جاہل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ ان کو مت چھیڑو نقصان ہوگا۔ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے نام پر تقرب کیلئے کوئی بھی کام کرنا حرام ہے۔ اور وَصِیْلَۃ، یہ بھی مشرکین کی اپنی اختراع تھی۔ وَصِیْلَۃ

اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مسلسل مادہ بچے جنے اور درمیان میں کوئی نر بچہ نہ جنا ہو اس کو لات منات یا کسی بڑے بت کے نام پر وقف کر دیتے تھے پھر نہ اس کا دودھ پیتے تھے اور نہ کوئی اور کام اس سے لیتے تھے۔ اور حام اس نر کو کہتے تھے جس نے چند مرتبہ جفتی کر لی ہو بس وہ بھی غیر اللہ کے نام پر وقف ہو جاتا تھا۔ یہ سب کافروں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہوا تھا تو کہتے تھے کہ اگر یہ ناجائز ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں روکتا کیوں نہیں یہ ان کا شوشہ تھا۔ اب بات سمجھیں۔

منع کے دو طریقے :

روکنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے برائی کی طاقت سلب کر لیتے جیسے معصوم فرشتے ہیں کہ ان میں برائی کی طاقت ہی نہیں ہے تو پھر وہ انسان تو نہ ہوتے فرشتے ہوتے کیونکہ انسان اور جنات میں اللہ تعالیٰ نے نیکی بدی کی دونوں قوتیں رکھی ہیں فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا [سورۃ الشمس] "پس الہام کر دیا اس نفس کو اس کی نیکی اور بدی کا۔" اور دونوں راستے بھی بتا دیئے وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ [سورۃ البلد] "اور ہم نے راہنمائی کر دی انسان کو دونوں راستوں کی" کہ یہ راستہ خیر کا ہے اور یہ راستہ شر کا ہے جس پر تم چلو گے اس پر چلنے کی ہم تمہیں توفیق دے دیں گے۔ اب جس راستے پر کوئی چلنا چاہے چلے اس کے مطابق انجام ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح نہیں روکا۔ اور روکنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پیغمبروں کو بھیجتا اور وہ منع کرتے کہ غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے اور اپنی مرضی سے کسی شے کو حلال اور حرام ٹھہرانا جائز نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے اور ان کے ذریعے ان کو شرک سے روکا برائی سے روکا پھر یہ کس طرح کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے اعلان

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع

وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے اَشْرَكُوْا جنہوں نے شرک کیا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا مَا عَبَدْنَا ہم نہ عبادت کرتے مِنْ دُوْنِهٖ اس کے علاوہ مِنْ شَيْءٍ کسی چیز کی نَّحْنُ ہم بھی وَلَآ اٰبَآؤُنَا اور نہ ہمارے باپ دادا وَلَا حَرَّمْنَا اور نہ ہم حرام کرتے مِنْ دُوْنِهٖ اس کے علاوہ مِنْ شَيْءٍ کسی چیز کو كَذٰلِكَ اسی طرح فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے

تھے فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ پس نہیں ہے رسولوں کے ذمے اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ مگر بات پہنچانا ہے کھول کر وَلَقَدْ بَعَثْنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا ہر امت میں رسول اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یہ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ اور بچو تم طاغوت سے فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ پس ان میں سے وہ بھی تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ اور ان میں سے وہ بھی تھے جن پر گمراہی لازم ہو چکی فَسِيْرُوْا پس سیر کرو فِي الْاَرْضِ زمین میں فَانْظُرُوْا پس دیکھو كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ کیسے انجام ہوا ان لوگوں کا جو جھٹلانے والے تھے اِنْ تَحْرِصْ اگر آپ حرص کریں عَلٰى هُدٰهُمْ ان کی ہدایت پر فَاِنَّ اللّٰهَ پس بیشک اللہ تعالیٰ لَا يَهْدِيْ ہدایت نہیں دیتا مَنْ يُّضِلُّ جس کو گمراہ کرتا ہے وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور نہیں ہے ان کیلئے کوئی مددگار وَاَقْسَمُوْا اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں بِاللّٰهِ اللہ کے نام کی جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اپنی مضبوط قسمیں لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نہیں کھڑا کریگا مَنْ يَّمُوْتُ اسکو جو مر گیا بَلٰى کیوں نہیں کھڑا کرے گا وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وعدہ ہے رب کے ذمے سچا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے لِيُبَيِّنَ تاکہ بیان کرے لَهُمْ ان کیلئے الَّذِيْ وہ چیز يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اور تاکہ جان لیں وہ لوگ كَفَرُوْا جو کافر ہیں اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ کہ بیشک وہ جھوٹے تھے اِنَّمَا پختہ بات ہے

برتن کا منہ پانی کی طرف کریگا تو اس میں پانی پڑے گا چھوٹا برتن جلدی بھر جائے گا بڑا دیر کیساتھ بھر جائے گا۔ اگر کوئی شخص جگ گلاس مٹکا کوئی بھی برتن نلکے ٹونٹی کے نیچے الٹا کر کے رکھ دے تو وہ سارا دن بھی چلتا رہے تو برتن میں پانی نہیں آئے گا۔ یہی حال حق کو طلب کرنے والے اور نہ طلب کرنے والے کا ہے۔ جس کے دل میں طلب نہیں ہے اس نے اپنا برتن الٹا کیا ہوا ہے اس پر ٹیوب ویل بھی چلتا رہے تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا اور طلب نہ ہو تو رب زبردستی ہدایت کسی کو نہیں دیتا وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّصِرِيْنَ اور نہیں ہے ان کیلئے کوئی مددگار۔ آگے ان مشرکوں کا ذکر ہے جو قیامت کے منکر تھے ایسے مشرک بھی تھے جو قیامت کے قائل تھے باوجود کافر ہونے کے۔

منکرین قیامت :

مشرکین عرب کی اکثریت قیامت کی منکر تھی بلکہ دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب کرتے تھے۔ سورت ق آیت نمبر ۲ میں ہے فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ "پس کہا کافروں۔ نے هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ یہ عجیب شے ہے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ یہ لوٹ کر آنا بہت بعید ہے۔" اور سورۃ مومنون آیت نمبر ۲۶ میں ہے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ "بعید ہے یہ بات بعید ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔" پھر کہتے تھے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ [یٰسین: ۷۸] "کون زندہ کریگا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہونگی۔" اس طرح کے شوشے چھوڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ کے نام کی جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اپنی مضبوط قسمیں، زوردار الفاظ کیساتھ قسمیں اٹھاتے تھے لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ اللہ تعالیٰ نہیں کھڑا کریگا اسکو جو مر گیا یعنی دوبارہ زندہ نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان

کی بات کا رد فرمایا بلیٰ کیوں نہیں کھڑا کرے گا وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا وعدہ ہے رب کے ذمے سچا۔ تم کہتے ہو جو مر گیا دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا غلط کہتے ہو رب کا وعدہ ہے قیامت ضرور آئے گی جو ریزہ ریزہ ہو چکے ہونگے ان میں بھی جان پڑے گی اور جسطرح اب ہے اسی طرح دوبارہ انسان بنا کر کھڑا کر دیگا۔ بخاری وغیرہ میں روایت ہے ایک بندہ گنہگار کلمہ پڑھنے والا مرتے وقت اس کے دل میں خیال آیا میں بڑا گنہگار رہوں زندگی میں کوئی نیکی تو کی نہیں ہے۔ انسانی شکل میں رب کے سامنے پیش ہوا تو رب تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟ اولاد کو اکٹھا کیا اور کہا کہ پہلے قسم اٹھاؤ کہ اس پر عمل کرو گے پھر بات بتلاؤں گا۔ انہوں نے کہا اباجی! آپ بات کریں کہا نہیں! پہلے قسم اٹھاؤ پھر بات بتلاؤں گا، سب سے قسم لی اس کے بعد کہنے لگا کہ میں جب مر جاؤں تو بہت سارا ایندھن اکٹھا کر کے مجھے جلا دینا اور میری کچھ راکھ کو اڑا دینا اور کچھ کو سمندر میں پھینک دینا۔ بیٹے ایک دوسرے کے منہ کو دیکھنے لگے کہ والد صاحب نے ہمیں کس مصیبت میں ڈال دیا ہے مثلاً دیکھو ہمارے علاقے میں جلانے کی تو عادت نہیں ہے ہندو سکھ جلاتے ہیں مسلمان تو نہیں جلاتے اس لئے بیٹے پریشان ہوئے۔ خیر وہ فوت ہو گیا اولاد نے باپ کی وصیت پر عمل کیا راکھ کو پیس کر کچھ ہوا میں اڑا دی اور کچھ سمندر میں ڈال دی اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہو، سمندر کو حکم دیا کہ ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہو اپنی قدرت کاملہ کیساتھ اس کی راکھ کو اکٹھا کر کے انسان بنایا اور فرمایا کہ اے میرے بندے! تو نے یہ کاروائی کیوں کی؟ حالانکہ رب تعالیٰ کو تو سارا علم تھا۔ اس نے کہا اے پروردگار! میں نے انسانوں والا کام تو کوئی کیا نہیں تھا میں نے یہ تیرے ڈر کی وجہ سے کیا کہ رب کے سامنے انسان ہو کر نہ پیش ہوں شاید رب مجھے معاف کر دے۔ فرمایا جاؤ میں نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں

ہے۔ تو فرمایا بَلٰی کیوں نہیں دوبارہ کھڑا کروں گا رب کا وعدہ سچا ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثریت لوگوں کی نہیں جانتی۔

وقوعِ قیامت کی وجہ :

اب سوال یہ ہے کہ قیامت کیوں قائم ہوگی، دوبارہ کیوں اٹھائے جائیں گے؟ اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ تاکہ بیان کرے ان کے سامنے وہ چیز جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ دنیا میں بہت سی چیزوں میں لوگ اختلاف کرتے ہیں عملی طور پر حق و باطل واضح نہیں ہوتا دلائل کے اعتبار سے اگرچہ حق واضح ہے۔ تو قیامت والے دن عملی طور پر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ توحید کا انجام کیا ہے؟ اور شرک کا انجام کیا ہے؟ اگر قیامت نہ ہو تو پھر حق اور باطل خلط ملط رہیں گے اور کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا اس لئے قیامت کا قائم ہونا ضروری ہے وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جو کافر ہیں اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ کہ بیشک وہ جھوٹے تھے۔ اگر قیامت قائم نہ ہو تو عملی طور پر جھوٹے سچے کا پتہ نہ چلا۔ فرمایا اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ بیشک ہماری بات کسی چیز کے بارے میں اِذَآ اَرَدْنٰهُ جب ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ یہ کہ ہم اسکو کہتے ہیں ہو جا فَیَكُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے۔ لہذا ہمارے لئے قیامت برپا کرنا کونسی مشکل بات ہے۔ لہٰذا قیامت ضرور آئے گی اور نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملے گا۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا
ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾
اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ
فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ۭ
فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ هَاجَرُوْا جنہوں نے ہجرت کی فِي اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ البتہ ہم ضرور ٹھکانہ دیں گے ان کو فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً دنیا میں اچھا وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اور آخرت کا اجر اَكْبَرُ بہت بڑا ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ لوگ جان لیں الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں وَمَآ اَرْسَلْنَا اور نہیں بھیجا ہم نے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے اِلَّا رِجَالًا مگر مردوں کو نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ہم وحی بھیجتے رہے ان کی طرف

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ پس پوچھو تم اہل علم سے اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم نہیں جانتے بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ واضح دلائل کیساتھ اور صحیفوں کیساتھ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ اور نازل کی ہم نے آپ کی طرف نصیحت والی کتاب لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ تاکہ آپ بیان کریں لوگوں کیلئے مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ جو ان کی طرف نازل کی گئی وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اور تاکہ وہ غور وفکر کریں اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ کیا پس امن میں ہیں وہ لوگ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ جو تدبیر کرتے ہیں برائیوں کی اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ یہ کہ دھنسا دے انکو اللہ تعالیٰ اَلْاَرْضَ زمین میں اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ یا آئے ان پر عذاب مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ جہاں سے شعور بھی نہ رکھتے ہوں اَوْ يَاْخُذَهُمْ یا پکڑے ان کو اللہ تعالیٰ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ چلنے پھرنے میں فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ پس نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے اَوْ يَاْخُذَهُمْ یا پکڑے ان کو عَلٰى تَخَوُّفٍ ڈراتے ہوئے فَاِنَّ رَبَّكُمْ پس بیشک تمہارا رب لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ البتہ بڑی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

ماقبل سے ربط :

پچھلے رکوع میں کافروں کا ذکر تھا۔ اور تکبر کیا حق کو ٹھکرایا اور حق والوں پر ظلم کیا۔ اب مظلوموں کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی فِي اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً البتہ ہم ضرور ٹھکانہ دیں گے ان کو دنیا میں اچھا وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے۔ مکی زندگی میں کافروں نے مسلمانوں پر بہت

ظلم کیا زیادتی کی یہاں تک کہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے پھر حبشہ سے مدینہ منورہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان مظلوموں کیساتھ وعدہ کیا کہ وہ ضرور ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دے گا۔ چنانچہ ان مظلوموں کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں ٹھکانہ دیا۔ اِس وقت بھی دنیا میں تین کروڑ کے قریب مہاجر موجود ہیں جو اپنا ملک چھوڑ کر دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور ان میں زیادہ تر مسلمان ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں افغانی پاکستان میں موجود ہیں جو روس کے مظالم سے تنگ ہو کر آئے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تکالیف برداشت کرتا ہے رب تعالیٰ اس کی محنت کو ضائع نہیں کرتا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ جان لیں کہ جو رب تعالیٰ کی رضا کیلئے تکلیفیں اٹھاتا ہے اس کیلئے آخرت میں ہمیشہ کیلئے راحت ہے اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا کافروں کے ظلم پر اور ایمان پر ڈٹے رہے، تکلیفیں برداشت کیں اور حق کو نہ چھوڑا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں کہ ان کا اعتماد صرف رب تعالیٰ کی ذات پر ہے۔

توکل کا معنیٰ :

توکل کا معنیٰ کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ ظاہری اسباب کو اختیار کر کے نتیجہ رب پر چھوڑ دینے کا نام توکل ہے۔ اور ظاہری اسباب کو اختیار نہ کرنے کا نام تَعَطُّلْ ہے۔ حقیقتاً تو ہر کام رب تعالیٰ نے کرنا ہے لیکن ظاہری اسباب کو اختیار کرنے کا بھی حکم ہے۔ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ مہمان سے پوچھتے تھے تو کس کا مہمان ہے؟ چنانچہ آپ ﷺ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے اپنا نام بتلایا اور یہ کہ میں فلاں جگہ سے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کس کا مہمان ہے؟ اس نے کہا کہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ فرمایا اکیلے ہو یا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ کہنے لگا میں اکیلا

ہوں۔سوار ہو یا پیدل ہو؟ کہنے لگا میں اونٹنی پر سوار ہو کر آیا ہوں۔فرمایا تیری اونٹنی کہاں ہے؟ کہنے لگا اس کو میں نے رب کے توکل پر چھوڑ دیا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا قَیِّدْھَا وَتَوَکَّلْ ”اس کے پاؤں باندھو پھر توکل کرو۔“مولانا رومؒ فرماتے ہیں

؎ بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند

گفت پیغمبر بآواز بلند

”آنحضرت ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا (تاکہ سب حاضرین سن لیں) کہ اپنی اونٹنی کے پاؤں باندھ پھر رب پر بھروسہ کر۔“

پیغمبر کے مرد ہونے کی حکمتیں:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیٓ اِلَیْھِمْ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مگر مردوں کو ہم وحی بھیجتے رہے ان کی طرف۔حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی تک جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں سب مرد تھے عورت کوئی نبی نہیں بنی۔حکمت کا تقاضا ہے اور اس کی کئی وجوہ ہیں۔ایک وجہ یہ ہے کہ پیغمبر نے ہر نیک اور بد کے پاس جانا ہے،رات کو بھی جانا ہے دن کو بھی۔عورت کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ ہر نیک اور بد کے پاس جائے رات کو پہنچے دن کو پہنچے عورت کے جسم کی رب نے ساخت ایسی بنائی ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتی پھر جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں وہ اپنی اپنی قوموں میں چنے ہوئے لوگ تھے حسن و جمال کے لحاظ سے ڈول ڈیل کے اعتبار سے،اگر عورت نبی بنتی تو وہ بھی چنی ہوئی ہوتی تو پھر غلط کار لوگ اس وجہ سے اس کے پیچھے پڑ جاتے نبی کی صداقت تو ظاہر نہ ہوتی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں مرد ہی بھیجے ہیں۔فَسْـَٔلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پس تم سوال کرو پوچھ لو اہل علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

دیکھو قرآن پاک کی یہ آیت بتلا رہی ہے کہ اگر آدمی کو خود علم نہ ہو کسی چیز کا تو دوسرے سے پوچھ لے۔ اگر خود بھی علم نہ ہو اور دوسرے سے بھی نہ پوچھے تو کیا کرے؟

مولانا نذیر حسین مرحوم کی تردید تقلید اور اسکی شرعی حیثیت :

غیر مقلدین حضرات کے ایک بزرگ گزرے ہیں مولانا نذیر حسین صاحب مرحوم انہوں نے کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے معیار حق۔ اپنے خیال کے مطابق انہوں نے اس میں تقلید کی تردید کی ہے لیکن پھر بھی اس آیت کریمہ کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ جب آدمی کو خود علم نہ ہو تو وہ شرعی طور پر پابند ہے کہ پوچھے اور اس کا مکلف نہیں کہ سب علماء سے پوچھے ایک عالم سے پوچھ لے تو فریضہ ادا ہو جاتا ہے اور میں نے اپنی کتاب ''الکلام المفید'' میں لکھا ہے کہ اسی کا نام تو تقلید شخصی ہے۔ تقلید شخصی کا معنٰی ہے ایک کی بات پر اعتماد کر کے اس کو تسلیم کر لے۔ اس سلسلے میں آج کل اس فرقے نے بڑا غلو کیا ہوا ہے حالانکہ تقلید سے کوئی چارہ نہیں ہے۔ تقلید کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مسئلہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت نہیں ہے تو ایسے مسئلہ میں ائمہ کرام میں سے کسی امام کی بات کو تسلیم کر لینا تقلید ہے اور اماموں کا علم بھی زیادہ ہے اور تقویٰ اور ورع بھی زیادہ ہے اور اس کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے کیونکہ بے علم نے صاحب علم سے ہی پوچھنا ہے اور یہاں ایک ضروری بات بھی سمجھ لیں وہ یہ کہ یہ حضرات عوام کو مغالطے میں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے امام کو نبی کی گدی پر بٹھا دیا ہے یہ بالکل غلط بیانی کرتے ہیں کوئی مُقلِدْ بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ امام معصوم ہوتا ہے۔ جبکہ نبی معصوم ہوتا ہے نبی کی گدی پر تو تب بٹھائیں کہ ہم امام کو معصوم سمجھیں۔ حاشا وکلا حنبلی، شافعی، مالکی، حنفی کوئی بھی اپنے امام کو معصوم نہیں سمجھتا مجتہد سمجھتے ہیں اور مجتہد سے خطا بھی ہو جائے تو حدیث صحیح میں ہے کہ اس پر کوئی

گرفت نہیں ہے۔تو غیر منصوص مسائل میں تقلید کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے قرآن کریم کا حکم ہے فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔ اور سب علماء سے پوچھنے کا کوئی پابند نہیں ہے کہ پاکستان، ہندوستان، عرب، غیر عرب کے تمام علماء سے پوچھے اس کی ضرورت نہیں ہے بس ایک عالم سے پوچھ لے کافی ہے اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔ قیامت والے دن دوخیوں سے پوچھا جائے گا تم دوزخ میں کیوں آئے ہو؟ تو وہ کہیں گے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ [الملک: ۱۰] ''اگر ہم سنتے یا ہم سمجھتے تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔'' اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں......

''دوزخ سے چھٹکارے کیلئے دو سبب ہیں ایک تقلید اور ایک تحقیق۔تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔''

تو دوزخی کہیں گے ہمیں خود بھی تحقیق نہیں تھی اور دوسروں کی بات بھی تسلیم نہیں کی۔ لہذا بندہ اگر خود نہیں جانتا تو وہ اس بات کا مکلف ہے کہ کسی عالم سے پوچھے تو فرمایا ہم نے پیغمبر بھیجے بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ واضح دلائل اور معجزات کیساتھ اور صحیفوں کیساتھ۔ زُبُر زَبُوْر کی جمع ہے۔ زبور کا معنیٰ ہے کتاب اور جسطرح ہم نے پہلے پیغمبروں کو کتابیں اور صحیفے اور واضح دلائل دیئے۔

تعلیم و تعلّم کی ضرورت :

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ اور نازل کی ہم نے آپ کی طرف نصیحت والی کتاب لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ تاکہ آپ بیان کریں لوگوں کیلئے مَا وہ چیز نُزِّلَ اِلَيْهِمْ جو نازل کی گئی ان کی طرف۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک جو ہم نے آپ پر نازل کیا اس سے آپ لوگوں کو

سمجھائیں۔ صحابہ کرامؓ باوجودیکہ عربی تھے اور قرآن کریم بھی عربی زبان میں تھا۔ پھر بھی بعض آیات کا مفہوم سمجھنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ قرآن پاک کی ایک آیت کا حصہ ہے مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ [النساء:۱۲۳] ''جو شخص برا عمل کرے گا اس کو بدلہ دیا جائے گا۔'' اس آیت کا مطلب حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نہ سمجھے حالانکہ وہ تمام صحابہ کرامؓ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے عرض کیا حضرت! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ تو ہم میں سے کون معصوم ہے، کوئی نہ کوئی خطا تو ہم سے ہوتی رہتی ہے پھر تو کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔ انہوں نے یُجۡزَ بِهٖ کا مفہوم یہ سمجھا کہ قبر میں عذاب ہوگا، دوزخ میں عذاب ہوگا۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم یہ سمجھے ہو کہ قبر کا عذاب ہوگا، دوزخ کا عذاب ہوگا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ آدمی کو جو بدنی تکلیفیں ہوتی رہتی ہیں یہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں مثلاً سر درد ہو گیا، پیٹ درد ہو گیا، کمر درد ہو گیا، گھٹنے کا درد ہو گیا، ٹخنوں میں درد ہو گیا کوئی بھی تکلیف ہو مومن کیلئے وہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ جو دیوبند کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے فرماتے ہیں اَلۡحَرُّ وَالۡقَرُّ یُکَفِّرَانِ الذُّنُوۡبَ ''یہ گرمی سردی بھی گناہوں کا کفارہ ہیں۔'' تو باوجود عربی ہونے کے ان کو سمجھانے کی ضرورت تھی۔ آج غلام احمد پرویز کہتا ہے کہ قرآن میں سمجھا ہوں۔ ساری زندگی انگریز کے جوتے چاٹتا رہا یہ قرآن سمجھا ہے۔ جس نے نہ کسی سے پڑھا نہ سمجھا۔ یاد رکھنا! قرآن کریم آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا آپ سے صحابہؓ نے سمجھا ان سے تابعین ائمہ مجتہدین نے سمجھا، محدثین اور مفسرین نے سمجھا رحمہم اللہ تعالیٰ، از خود قرآن کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی تاکہ آپ لوگوں کیلئے بیان کریں وَلَعَلَّهُمۡ

يَتَفَكَّرُوْنَ. اور تاکہ وہ غور وفکر کریں اور اس کی مراد اور مطلب کو سمجھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک آدمی ہزار نفل پڑھتا ہے اور ایک آدمی قرآن کریم کی ایک آیت کا صحیح ترجمہ سیکھتا ہے۔ ترجمہ سیکھنے والے کا ثوب زیادہ ہے۔ آج کل تو لوگوں کو فضولیات سے فرصت نہیں ہے گھروں میں ٹی وی ہیں، وی، سی، آر (وی، سی، ڈی-ڈی، وی، ڈی پلیئر) جیسی خرافات ہیں۔ بچو یاد رکھنا! تمہارے گھر میں بہشتی زیور ہونا چاہیے، تعلیم الاسلام ہونی چاہیے، گلدستہ توحید ہونی چاہیے تاکہ کم از کم عقائد تو صحیح ہوں۔ رات کے وقت کوئی سمجھدار عورت سب کو اکٹھا کر کے ایک دو مسئلے بتلا دیا کرے تاکہ بچوں کا ذہن بن جائے۔ آج آٹھ نو سال کے بچے بچیاں تعویذات کیلئے آتی ہیں میں پوچھتا ہوں بیٹی نماز پڑھتی ہو؟ کہتی ہے جی مجھے آتی نہیں۔ حالانکہ حکم یہ ہے کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دو اور حکم تب ہی ہوگا کہ نماز پہلے آتی ہو ورنہ کیا پڑھے گا؟ ہم سب مسلمان ہیں مگر مسلمانوں والا کام کوئی نہیں ہے۔ فرمایا تاکہ فکر کریں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ کیا پس امن میں ہیں وہ لوگ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ جو تدبیر کرتے ہیں برائیوں کی، کیا برے کام کرنے والے امن میں ہیں اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ یہ کہ دھنسا دے انکو اللہ تعالیٰ زمین میں اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ یا آئے ان پر عذاب مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ جہاں سے انکو شعور بھی نہ ہو۔ یہ لوگ جو قومی رقمیں لوٹ کر بیرون ملک بینکوں میں جمع کراتے رہے ہیں اور آج قید کاٹ رہے ہیں ان کے وہم میں بھی نہیں تھا کہ ہمارے ساتھ یہ ہوگا۔ یہ بہت جھوٹے لوگ ہیں ووٹ مانگتے وقت وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اسلام نافذ کریں گے پھر اسلام سے سرکشی کرتے ہیں آج رب کے عذاب میں مبتلا ہیں اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ یا پکڑے ان کو اللہ تعالیٰ چلنے پھرنے میں وہ قادر مطلق ہے فَمَا

ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ پس نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے اَوْ یَاْخُذَھُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ یا پکڑے ان کو اللہ تعالیٰ ڈراتے ہوئے تھوڑا زلزلہ آیا پھر زیادہ آیا پھر اور زیادہ آیا اور تباہ ہو گئے۔ یہ سب واقعات ہم دنیا میں دیکھتے سنتے ہیں مگر عبرت حاصل نہیں کرتے فَاِنَّ رَبَّکُمْ پس بیشک تمہارا رب لَرَءُوْفٌ بڑی شفقت کرنے والا ہے رَّحِیْمٌ اور بڑا ہی مہربان ہے۔ اگر وہ ہمارے گناہوں کو سامنے رکھے تو ایک قطرہ پانی کا اور ایک جھونکا ہوا کا نہ دے مگر وہ مہربان ہمارے سب گناہ اور شرارتیں برداشت کرتا ہے اور اپنی رحمت سے سب کو نوازتا ہے۔

❁❁❁

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ
شَیْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ
دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ
رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ
اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ
فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ
وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ
ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ
عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ
اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے اِلٰى مَا ان چیزوں کی طرف خَلَقَ اللّٰهُ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں مِنْ شَیْءٍ کوئی بھی چیز ہو يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ مائل ہوتا ہے سایہ اس کو عَنِ الْيَمِيْنِ دائیں طرف وَالشَّمَآئِلِ اور بائیں طرف سُجَّدًا لِّلّٰهِ سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اور وہ عاجزی کرتے ہیں وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں مَا فِی السَّمٰوٰتِ وہ جو آسمانوں میں ہیں وَمَا فِی الْاَرْضِ اور وہ جو زمین میں ہیں مِنْ دَآبَّةٍ کوئی بھی جاندار وَّالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر نہیں کرتے يَخَافُوْنَ

رَبَّهُمْ وہ خوف کھاتے ہیں اپنے رب سے مِنْ فَوْقِهِمْ اپنے اوپر سے وَيَفْعَلُوْنَ اور کرتے ہیں مَا يُؤْمَرُوْنَ جو کچھ انہیں حکم دیا جاتا ہے وَقَالَ اللّٰهُ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تَتَّخِذُوْٓا نہ بناؤ اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ دو الٰہ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے کہ وہ ایک ہی الٰہ ہے فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ پس تم خاص مجھ سے ڈرو وَلَهٗ اور اسی کیلئے ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور زمین میں وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اور اسی کیلئے ہے دین ہمیشہ کا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ کیا پس تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے ڈرتے ہو وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ اور جو کچھ تمہارے پاس نعمت ہے فَمِنَ اللّٰهِ پس وہ اللہ کی طرف سے ہے ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ پھر جس وقت تمہیں پہنچتی ہے کوئی تکلیف فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ پس اسی کے سامنے تم گڑگڑاتے ہو ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ پھر جس وقت دور کر دیتا ہے تکلیف کو تم سے اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ اچانک ایک گروہ تم میں سے بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ اپنے رب کیساتھ شرک کرنے لگ جاتا ہے لِيَكْفُرُوْا تاکہ ناشکری کریں بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ اس چیز کی جو ہم نے ان کو دی ہے فَتَمَتَّعُوْا پس تم فائدہ اٹھا لو فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لوگے۔

دلائل قدرت :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت اور وحدانیت کیلئے مختلف چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ان چیزوں کی پیدائش پر غور وفکر کروگے اور ان کے محکم نظام کو دیکھوگے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت سمجھ آئے گی۔ اسی نوع میں ارشاد ہے اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں

دیکھا انہوں نے اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ ان چیزوں کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں کوئی بھی چیز ہو۔ انسان اپنی ہی تخلیق کو دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک حقیر قطرے سے پیدا کیا ہے دل ودماغ، ہاتھ پاؤں، ٹانگیں بنائیں سیدھی قامت کا، خوبصورت شکل بنائی اور اس کے ظاہر وباطن کا کیسا نظام بنایا؟ اگر انسان صرف اپنے اوپر ہی غور کرے تو سب کچھ سمجھ سکتا ہے لیکن انسان سرکش ہے یہ جو تھوڑی بہت تکلیف اس کو ہوتی ہے مالی پریشانی، بدنی پریشانی اگر یہ بھی نہ ہو تو خدا بالکل ہی بھول جائے یہ تکلیفیں اسی لئے آتی ہیں تاکہ انسان انسان رہے۔ مولانا جلال الدین رومؒ فرماتے ہیں......

نفس ما کمتر از فرعون نیست

لیک اورا عون ما را عون نیست

''ہمارا نفس فرعون سے کم نہیں ہے اُس کے پاس قوت تھی اور ہمارے پاس قوت نہیں ہے۔'' اس نفس لمّارہ کو قابو کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک صوفی شاعر کہتے ہیں......

علاج نفس ظالم زود ہنگام جوانی کن

کہ ایں پیر سیاہ چوں مار گردد اژدہا گردد

''اس ظالم نفس کا علاج جوانی میں ہی جلدی کرلو۔ یہ چھوٹا سانپ ہے اب آسانی سے مر جائے گا جب یہ بڑا سانپ بن کر اژدھا بن گیا تو علاج مشکل ہو جائے گا۔'' چھوٹا سانپ لاٹھی جوتے سے بھی مر جاتا ہے اور جب اژدھا بن جائے گاؤں والے اکٹھے ہو کر بھی نہیں مار سکتے۔ نفس کی اصلاح کیلئے بزرگان دین نے ریاضتیں بتلائی ہیں، چلے بتلائے ہیں تاکہ انسان اپنے نفس پر قابو پالے۔ فرمایا ان چیزوں کی طرف نہیں دیکھا جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ ان کے سائے مائل ہوتے ہیں، ڈھلتے ہیں عَنِ الْیَمِیْنِ

وَالشَّمَآئِلِ دائیں اور بائیں طرف۔ مکہ مکرمہ کے علاقے میں گرمیوں میں سایہ دائیں طرف ہوتا ہے اور سردیوں میں بائیں طرف ہوتا ہے۔ دائیں طرف کا سایہ ذرا کم ہوتا ہے اور بائیں طرف ذرا لمبا ہوتا ہے۔ جس جگہ جو بھی چیز ہے اس کا سایہ دائیں بائیں ہوتا رہتا ہے اور عین دوپہر کے وقت سایہ بالکل برائے نام رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان باغی سجدہ نہ کرے اس کا سایہ سجدہ کرتا ہے اور ہر چیز کا سایہ سجدہ کرتا ہے سُجَّدًا لِّلّٰهِ سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اور وہ عاجزی کرتے ہیں۔ سائے والا سرکش ہے مگر سایہ عاجزی کرتا ہے۔

مخلوق خدا کا سربسجود ہونا :

فرمایا کیا پوچھتے ہو وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مِنْ دَآبَّةٍ کوئی بھی جاندار ہو سب رب کو سجدہ کرتے ہیں۔ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی مخلوق ہوگی جو ہمارے علم میں نہیں ہے اور زمین میں تو بے شمار چیزیں ہیں سمندر کی تہہ میں بہت کچھ ہے اور سب میں اتنا ادراک وشعور ہے کہ ہمارا کوئی خالق ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بارشیں رک گئیں، قحط پڑ گیا لوگ بڑے پریشان ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ تمام لوگ فلاں جگہ اکٹھے ہوں صلوٰۃ استسقاء پڑھنی ہے تاکہ بارش نازل ہو۔ لوگ پہنچے حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لے جارہے تھے کہ دیکھا کہ ایک چیونٹی ٹانگیں آسمان کی طرف کئے ہوئی ہے اور دعا کررہی ہے پروردگار! میں بھی تیری مخلوق ہوں اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوں اور بھی مخلوق پریشان ہے۔ اے پروردگار! اپنے فضل وکرم سے بارش برسا۔ حضرت

سلیمان علیہ السلام نے ساتھیوں کو فرمایا جلدی جلدی اپنے گھروں کو پہنچ جاؤ بھیگ جاؤ گے بڑی زور کی بارش آئے گی اُستُجِیبَ الدَّعْوَۃُ مِنْ اَجْلِ نَمْلَۃٍ ''چیونٹی کی وجہ سے رب تعالیٰ نے دعا قبول کر لی ہے۔'' پاؤں کا اٹھانا بمنزلہ ہاتھ اٹھانے کے تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی مومن آدمی اخلاص کیساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ اس کے ہاتھ خالی لوٹائے۔

دعا قبول ہونے کی شرطیں :

مگر یاد رکھنا! دعا کی قبولیت کیلئے کچھ شرائط ہیں اور ہم میں ان میں سے کوئی شرط نہیں پائی جاتی الا ماشاء اللہ۔

☆)......پہلی شرط یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد دعا کرنے کے وقت تک اس کے ذمہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، قربانی کوئی فریضہ نہ ہو سب فرائض ادا کر چکا ہو۔ یہ بنیادی شرط ہے کہ بالغ ہونے کے بعد فرائض واجبات میں سے اس کے ذمہ کوئی شے نہ ہو۔

تو ہم میں تو یہ پہلی شرط ہی نہیں پائی جاتی۔ نمازیں ہمارے ذمہ ہیں، روزے ہمارے ذمہ ہیں، قربانیاں ہمارے ذمہ ہیں، فطرانے اور حج ہمارے ذمہ ہیں۔

☆)......دوسری شرط یہ ہے کہ اس نے کبھی حرام نہ کھایا ہو۔ حرام کا ایک لقمہ کھانے سے آدمی چالیس دن تک دعا کی قبولیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ سو میں سے ایک آدمی ہوگا جس کی کمائی حلال کی ہوگی۔ حرام صرف چوری، ڈکیتی اور رشوت ہی کا نام نہیں ہے بلکہ حرام کی بڑی قسمیں ہیں۔

اگر کوئی آدمی ملازم ہے اور ملازمت کا جو وقت طے شدہ ہے اگر وہ دیانتداری کیساتھ پورا وقت نہیں دیتا تو اس کی تنخواہ بھی حلال کی نہیں ہے اور اخبارات میں تم پڑھتے

رہتے ہو فلاں اسکول کے ماسٹر حاضری لگا کر چلے جاتے ہیں۔ نماز کی اذان ہو جانے کے بعد دوکاندار کا سامان بیچنا حلال نہیں ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے تو وہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہے۔ ورنہ ہم میں تو دعاؤں کے قبول ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے باقی ہم نے مانگنا تو اسی سے ہے اور تو کوئی دروازہ ہی نہیں ہے۔

ایک نیک آدمی کا سبق آموز واقعہ :

ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ تھا دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہتا تھا اس سے تھوڑی سی کوتاہی ہوئی۔ سحری کے وقت وضو کیا نماز شروع کی غیب سے آواز آئی تیری کوئی عبادت قبول نہیں ہے اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈال لیکن وہ عبادت میں لگا رہا۔ دوسری رات آواز آئی، تیسری رات آواز آئی وہ بدستور اپنی عبادت میں لگا رہا۔ مریدوں نے ساتھیوں نے کہا کہ حضرت! جب آپ کی عبادت قبول نہیں ہو رہی تو اپنے آپ کو مشقت میں کیوں ڈالتے ہو؟ تو وہ رو کر کہنے لگا کہ رب کے دروازے کے سوا اور کونسا دروازہ ہے جہاں میں جاؤں۔ دنیا کے سائل کو ایک دروازے سے نہیں ملتا دوسرے پر چلا جاتا ہے دوسرے پر نہیں ملتا تیسرے پر چلا جاتا ہے میں یہ دروازہ چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ آزمائش تھی جب پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور عبادت قبول کر لی۔

تو فرمایا آسمان و زمین کی ساری جاندار چیزیں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں وَّالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے بھی وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا بڑے گناہ کی بات ہے۔ حق کی بات کو ٹھکرا دینا بڑے گناہ کی بات ہے۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا اور ہم تکبر

کے بھڑولے بنے ہوئے ہیں۔فرمایا تکبر یہ ہے کہ بَطَرُ الْحَقِ وَغَمطُ النَّاسِ حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔فرمایا یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ وہ فرشتے اپنے رب سے ڈرتے ہیں مِنْ فَوْقِهِمْ جو ان کے اوپر ہے وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ اور کرتے ہیں جو کچھ انکو حکم دیا جاتا ہے۔

سجدہ تلاوت کا طریقہ :

یہ آیت کریمہ سجدے والی ہے جن مرد عورتوں اور بچوں نے سنی ہے ان پر سجدہ واجب ہو گیا ہے اور یہ سجدہ صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک بھی کیا جا سکتا ہے، عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک بھی کیا جا سکتا ہے ان اوقات میں قضا نمازیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں، نماز جنازہ بھی پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے البتہ نفلی نمازیں نہیں پڑھی جاسکتیں ان اوقات میں اور سجدہ تلاوت کیلئے ہاتھ نہیں اٹھانے صرف اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرنا ہے اور اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جانا ہے، نہ اس میں التحیات، نہ سلام ہے لیکن نماز کی باقی شرائط اس کیلئے ضروری ہیں۔ وہ یہ کہ کپڑے پاک ہوں، باوضو ہو، جگہ پاک ہو۔

غیر اللہ کی نفی :

وَقَالَ اللّٰهُ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ نہ بناؤ دو معبود، دو حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ بیشک وہ معبود ایک ہی ہے، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ [یونس:۱۰۷] ''اور اگر اللہ تعالیٰ پہنچائے آپ کو کوئی تکلیف پس کوئی نہیں کھولنے والا اس کے سوا اور اگر وہ ارادہ کرے بھلائی کا آپ کیساتھ پس نہیں رد کرنے والا اس کے

فضل کو۔" ساری کائنات مل کر بھی اسکونہیں روک سکتی۔ دعا ہے اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ "اے اللہ! جو آپ کسی کو دینا چاہیں اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس چیز کو آپ روک لیں کوئی دے نہیں سکتا۔" لہٰذا اسی ذات سے مانگنا چاہئے۔ فرمایا فَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ پس تم خاص مجھ ہی سے ڈرو وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کیلئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں وَلَهُ الدِّیْنُ وَاصِبًا اور اسی کیلئے ہے دین ہمیشہ کا۔ یہ نہیں کہ کسی وقت اس کا دین ہو اور کسی وقت کسی اور کا ہو۔ نہیں! بلکہ ہمیشہ دین اسی کا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک جو دین اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے بس دین وہی ہے اس کے علاوہ باقی سب بے دینی ہے۔ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ کیا پس تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو۔ غیر اللہ کا ڈر ایمان کے خلاف ہے وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ اور جو کچھ تمہارے پاس نعمت ہے جتنی نعمتیں تمہیں حاصل ہیں فَمِنَ اللّٰهِ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ظاہری ہوں یا باطنی جسمانی ہوں یا روحانی حسی ہوں یا معنوی، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اللہ تعالیٰ کوئی نعمت چھین لیں تو پھر اس کی قدر کا پتہ چلتا ہے ہر نعمت اس نے ہر ایک کو نہیں دی۔

دنیا میں اکثریت پاگلوں کی ہے :

عقل ایک نعمت ہے لیکن ہر آدمی کو حاصل نہیں ہے۔ بسا اوقات ایک آدمی آتا ہے اس کی شکل و صورت بڑی اچھی ہوتی ہے قد بڑا ہوتا ہے، عمدہ لباس پہنے ہوئے ہے جب بات کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ پاگل ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کو دماغی امراض کے ماہر کے پاس لے جاؤ۔ صحیح عقل والے لوگ بہت کم ہیں۔ مردوں میں بھی اور عورتوں میں پاگل زیادہ ہیں اور یاد رکھنا! پاگلوں کو سینگ نہیں لگے ہوتے۔ بے موقع اور بے ڈھنگی بات کرنا

پاگلوں کا کام ہے اور ضرورت سے زیادہ بات کرنا یہ بھی پاگلوں کا کام ہے، قصہ چھیڑ دینا اور اس کو ختم نہ کرنا بھی پاگل پن ہے۔ کئی عورتیں تعویز لینے کیلئے آتی ہیں سر درد کا اور قصہ چھیڑ دیتی ہیں آدم علیہ السلام کے دور سے لے کر اب تک کا۔ میں کہتا ہوں بی بی! میں مصروف آدمی ہوں میرا وقت ضائع نہ کر تو نے تعویز لینا ہے لے اور جا۔ نہیں جی! میری بات سنو! یہ پاگل پن نہیں تو اور کیا ہے؟ حدیث پاک میں آتا ہے خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ "بہتر کلام وہ ہے جو مختصر ہو اور مطلب کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ پھر جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے فَاِلَیْهِ تَجْئَرُوْنَ پس اسی کے سامنے تم گڑگڑاتے ہو، عاجزی کرتے ہو، اے پروردگار! میری تکلیف کو دور فرمادے ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنْکُمْ پھر جب وہ دور کر دیتا ہے تکلیف کو تم سے اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْکُمْ اچانک ایک فریق تم میں سے بِرَبِّهِمْ یُشْرِکُوْنَ اپنے رب کیساتھ شرک کرنے لگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے نظر ہٹا کر کہتا ہے کہ میرے بڑے پیسے خرچ ہوئے ہیں میں نے علاج پر بڑی محنت کی ہے لِیَکْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰهُمْ تاکہ ناشکری کریں اس چیز کی جو ہم نے ان کو دی ہے فَتَمَتَّعُوْا پس تم فائدہ اٹھالو کتنی دیر اٹھاؤ گے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے۔ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے سب کچھ سامنے آجائے گا۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ

نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾

وَيَجْعَلُوْنَ اور بناتے ہیں لِمَا اس مخلوق کیلئے لَا يَعْلَمُوْنَ جس کو نہیں جانتے نَصِيْبًا حصہ مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ اس چیز سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم ہے لَتُسْـَٔلُنَّ تم سے ضرور سوال کیا جائے گا عَمَّا اس چیز کے بارے میں كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ جو تم افترا باندھتے تھے وَيَجْعَلُوْنَ اور بناتے ہیں لِلّٰهِ الْبَنٰتِ اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں سُبْحٰنَهٗ پاک ہے اس کی ذات وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ اور اپنے لئے وہ کچھ جو وہ چاہتے ہیں وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ اور جب خوشخبری دی جائے ان میں سے کسی ایک کو بِالْاُنْثٰى بیٹی کی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا ہو جاتا ہے چہرہ اس کا سیاہ وَّهُوَ كَظِيْمٌ اور اسکا دم گھٹنے لگتا ہے يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ چھپتا پھرتا ہے قوم سے مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اس بری خبر سے جس کی

اس کوخوشخبری دی گئی ہے اَیُمۡسِکُهٗ عَلٰی هُوۡنٍ کیا اس کو روکے ذلت اٹھاتے ہوئے اَمۡ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ یا اس کو دفن کردے مٹی میں اَلَا سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ خبردار برا ہے فیصلہ جو وہ کرتے ہیں لِلَّذِیۡنَ ان لوگوں کیلئے لَا یُؤۡمِنُوۡنَ جو ایمان نہیں لاتے بِالۡاٰخِرَةِ آخرت پر مَثَلُ السَّوۡءِ بری مثال ہے وَلِلّٰهِ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی اور اللہ تعالیٰ کی مثال بلند ہے وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

مشرکین کی ناانصافی :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلی آیت کریمہ میں مشرکوں کی ناانصافی اور شرک کا ذکر کیا ہے کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ غیر اللہ کے تقرب کیلئے دیتے ہیں۔ اس مقام پر اجمال ہے اور سورت انعام آیت نمبر ۱۳۶ میں تفصیل ہے وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الۡحَرۡثِ وَالۡاَنۡعَامِ نَصِیۡبًا "اور ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے اس چیز میں سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے کھیتی اور جانوروں میں سے حصہ فَقَالُوۡا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعۡمِهِمۡ وَهٰذَا لِشُرَکَآئِنَا پھر کہا انہوں نے یہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اپنے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کیلئے فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِهِمۡ پس وہ حصہ جو ان کے شریکوں کا ہوتا ہے فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰهِ پس وہ نہیں مل سکتا اللہ تعالیٰ کے حصے میں وَمَا کَانَ لِلّٰهِ اور جو اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے فَهُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِهِمۡ پس وہ مل جاتا ہے ان کے شریکوں کے حصے کیساتھ۔" مثلاً گیارہ من چیز پیدا ہوئی اس میں سے ایک من اللہ تعالیٰ کا حصہ نکالتے اور ایک من غیروں کے نام کا، لات، منات، عزیٰ وغیرہ کیلئے۔ اب ایک ڈھیر اللہ تعالیٰ کا ہے

اور ایک غیر اللہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ڈھیر سے کچھ دانے اگر غیر اللہ کے ڈھیر کیساتھ مل جاتے تو کہتے کوئی حرج نہیں ہے رب تو بے پرواہ ہے اور یہ محتاج ہیں اور اگر غیر اللہ کے ڈھیر سے کچھ دانے اللہ تعالیٰ کے ڈھیر میں مل جاتے تو فوراً نکال لیتے کہ یہ محتاج ہیں اور مانتے بھی تھے کہ یہ محتاج ہیں اور رب تعالیٰ محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ پیدا تو رب کرے اور حصہ اوروں کا کیوں؟ یا تو کسی غیر نے بھی کوئی چیز پیدا کی ہو پھر تو بات ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے کھیتیاں پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ان کے تھنوں میں دودھ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو کتنا ناانصافی کا فیصلہ ہے کہ حصے اوروں کے مقرر کئے جائیں۔ رب تعالیٰ اس چیز کا شکوہ کرتے ہیں فرمایا وَیَجْعَلُوْنَ اور بناتے ہیں لِمَا اس مخلوق کیلئے لَا یَعْلَمُوْنَ جن کے بارے میں ان کو کچھ علم نہیں ہے نَصِیْبًا حصہ مقرر کرتے ہیں مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ اس چیز سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے تَاللّٰہِ اللہ کی قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم اٹھاتے ہیں لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ تم سے ضرور سوال کیا جائے گا اس چیز کے بارے میں جو تم افترا باندھتے ہو کہ ہم جو اس طرح کرتے ہیں یہ حصے رب نے مقرر کئے ہیں اور یہ کار ثواب ہے اور نیکی ہے یہ تم سے پوچھا جائے گا کہ یہ حق تمہیں کس نے دیا تھا اس طرح تقسیم کرنے کا۔ پیدا تو ہر چیز کو رب کرے اور پکنے اور تیار ہونے پر دوسرے بھی حصہ دار بن جائیں۔

کفار کے غلط نظریات :

ان کے اور غلط نظریات سنو! اور ان سے پہلے یہود و نصاریٰ کے بھی ایسے ہی غلط نظریات تھے۔ سورت توبہ آیت نمبر ۳۰ میں ہے وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ "اور کہا یہود نے عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور

نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔'' مشرکین عرب اور دنیا کے مختلف علاقوں کے مشرک بھی کہتے تھے کہ فرشتے رب تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ اور بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور رب اپنی بیٹیوں کی موڑتا نہیں ہے اس وجہ سے پھر یہ فرشتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان کو پکارتے تھے یا جبرائیل، یا میکائیل، یا اسرافیل اور آج بھی مشرک قسم کے لوگ تعویذوں پر باقاعدہ یہ الفاظ لکھتے ہیں۔تو یہ اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں بناتے ہیں سُبْحٰنَهٗ پاک ہے اس کی ذات وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ اور اپنے لئے جو وہ چاہتے ہیں۔اپنے لئے لڑکے پسند کرتے ہیں اگر رب تعالیٰ کی شان کے لائق لڑکے لڑکیاں ہوتیں تو دو چار نہ ہوتے بے شمار ہوتے۔

انگریز دور کا واقعہ ہے کہ امریکہ کی ریاست جارجیا کا رہنے والا ایک انگریز جو بڑا شاطر اور زبان دراز پادری تھا شاہی مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر کھڑا ہو کر تقریر کر رہا تھا اور ثابت کر رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور ہمارے مُنجی ہیں۔ کالے رنگ کا ایک بھٹیارہ دانے بھون رہا تھا دانے بھی بھونتا رہا اور تقریر بھی سنتا رہا کافی لوگ جمع ہو گئے بھٹیارے کو اس کی تقریر پر غصہ آیا اور جا کر کہنے لگا مجھے یہ بتلاؤ کہ رب کے کتنے بیٹے ہیں۔فانڈر کہنے لگا ایک ہی ہے۔بھٹیارے نے کہا دیکھ میں غریب آدمی ہوں دانے بھون کر گزارہ کرتا ہوں میرے چودہ (۱۴) بیٹے ہیں اور رب اتنی بڑی ذات ہے اس کا ایک ہی بیٹا ہے؟ کچھ عقل سے کام لے رب مجھ سے بھی رہ گیا ہے۔یہ بات کر کے وہ چلا گیا۔

دیکھو! رب تعالیٰ کی صفت کمال ہے تو پھر اس کی اولاد سب سے زیادہ ہونی چاہئے اور اگر صفت نقصان ہے تو پھر ایک بھی نہیں ہونا چاہئے۔اس کی صفت ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ

یُـوْلَـدْ ‘‘نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔’’یہود بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور مشرکین بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں سُبْحٰنَهٗ رب کی ذات پاک ہے۔جو اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں بناتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی اور جب خوشخبری دی جائے ان میں سے کسی ایک کو بیٹی کی۔مجلس میں بیٹھا ہو اور کوئی آ کر آہستہ سے کان میں کہے تیرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور اسکا دم گھٹنے لگتا ہے یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ چھپتا پھرتا ہے قوم سے مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اس بری خبر سے جو اس کو خوشخبری دی گئی ہے پھر سوچتا ہے اَيُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ کیا اس کو رو کے ذلت اٹھاتے ہوئے یعنی زندہ چھوڑ دے اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ یا اس کو دفن کر دے مٹی میں۔خود تو تمہارا یہ حال ہے کہ لڑکی کی خبر سنتے ہو تو تمہارے چہرے بگڑ جاتے ہیں اور رب تعالیٰ کی طرف تم لڑکیوں کی نسبت کرتے ہو۔

تاریخ کے جھروکے: عربوں کا بیٹی کی پیدائش کو باعثِ عار سمجھنا :

تاریخ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک سردار تھا جس کی کنیت ابوحمزہ تھی۔امیر آدمی تھا ہر وقت اس کی مجلس ساتھیوں سے بھری رہتی تھی۔ایک دن اپنے دوستوں میں بیٹھا تھا کہ لونڈی نے آ کر آہستہ سا اس کے کان میں کہا کہ تیرے ہاں لڑکی ہوئی ہے۔یہ سنتے ہی اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا مجلس سے اٹھ کر کہیں چلا گیا پھر ساری زندگی واپس گھر نہیں آیا اس پر اس کی بیوی نے دردمندانہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے ’’کہ میرے خاوند ابوحمزہ کو کیا ہو گیا ہے اس لئے نہیں آتا کہ میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے میرا کیا اختیار ہے پیدا کرنے والا تو

رب ہے۔'' اگر ہمارے اختیار میں ہوتو ہم اپنی مرضی کی اولاد پیدا کریں۔اب مسلمانوں کا بھی یہ حال ہے کہ لڑکا پیدا ہوتو خوشی کرتے ہیں اور اگر لڑکی پیدا ہوتو بگڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہائے ہائے کیا ہوگیا۔حالانکہ حدیث پاک میں آتا ہے جس نے دو بچیوں کی تربیت کی اپنی بیوی سے ہوں یا غیر کی بیوی سے ہوں کَانَ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ وہ دوزخ سے بچانے کا ذریعہ بنیں گی۔اپنی بچیاں ہیں، بھتیجیاں ہیں، بھانجیاں ہیں یا اور کسی کی ہیں ان کی تربیت کی، جوان ہوئیں شادی کردی دوزخ سے چھٹکارا مل گیا بشرطیکہ مومن ہو۔سارے مکے والے بچیوں کو زندہ درگور نہیں کرتے تھے۔کچھ تھے جو زندہ درگور کرتے تھے اور مارتے نہیں تھے کہتے تھے گناہ ہوتا ہے۔بھئی وہ قبر میں کتنی دیر زندہ رہے گی؟ پانچ منٹ، دس منٹ ،بیس منٹ۔

بیٹی کو زندہ درگور کرنے کا واقعہ :

تاریخ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کے ہاں بڑی خوبصورت لڑکی پیدا ہوئی۔ بیوی بڑی پریشان کہ اسکو انہوں نے چھوڑنا نہیں ہے۔خاوند نے فوراً کہیں تجارت کیلئے جانا تھا بیوی نے کہا کہ اگر مجھے تم اجازت دیدو تو میں اس کو زندہ دفن کردوں اس نے کہا ہاں اجازت ہے۔خاوند سفر پر چلا گیا اس عورت نے اپنی بیٹی اپنی کسی سہیلی کے پاس بھیج دی وہ بچی وہیں نشو ونما پاتی رہی۔خاوند کچھ عرصہ کے بعد آیا پوچھا بچی کہاں ہے؟ بیوی نے کہا دفن کردیا ہے۔یہ پھر سفر پر چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ میں تین ماہ بعد آؤں گا۔بیوی نے سُنا کہ اس نے تین ماہ بعد آنا ہے اس نے بچی منگوالی کہ اتنی دیر بچی میرے پاس رہے گی۔اتفاقاً اس کو جلدی آنا پڑ گیا دیکھا گھر میں بچی پھر رہی ہے پوچھا یہ کس کی بچی ہے؟ عورت پہلے تو تھرائی، تھتھلائی، بعد میں بتلایا کہ یہ ہماری بچی ہے۔خاوند نے کہا تو نے کہا تھا کہ میں نے

اس کو دفن کر دیا ہے۔ کہنے لگی بس مجھ سے غلطی ہوئی۔ خاوند نے کہا کہ میرے لئے یہ بڑی ذلت ہے کہ یہ زندہ پھرے۔ وہاں کوئی میلہ لگتا تھا بیوی کو اعتماد میں لیا کہ میں نے اس کو میلے پر لے جانا ہے۔ بچی چلتی پھرتی باتیں کرتی تھی لے جا کر قبر کھودنی شروع کی تو مٹی اس کی داڑھی پر پڑتی وہ بچی صاف کرتی حالانکہ وہ اس کے لئے قبر کھود رہا تھا۔ اس نے قبر کھودی بچی کو اس میں ڈالا بچی نے کہا ابا جی! مجھے یہاں ڈال رہے ہو مجھے ساتھ لے جاؤ میلا دکھاؤ وہ عاجزی اور زاری کرتی رہی اور اس نے اس کو زندہ دفن کر دیا۔

سورۃ تکویر میں ہے وَاِذَا الْمَوْءُوْدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ''اور جب زندہ درگور کی گئی بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ انہیں کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا۔'' تو یاد رکھنا! بچیوں کی تربیت نجات کا ذریعہ ہے اگر ثواب سمجھ کر کرے۔ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ خبردار بُرا ہے وہ جو فیصلہ کرتے ہیں کہ رب کیلئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ان لوگوں کیلئے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے مَثَلُ السَّوْءِ بُری مثال ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو رب تعالیٰ کیساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور رب کے باغی ہیں وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اور اللہ تعالیٰ کی مثال بلند ہے۔ اس کی صفت بہت بلند ہے۔ وہ کیا ہے؟ لا الٰہ الا اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے احد اس کی صفت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ''تمام اذکار میں افضل ترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔'' لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے سب کچھ اسی کے پاس ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلٰى أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُونَ ﴿٦٥﴾ ع ۵ ۱۴

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ پکڑے النَّاسَ لوگوں کو بِظُلْمِهِمْ ان کے ظلم کی وجہ سے مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا نہ چھوڑے اس زمین پر مِنْ دَآبَّةٍ کوئی چلنے والا وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اور لیکن ان کو مہلت دیتا ہے إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ پس جس وقت آئے گی ان کی میعاد لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً نہیں موخر ہونگے ایک گھڑی وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ اور نہ آگے ہوں گے وَيَجْعَلُونَ اور یہ بناتے ہیں لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کیلئے مَا يَكْرَهُونَ وہ چیز جو خود پسند نہیں کرتے وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں الْكَذِبَ جھوٹ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى بیشک ان کیلئے بھلائی ہے لَا جَرَمَ

ضرور بالضرور اَنَّ لَهُمُ النَّارَ بیشک ان کیلئے آگ ہے وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ اور بیشک وہ اس میں دھکیلے جائیں گے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَآ البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ ان امتوں کی طرف جو آپ سے پہلے تھیں فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ پس مزین کیا ان کیلئے شیطان نے اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال کو فَهُوَ پس وہی شیطان وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ آج ان کا ساتھی ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کیلئے عذاب ہے دردناک وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر کتاب اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ مگر یہ کہ آپ بیان کریں ان کے سامنے الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وہ چیزیں جن میں انہوں نے اختلاف کیا ہے وَهُدًى اور ہدایت ہے وَّرَحْمَةً اور رحمت ہے لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اللہ تعالیٰ نے ہی نازل کیا ہے آسمان کی طرف سے پانی فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کیا اس کے ذریعے زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مرنے کے بعد اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ اس قوم کیلئے جو سنتی ہے۔

گرفتِ خداوندی :

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ اور اگر اللہ تعالیٰ پکڑے لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے، کفر، شرک، بدکاری، گناہوں کی وجہ سے تو نہ چھوڑے اس زمین پر کسی دابہ کو۔ دابہ کا معنٰی ہے زمین پر چلنے پھرنے والا۔ لغوی معنٰی کے اعتبار سے دابہ انسان پر بھی بولا جاتا ہے چونکہ یہ بھی

زمین پر چلتا پھرتا ہے۔ تو معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اگر انسانوں کو ان کے ظلم اور زیادتیوں کی وجہ سے پکڑے تو زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہ رہے۔

قانونِ استدراج :

وَلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اور لیکن ان کو مہلت دیتا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک جو رب تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ اور دابّــہ کا معنیٰ چوپایہ بھی ہوتا ہے، چار ٹانگوں والا۔ تو پھر معنیٰ ہوگا اور اگر پکڑے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے نہ چھوڑے زمین پر کوئی چار ٹانگوں والا۔ تو پھر اس تفسیر پر اعتراض ہوگا کہ گناہ انسان کریں مارا جائے چار ٹانگوں والا اس کا کیا مطلب ہے؟ وہ تو غیر مکلف ہیں ان کو کیوں تباہ کرنا ہے؟ اس کے جواب میں امام رازیؒ اور دیگر مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو تباہ اس لئے نہیں کرنا کہ انہوں نے کوئی ظلم زیادتی کی ہے بلکہ ان کو تباہ اس لئے کریں گے کہ یہ انسان کے فائدے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں جب انسان کو ہی ختم کر دیا جائے گا تو ان کو باقی رکھنے کا کیا فائدہ؟ گائے، بھینس، گھوڑا، گدھا وغیرہ کو تو انسان کیلئے پیدا کیا ہے جب انسان ہی نہیں تو پھر یہ کس کام کے؟ جیسے لباس، پگڑی، جوتا وغیرہ انسان کیلئے ہیں جب انسان ہی نہیں تو ان کی کیا ضرورت ہے؟ تو ان کو اس لئے ختم کر دیا جائے گا کہ ان کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ قانون استدراج کے ذریعے مہلت دیتا ہے مدت مقرر تک فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت ان کی میعاد آ جائے گی لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً نہیں مؤخر ہونگے ایک گھڑی۔ موت کا جو وقت مقرر ہے اس سے ایک لمحہ بھی پیچھے نہیں ہوگی وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے ہوں گے ایک لمحہ بھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وقت مقرر ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔

مکروہ چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف :

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ اور یہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے وہ چیز جو خود پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ان چیزوں کی نسبت کرتے ہیں جن کو خود اپنے لئے پسند نہیں کرتے مثلاً اپنے لئے جائیداد میں شریک پسند نہیں کرتے کہ کوئی حصہ وصول کرے اور رب کے شریک بناتے ہیں۔ اس سے پہلے رکوع میں تم پڑھ چکے ہو کہ اپنے لئے لڑکیاں پسند نہیں کرتے اگر کسی کو لڑکی کی خوشخبری سنائی جائے تو اسکا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف لڑکیوں کی نسبت کرتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کا کوئی قاصد، سفیر اور نمائندہ ہو اس کی توہین کی جائے تو گوارہ نہیں کرتے اور یہ ظالم رب تعالیٰ کے سفیر پیغمبروں کی توہین کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف ان چیزوں کی نسبت کرتے ہیں جن کو یہ خود پسند نہیں کرتے وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ کہ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى بیشک ان کیلئے بھلائی ہے۔ مکے والے کافر اولاً تو قیامت کے قائل نہیں تھے اور کہتے تھے فرض کرو اگر قیامت ہوئی اور دوبارہ اٹھایا گیا تو وہاں بھی ہمارے لئے بھلائی ہوگی۔ چنانچہ سورت سجدہ آیت نمبر ۵۰ میں ہے وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّىْٓ اِنَّ لِىْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى "اور اگر میں لوٹا دیا گیا اپنے رب کے پاس تو بیشک میرے لئے اس کے پاس بھلائی ہوگی۔" قیاس یہ کرتے تھے کہ اگر رب ہم سے ناراض ہوتا تو دنیا میں ہمیں مال اولاد کیوں دیتا، یہ دنیا کی خوشیاں ہمیں کیوں نصیب ہوتیں۔ تو جس نے یہاں سب کچھ دیا ہے وہاں بھی دے گا یہ ان کا قیاس باطل ہے کیونکہ دنیا کا مسئلہ علیحدہ ہے اور آخرت کا مسئلہ علیحدہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی قدر اگر مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ دیتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کا مال اگر اللہ تعالیٰ کی خوشی کا سبب ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے بڑھ کر کس سے راضی ہے اور پھر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر کوئی مقبول ترین ہستی ہے ہی نہیں، نہ ہوئی ہے، نہ ہوگی۔ اور آپ ﷺ کو جو مکان ملا آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس میں چراغ ہی نہیں تھا، جو کی روٹی کبھی سیر ہو کر نہیں ملی، اچھی قسم کی کھجوریں مسلسل دو دن بھی نہیں ملیں، بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے، اپنے کپڑوں کو پیوند خود لگاتے تھے، اپنا جوتا خود گانٹھتے تھے تو کیا معاذ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ان سے ناراض تھا؟ اور اگر قیامت نہ ہو تو نیکوں کو تو دنیا میں نیکی کا صحیح معنیٰ میں بدلہ نہیں ملا اور بروں کو برائی کی سزا بھی نہیں ملی تو کیا خدائی حکومت معاذ اللہ تعالیٰ اندھیر نگری ہے؟ دنیا میں ایسے مجرم بھی گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں کہ انہوں نے دنیا میں کوئی غمی نہیں دیکھی خوشیاں ہی خوشیاں ہیں، قیامت نہ آئے تو ایسے باغی، مشرک اور نافرمانوں کو تو بدلہ نہ ملا۔ حالانکہ رب تعالیٰ تو اَحْکَمُ الْحَاکِمِین ہے لہٰذا قیامت ماننی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّ لَهُمُ النَّارَ بیشک ان کیلئے آگ ہے وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ اور بیشک وہ دوزخ میں دھکیلے جائیں گے۔ فرشتے ہتھکڑیاں، بیڑیاں پہنا کر کے دوزخ کے کنارے مجرموں کو پہنچائیں گے تو وہ اپنی مرضی سے تو دوزخ میں داخل نہیں ہونگے تو فرشتے دھکے دیکر دوزخ میں گرادیں گے۔ اسکو اس طرح سمجھو کہ سزائے موت والے کو جب پھانسی کیلئے لے جاتے ہیں تو کم ایسے ہوتے ہیں جو خود چل کر جاتے ہیں ورنہ کئی تو راستے میں ہی چل بستے ہیں اور بہت سے لوگوں کو پولیس دھکے دے کر لے جاتی ہے پھر اپنی کاروائی کرتے ہیں۔ تو مفرطون کو دھکے دیکر جہنم میں گرایا جائے گا۔

تسلی رسول ﷺ :

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے ہیں تَاللّٰہِ تا حرف قسم ہے، اللہ کی قسم ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول ان امتوں کی طرف جو آپ سے پہلے تھیں فَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ پس مزین کیا ان کیلئے شیطان نے ان کے اعمال کو۔ چوری کو مزین کیا، شراب نوشی کو مزین کیا، بدمعاشی اور ہر بُرے کام کو مزین کیا فَھُوَ وَلِیُّھُمُ الْیَوْمَ پس وہی شیطان آج ان کا ساتھی ہے۔ پہلے لوگوں کو بھی شیطان نے بہکایا اور گمراہ کیا آج بھی وہی شیطان ان کا ساتھی ہے اور بُرے کام مزین کر کے دکھا رہا ہے۔ اس لئے آپؐ پریشان نہ ہوں پہلے بھی نیکیاں بدیاں ہوتی رہی ہیں اور اب بھی ہوتی رہیں گی آپؐ پریشان نہ ہوں اور اپنا کام کرتے رہیں۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور ان کیلئے عذاب ہے دردناک، سب مجرموں کیلئے۔

مقصدِ قرآن :

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر کتاب اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ مگر یہ کہ آپ بیان کریں ان کے سامنے الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وہ چیزیں جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ سمجھے بغیر دین سمجھ نہیں آسکتا۔ بیشک قرآن پاک کا پڑھنا بھی ثواب ہے لیکن اصل مقصد قرآن کا سمجھنا ہے۔ اگر کوئی شخص مرد عورت قرآن کریم کا لفظی ترجمہ ہی سمجھ لے تو کبھی کفر شرک اور برائی میں مبتلا نہ ہو۔ قرآن صرف علماء کیلئے نازل نہیں ہوا سب کیلئے نازل ہوا ہے مردوں کیلئے، عورتوں کیلئے، ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ چلو رمضان شریف آئیگا تو زیادہ سے زیادہ تلاوت کرلیں گے اور ثواب اکٹھا کریں گے مگر اس طرف توجہ بہت کم ہے کہ قرآن کریم کا سمجھنا ہر مسلمان کیلئے

نہایت ضروری ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ سمجھیں، مفہوم و مطلب سمجھیں تو پتا چلے گا کہ لوگ کیا کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں۔ یاد رکھنا! قرآن حکیم کو سمجھنا بہت بڑی عبادت ہے۔ سورۃ فرقان آیت نمبر۵۲ میں ہے وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيْرًا ''اور جہاد کریں اس قرآن پاک کے ذریعے بڑا جہاد۔'' محاذ پر لڑنا بیشک جہاد ہے مگر قرآن کے سمجھنے کے مقابلے میں چھوٹا جہاد ہے۔ قرآن کریم کا سمجھنا سمجھانا بڑا جہاد ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا جہاد فرمایا ہے۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيْرًا اس سے مراد قرآن کریم کا سمجھنا سمجھانا ہے۔ وَهُدًى اور ہدایت ہے، یہ قرآن پاک نری ہدایت ہے وَّرَحْمَةً اور رحمت محض ہے لیکن کن کیلئے؟ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو ایمان لائے اور تسلیم کرے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل شروع کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ یہ سب نعمتیں تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں جن کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے۔

دلائلِ توحید :

ارشاد ربانی ہے وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اللہ تعالیٰ نے ہی نازل کیا ہے آسمان کی طرف سے پانی۔ یہ بارش اللہ تعالیٰ کے سوا کون برساتا ہے؟ اسی حصر کیلئے لفظ اللہ کو مقدم لائیں ہیں اور اگر حصر مقصود نہ ہوتا تو اس طرح ہوتا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اور معنیٰ ہوتا ''اور نازل کرتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف سے پانی۔'' اور جب لفظ اللہ کو مقدم کیا تو معنیٰ ہے ''اللہ تعالیٰ ہی نازل کرتا ہے اور کوئی نہیں نازل کرتا آسمان کی طرف سے پانی۔'' فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس زندہ کیا اس کے ذریعے زمین کو اس کے مرنے کے بعد کہ درخت اگائے، سبزیاں اگائیں، کھیتیاں اگائیں جو انسانوں کیلئے خوراک ہیں،

حیوانوں کیلئے خوراک ہیں اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اس کی وحدانیت کی کھلی دلیل ہے لِقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ اس قوم کیلئے جو سنتی ہے تسلیم کرتی ہے۔ سننا، ماننے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ کہتے ہیں فلاں میری بات سنتا نہیں ہے یعنی مانتا نہیں ہے۔ لہذا جو قوم مان لے ان کیلئے بارش کے برسانے میں رب کی قدرت کی نشانی ہے۔ باقی دلائل آگے آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآىِٕغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ۙ۫ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿۷۰﴾

وَاِنَّ لَكُمْ اور بیشک تمہارے لئے فِی الْاَنْعَامِ مویشیوں میں لَعِبْرَةً البتہ عبرت ہے نُسْقِیْكُمْ ہم پلاتے ہیں تمکو مِمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ اس سے جوان کے پیٹ میں ہے مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ گوبر اور خون کے درمیان سے لَبَنًا خَالِصًا دودھ خالص سَآىِٕغًا آسانی سے حلق سے اترنے والا لِّلشّٰرِبِیْنَ پینے والوں کیلئے وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ اور کھجوروں کے پھلوں سے وَالْاَعْنَابِ اور انگوروں کے پھلوں سے تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ بناتے ہوتم اس سے سَكَرًا میٹھی چیزیں وَّرِزْقًا حَسَنًا اور اچھا رزق اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ بیشک اس میں لَاٰیَةً البتہ نشانی ہے

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کیلئے جو سمجھتی ہے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اور الہام کیا آپ کے رب نے اِلَى النَّحْلِ شہد کی مکھیوں کو اَنِ اتَّخِذِىْ کہ بناؤ تم مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا پہاڑوں میں گھر وَّمِنَ الشَّجَرِ اور درختوں پر وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ اور ان جگہوں میں جو لوگ چھپر باندھتے ہیں ثُمَّ كُلِىْ پھر کھاؤ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ہر قسم کے پھلوں سے فَاسْلُكِىْ پس چلو سُبُلَ رَبِّكِ اپنے رب کے راستوں پر ذُلُلًا جو ہموار کیے ہوئے ہیں يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا نکلتا ہے شہد مکھیوں کے پیٹ سے شَرَابٌ ایک پینے کی چیز مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ جسکی رنگت مختلف ہوتی ہے فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اس میں شفا ہے لوگوں کیلئے اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کیلئے جو فکر کرتی ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ پھر تم کو وفات دیگا وَمِنْكُمْ اور تم میں سے بعض مَّنْ وہ ہیں يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ جو لوٹائے جاتے ہیں نکمی عمر کی طرف لِكَىْ لَا يَعْلَمَ تاکہ نہ جانے بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا جاننے کے بعد کچھ بھی اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا قدرت والا ہے۔

انعاماتِ خداوندی کا ذکر

اللہ تعالیٰ اپنی کچھ نشانیوں اور نعمتوں کا ذکر فرماتے ہیں جو اس نے اپنی مخلوق پر کی ہیں۔ فرمایا وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً اور بیشک تمہارے لئے مویشیوں میں البتہ عبرت ہے خدا کی قدرت سمجھنے کیلئے اور مویشیوں سے مراد گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹنی ہیں نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ ہم پلاتے ہیں تمکو اس سے جو ان کے پیٹ میں ہے مِنْۢ

بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ گوبراور خون کے درمیان سے لَّبَنًا خَالِصًا دودھ خالص۔گوبراورخون کے درمیان سے دودھ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جانور کے پیٹ میں ایک طرف گوبر ہوتا ہے اور دوسری طرف خون ہوتا ہےاور درمیان میں دودھ ہوتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جانور جو چارہ کھاتا ہےاور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے معدہ اس کو ہضم کرتا ہے تو کچھ تو فضلہ گوبر مینگنیاں بن جاتا ہے کچھ پیشاب بن جاتا ہےاور کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خون بن جاتا ہے پھر خدا کی قدرت کہ کچھ خون تو بدن کی قوت کیلئے سب اعضاء میں پھیل جاتا ہےاور کچھ خون کو اللہ تعالیٰ دودھ کی شکل دے دیتے ہیں۔خدا کی قدرت کو سمجھنا چاہو تو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔وہ چارہ تم بیل ،بھینسے کو ڈالو تو دودھ نہیں بنے گا ،گائے اور بھینس کو ڈالو تو دودھ بنتا ہے خالص سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ آسانی سے حلق سے اترنے والا پینے والوں کیلئے ،بڑا لذیذ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔بچوں کی خوراک ہی یہی ہےاور بیماروں کیلئے بھی اسے خوراک بنایا ہے وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ اور کھجوروں کے پھلوں سے وَالْاَعْنَابِ اور انگوروں کے پھلوں سے بھی تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا بناتے ہو تم اس سے میٹھی چیزیں۔کھجور سے جو چینی بنتی ہے وہ سب سے زیادہ میٹھی ہوتی ہے، پھر کماد کی اور پھر شکر قندی کی۔بعض بیچارے سادے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں دوکاندار نے ٹھگ لیا ہے میٹھی چینی نہیں دی اس میں کوئی چیز ملادی ہے حالانکہ دوکاندار کا کوئی قصور نہیں ہے وہ چینی شکر قندی کی ہوتی ہے اور اس میں مٹھاس کم ہوتا ہے۔کھجوروں سے اور بہت ساری میٹھی چیزیں بنتی ہیں حلوہ وغیرہ اور کھجور ویسے بھی دیر تک رہتی ہے۔انگور خشک ہوکر منقہ بنتا ہے،سوگی (کشمش) بنتی ہے اور دیر تک رہتی ہے اور اس سے چینی بھی بناتے ہیں، شیرے اور شربت بھی بناتے ہیں وَّرِزْقًا حَسَنًا اور اچھا رزق اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بیشک اس

میں لَاٰیَۃً البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس قوم کیلئے جو سمجھتی ہے اور عقل سے کام لیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کھجوریں پیدا فرمائی ہیں انگور پیدا فرمایا ہے جو ہمارے لئے رزق ہے۔ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ یہاں وحی کا معنیٰ ہے الہام کرنا۔ اور الہام کیا آپ کے رب نے شہد کی مکھیوں کو اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا کہ بناؤ پہاڑوں میں اپنے گھر وَّمِنَ الشَّجَرِ اور درختوں پر اپنے چھتے بناؤ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ اور ان جگہوں میں جو چھپر باندھتے ہیں لوگ۔

شہد کی مکھیوں کا عجیب نظام :

شہد کی مکھیوں کا بھی عجیب نظام ہے۔ ان کا ایک بادشاہ ہوتا ہے جسکا نام یعسوب ہے وہ جسم میں دوسری مکھیوں سے بڑا ہوتا ہے اس کا سر بھی بڑا ہوتا ہے اگر کسی وقت کوئی اور بادشاہی کا دعویٰ کر دے تو اسکو قتل کر دیتی ہیں تاکہ فساد پیدا نہ ہو۔ سب مکھیاں بادشاہ کے تابع ہوتی ہیں۔ سفر میں سردار آگے آگے ہوتا ہے اور باقی مکھیاں پیچھے ہوتی ہیں اور چھتوں کے دروازے پر مکھیوں کا باقاعدہ پہرہ ہوتا ہے مجال نہیں کہ دوسرے چھتے کی مکھی یہاں آ جائے پہریدار نہیں چھوڑتے کیونکہ ان کو شناخت ہوتی ہے اپنے چھتے کی مکھیوں کی اور جو مکھی شہد لینے کیلئے گئی ہے اگر دیر سے آئے گی تو باقاعدہ اس سے باز پرس ہوتی ہے کہ تو دیر سے کیوں آئی ہے۔ بتیس (۳۲) میل فی گھنٹہ سفر کر سکتی ہے۔ ہم کبھی نیا مکان بنائیں تو بھول بھی جاتے ہیں مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ادراک دیا ہے کہ یہ نہیں بھولتی۔ عجیب قسم کا نظام ہے۔ تو فرمایا ہم نے مکھی کو الہام کیا کہ بنائے پہاڑوں میں مکان اور درختوں پر اور چھپروں پر۔ پہاڑی علاقوں میں لوگوں نے دیواروں میں جالے بنائے ہوئے ہیں جن میں مکھیاں رہتی ہیں ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ پھر کھاؤ ہر قسم کے پھلوں سے۔ تجربہ کار لوگ بتاتے

ہیں کہ بیری کے پھولوں سے حاصل کردہ شہد بہت عمدہ ہوتا ہے عرب حضرات اس کو زیادہ پسند کرتے ہیں باقی خدا کی شان ہے کہ پھول کھٹا ہو، پھیکا ہو یا کڑوا ہو لیکن وہ جب مکھی کے پیٹ سے گذر کر آتا ہے تو میٹھا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ فرمایا فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً پس چلو اپنے رب کے راستوں پر جو ہموار کئے ہوئے ہیں۔ بڑی آسانی کیساتھ جاتی ہے اور واپس سیدھی اپنے چھتے میں آکر داخل ہو جاتی ہے يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ نکلتا ہے شہد مکھیوں کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ جسکی رنگت مختلف ہوتی ہے۔ کوئی بالکل سفید ہے کوئی سرخی مائل ہوتا ہے کوئی کسی اور رنگ کا ہوتا ہے۔ اس میں ایک تو موسم اور پھلوں کا اثر ہوتا ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ بوڑھی مکھی کے شہد کا رنگ اور ہوتا ہے اور جوان مکھی کے شہد کا رنگ اور ہوتا ہے۔

شہد علاج بھی اور ذریعہ شفا بھی :

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اس شہد میں شفا ہے لوگوں کیلئے جو رب تعالیٰ نے اس میں رکھی ہے۔ جتنی سرد بیماریاں ہیں مثلاً فالج ہے، لقوہ ہے، گنٹھیا ہے، بدن میں درد ہے، ان سب کیلئے شفا ہے، مفرداً بھی اور دوسری دوائیوں کیساتھ ملا کر بھی۔ باقی طریقہ استعمال اور کتنا استعمال کرنا ہے یہ تو کوئی سمجھدار ہی بتا سکتا ہے۔ پھر یہ کہ جوانی میں کتنا استعمال کرنا ہے اور بڑھاپے میں کتنا استعمال کرنا ہے ان سب چیزوں کا تعلق حکمت کیساتھ ہے۔ پھر جوانی میں زیادہ فائدہ دیتا ہے بڑھاپے میں کم فائدہ دیتا ہے۔ جس میں جتنی قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی اس کو اتنا فائدہ دیگا۔ پہلے حکیم دواؤں کو محفوظ رکھنے کیلئے شہد استعمال کرتے تھے کہ دوائی میں شہد ڈال کر رکھ دو تو وہ خراب نہیں ہوتی جسطرح آج کل ڈاکٹر حضرات الکحل استعمال کرتے ہیں دواؤں کو محفوظ کرنے کیلئے اور الکحل کا حکم شراب کا نہیں ہے۔ جس

وقت میں دار العلوم سے فارغ ہو کر گکھڑ پہنچا تو مجھ پر ٹی۔بی کا حملہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے جو دوائی تجویز کی اس میں تیرہ (۱۳) فیصد الکحل تھا میں الکحل کو شراب سمجھتا تھا میں وہ دوائی استعمال نہ کی اور مجھے کوئی کتاب بھی نہ ملی کہ خود مسئلہ دیکھ لو۔ کیونکہ اس وقت یہاں کتابیں بہت کم تھیں۔ مفتی اعظم ہندوستان حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ زندہ تھے میں نے ان کو خط لکھا کہ میرے لئے ڈاکٹروں نے جو دوائی تجویز کی ہے اس میں تیرہ (۱۳) فیصد الکحل ہے اس دوائی کو استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔ مفتی صاحب نے اپنے ہاتھ مبارک سے لکھا کہ الکحل کا حکم شراب والا نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر مجھے بھی شامی، درمختار اور امداد الفتاویٰ وغیرہ ساری کتابیں مل گئیں جن میں میں نے خود بھی مسئلہ دیکھ لیا۔ اس وقت میرے خسر صاحب میاں محمد اکبر صاحب مرحوم زاہد الراشدی کے نانا جان زندہ تھے وہ مجھے سول ہسپتال گوجرانوالہ لے گئے ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا اور میرا پیشاب، خون اور تھوک ٹیسٹ کیا، رپورٹ آئی تو بڑے ڈاکٹر صاحب نے کہا تم مشکل سے چھ ماہ زندہ رہو گے۔ میاں جی مرحوم پریشان ہوئے اور میں ہنس پڑا۔ ڈاکٹر بڑے حیران ہوئے کہ ہم نے اس کو موت کی خبر دی ہے اور یہ ہنس پڑا ہے۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ ہنسے کیوں ہیں؟ میں نے کہا میرا رب پر ایمان ہے اور رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ موت کی خبر کسی کو نہیں ہے۔ تم کس طرح کہتے ہو کہ میں چھ ماہ بعد مر جاؤں گا اس لئے مجھے ہنسی آئی ہے۔ اس وقت سے لیکر اب تک اکاون (۵۱) سال گذر گئے ہیں میں زندہ ہوں۔

تو خیر شہد کے متعلق بتا رہا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سرد بیماریوں کیلئے شفا رکھی ہے۔ اور یاد رکھنا! اگر کوئی صفراوی مزاج والا یا پتلے دبلے بدن والا استعمال کرنا چاہے تو زیادہ مقدار استعمال نہ کرے مقدار سے زیادہ استعمال فائدے کی بجائے نقصان دیتا ہے۔

شہد کی خوراک دو تولے سے لے کر چار تولے تک ہے۔ بحسب عمر اور چھوٹے بچوں کیلئے مقدار اور بھی کم ہوتی ہے۔ عورتیں عموماً کہتی ہیں کہ ڈوا ہو گیا ہے۔ یہ ڈوا کیا ہے؟ معدے میں بلغم جمع ہو جاتی ہے جس سے چھاتی بولتی رہتی ہے۔ اس کا آسان علاج یہ ہے کہ بچے کو کسٹر آئیل پلا دو معدہ بھی صاف ہو جائے گا اور چھاتی بھی صاف ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کھانسی بھی ختم ہو جائے گی۔ کسی ڈاکٹر حکیم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور پہلے سمجھدار عورتیں اسی طرح کرتی تھیں کہ پندرہ دن کے بعد بچوں کو کسٹر یل پلا دیتی تھیں پہلے حکیم معدے کی صفائی سے علاج کرتے تھے پھر تحلیہ ہوتا تھا آج تمام ڈاکٹر جلاب کے مخالف ہیں حالانکہ جلاب میں بڑا فائدہ ہے۔ اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب تک معدے کی صفائی نہ ہو تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ معدہ صاف ہو جائے اور اس سے مواد فاسدہ خارج ہو جائیں پھر آگے علاج ہوگا۔ اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ تین چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے بڑا فائدہ رکھا ہے ان میں سے ایک جلاب فرمایا۔ لہذا جلاب بڑے بھی لیں اور چھوٹے بھی لیں اس سے معدہ صاف ہو جائے گا چھاتی صاف ہو جائے گی عروق سے مواد فاسدہ خارج ہو جائیں گے اور بڑا فائدہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شہد میں شفا ہے لوگوں کیلئے مگر شرط ہے کہ خالص ہو۔ اگر خالص نہ ہوا تو اس کا نقصان بھی زیادہ ہوگا اور چھوٹی مکھی کا شہد زیادہ مفید ہوتا ہے بنسبت بڑی مکھی کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ اس قوم کیلئے جو فکر کرتی ہے کہ حیوان ہیں اور ان کا کیا مستقل نظام ہے۔ باقاعدہ ان کا بادشاہ ہے اور اس کی اطاعت کرتی ہیں اس کے حکم سے جاتی ہیں اور آتی ہیں اگر کوئی لیٹ ہو جائے تو اس سے باز پرس ہوتی ہے شہد غلط لیکر آئے تو سزا ہوتی ہے۔ اپنے مکان

میں کسی کو داخل نہیں ہونے دیتیں۔ یہ شعور ان کو کس نے دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے دیا۔ فرمایا وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ پھر وہ تم کو وفات دیگا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ نکمی عمر کی طرف۔ ایسی نکمی عمر کہ نہ آنکھیں ساتھ دیتی ہیں، نہ کان ساتھ دیتے ہیں، نہ منہ ساتھ دیتا ہے کہ اس میں دانت نہیں ہیں لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا تاکہ نہ جانے جاننے کے بعد کچھ بھی۔ اپنے پوتوں، پڑپوتوں کے نام بھی یاد نہیں رکھ سکتا۔ آئیں تو پوچھتا ہے تم کون ہو اور تم کون ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایسا بڑھاپا کہ جس میں ہوش وحواس قائم ہوں ٹھیک ہے اور ایسا بڑھاپا کہ جس میں ہوش وحواس قائم نہ رہیں تو سب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بابے کی سختی سے معاف کردے یعنی ہمارا پیچھا چھوڑ دے کبھی ایسا بڑھاپا انسان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا قدرت والا ہے۔ مگر کوئی غور وفکر کرنے والا ہوتو۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۗ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۗ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾

وَاللّٰهُ فَضَّلَ اور اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ تم میں سے بعض کو بعض پر فِى الرِّزْقِ رزق میں فَمَا پس نہیں ہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ فُضِّلُوْا جن کو فضیلت دی گئی بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ لوٹانے والے اپنے رزق کو عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ان پر جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تاکہ وہ ہو جائیں اس میں برابر اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں وَاللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ نے جَعَلَ لَكُمْ بنائے تمہارے لئے مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تمہاری جانوں سے اَزْوَاجًا جوڑے وَّجَعَلَ لَكُمْ اور بنائے تمہارے لئے مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ تمہاری بیویوں سے بَنِيْنَ بیٹے وَحَفَدَةً

اور پوتے وَّرَزَقَكُمْ اور رزق دیا تم کو مِّنَ الطَّيِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں میں سے اَفَبِالْبَاطِلِ کیا پس باطل پر يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان لاتے ہیں وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور یہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے مَالَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا نہیں مالک ان کیلئے روزی کے مِّنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے وَالْاَرْضِ اور زمین سے شَيْئًا کچھ بھی وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اور نہیں طاقت رکھتے فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ پس نہ بیان کرو تم اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ يَعْلَمُ جانتا ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہیں جانتے۔

غلام کی مثال اور مسئلہ توحید :

قرآن پاک کے نزول کے وقت سرزمین عرب میں بہت سارے غلام اور لونڈیاں تھیں۔ غلام کی حیثیت جانور کی ہوتی تھی جس طرح جانوروں کی منڈیاں ہوتی ہیں اسی طرح غلاموں کی بھی منڈیاں ہوتی تھیں بیچے اور خریدے جاتے تھے۔ مختلف ممالک کے غلام ہوتے تھے حبشی رومی وغیرہ۔ غلام بالکل بے اختیار ہوتا ہے اپنی مرضی سے نہ خرید و فروخت کر سکتا ہے اور نہ شادی کر سکتا ہے جب تک مالک اجازت نہ دے اور جب تک مالک اس کو آزاد نہ کرے اس نے غلام ہی رہنا ہے۔ غلام اپنی استعداد کے مطابق مالک کا کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے غلام کی مثال دے کر مسئلہ توحید سمجھایا ہے اور شرک کی تردید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم جو میری مخلوق کو میرا شریک ٹھہراتے ہو فرشتوں کو، پیغمبروں کو، ولیوں کو کہ ان کے پاس بھی خدائی اختیارات ہیں اور یہ رب والے کام کر سکتے

ہیں تم یہ بتلاؤ کہ رب تعالیٰ نے جو تمہیں مال و دولت اور جائیداد دی ہے کیا تم یہ گوارا کرتے ہو کہ اپنے غلاموں اور باندیوں کو اس میں اپنا برابر کا شریک بنا لو کہ تمہارے غلام اور لونڈیاں تمہارے مال اور جائیداد میں برابر کے شریک ہیں حالانکہ غلام اور لونڈیاں بھی انسان ہیں اور ان کی تمام ضروریات وہی ہیں جو آقا کی ہیں صرف مجازاً یہ مالک ہے اور وہ مملوک ہے۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی بھی یہ گوارا نہیں کرتا تو رب تعالیٰ اپنی مخلوق کو کس طرح اپنا شریک بنا سکتا ہے؟ او ظالمو! تم نے رب کی مخلوق کو رب کا شریک کس طرح بنا دیا ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان تو کوئی نسبت بھی نہیں ہے تو وہ رب کے شریک کس طرح بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور اللہ تعالیٰ نے ہی فضیلت دی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر فِي الرِّزْقِ رزق میں۔ کسی کو زیادہ دیا ہے کسی کو کم دیا ہے ظاہر بات ہے فَمَا الَّذِيْنَ پس نہیں ہیں وہ لوگ فُضِّلُوْا جن کو فضیلت دی گئی ہے بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ لوٹانے والے اپنے رزق کو عَلٰى مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ان پر جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ یعنی اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو وہ ایسے طریقے سے رزق دینے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ پس وہ ہو جائیں اس میں برابر۔ ایسا نہیں کریں گے، یہاں رزق سے مراد کھانا، پینا، لباس مراد نہیں ہے یہ تو مالک نے دینا ہی ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد مال اور جائیداد ہے کہ اپنے مال، جائیداد، کارخانہ، مل، زمین میں غلاموں کو شریک کرنا گوارا نہیں کرتے کہ وہ تمہارے برابر کے ہو جائیں، رب تعالیٰ کس طرح گوارا کرتا ہے کہ مخلوق اس کے برابر ہو جائے اور خدائی اختیارات وہ اپنی مخلوق کو دیدے اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے۔ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کیا پس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہو کہ نہ اپنے لئے شریک گوارا کرتے ہو اور نہ لڑکیاں گوارا کرتے

ہواور اللہ تعالیٰ کیلئے شریک اور بیٹیاں بناتے ہو، اپنے قاصد اور سفیر کی توہین برداشت نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی توہین کرتے ہو۔ روس کے ایک پروفیسر نے کتاب لکھی ہے جس میں قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ ملکیت میں سب لوگ برابر ہیں لیکن لوگ دوسروں کو دیتے نہیں ہیں۔ لہذا بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس کا استدلال صحیح نہیں ہے ھُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ کے جملہ پر فا داخل ہے فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ پس وہ اس میں برابر ہو جائیں۔ اور واو ہوتی تو اس کا استدلال کرنا صحیح ہوتا، پھر معنٰی ہوتا کہ یہ ان کو رزق نہیں دیتے حالانکہ وہ اس میں برابر ہیں۔ تو واو اور فا کا اتنا فرق ہے۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اور اللہ تعالیٰ نے بنائے تمہاری جانوں سے تمہارے جوڑے مرد بھی پیدا کئے عورتیں بھی پیدا کیں وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَةً اور بنائے تمہارے لئے بیویوں سے بیٹے اور پوتے حَفَدَةٌ حَفِیْدٌ کی جمع ہے، پوتے بھی بنائے یعنی نسل چلائی۔ رزق دینے والا، اولاد دینے والا، مرد اور عورتوں کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے، اللہ تعالیٰ نے مغز تمہیں دیا اور چھلکا اور بھوسہ جانوروں کو دیا اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ کیا پس تم باطل پر ایمان لاتے ہو وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وہ انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ تم شمار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے۔'' سانس اللہ کی نعمت ہے کہ جس کے ذریعے انسان زندہ رہتا ہے اسی کو شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا کہ چوبیس گھنٹوں میں کتنا سانس لیتا ہے باقی نعمتیں تو درکنار رہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں کی اللہ تعالیٰ نے بھی اس چیز کا شکوہ کیا ہے

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ [الانعام:۹۱] ''اور نہیں قدر کی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔'' دیکھو! اگر کوئی ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور مسئلہ بھی آنحضرت نے فرمایا مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهِ ''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا۔'' چاپلوسی بُری بات ہے لیکن شکریہ ادا کرنا صحیح ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ کسی نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے تو کہو جزاک اللّٰہ اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے۔ تو تم بندوں کا شکریہ ادا کرتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے انکار کرتے ہو وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور یہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے مَا اس مخلوق کی لَا یَمْلِکُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا نہیں مالک وہ ان کیلئے روزی کے آسمانوں سے اور نہ زمین سے کچھ بھی۔ رزق نہ فرشتوں کے پاس ہے نہ انسانوں کے پاس ہے نہ جنوں کے پاس ہے رزق صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ جن کی پوجا کرتے ہیں وہ رزق کے مالک نہیں ہیں۔ رزق دینا تو در کنار وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اور نہیں وہ طاقت رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی ایک دانہ بھی نہیں اُگا سکتا یہ سب نعمتیں رب تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور وہی دیتا ہے لیکن تم رب کی نعمتیں استعمال کرتے ہو اور پھر سرکشی کرتے ہو۔

مشرکین کے ڈھکوسلے :

آگے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے ڈھکوسلوں کا رد فرمایا ہے۔ مشرک رب تعالیٰ کی ذات کا منکر نہیں ہوتا بلکہ ظاہراً رب کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ کو بڑی بلند ذات مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری رسائی اللہ تعالیٰ تک نہیں ہے کیونکہ وہ بہت بلند ذات ہے اور ہم گنہگار لوگ ہیں ہماری خدا تک رسائی نہیں ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں

ان کی اللہ تعالیٰ تک پہنچ ہے اس لئے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردیں۔ سورۃ زمر آیت نمبر۳ میں ہے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ''نہیں عبادت کرتے ہم ان کی مگر اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلائیں۔'' پھر اس پر مثالیں دیتے تھے کہ مکان پر چڑھنے کیلئے سیڑھیوں کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات تو بہت بلند ہے اس تک پہنچنے کیلئے یہ بزرگ سیڑھیاں ہیں۔ پھر کہتے بادشاہ کو ملنے کیلئے وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، ڈی سی وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے براہ راست کون مل سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی ذات تو بہت بلند ہے براہ راست اس کو کون مل سکتا ہے، یہ ولی پیغمبر اللہ تعالیٰ تک رسائی کیلئے وسیلے ہیں اس لئے ہم ان کی پوجا کرتے ہیں، ان کو سجدے کرتے ہیں اور ان کے نام کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے کام نکلواتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ پس نہ بیان کرو تم اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں اس طرح کی اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ دیکھو! بادشاہ کو ملنے کیلئے وسیلے کی ضرورت دو وجہ سے ہوتی ہے۔

۱)..... ایک تو اس لئے کہ بادشاہ کو خطرہ ہوتا ہے کہ آنے والا معلوم نہیں کون ہے کہیں مجھے گولی ہی نہ مار دے اس لئے تسلی کیلئے وہ واسطے سے ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ وہ تسلی کیلئے واسطے بنائے اور مقرر کرے۔

۲)..... اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بادشاہ نہ عالم الغیب ہے اور نہ علیم کل ہے کہ اس کو اپنی رعایا کے حالات کا علم ہو۔ تو ملنے والا وسیلہ تلاش کرتا ہے کہ میں جا کر صحیح حالات سے آگاہ کروں اور اللہ تعالیٰ کو اس وجہ سے بھی وسیلوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور علیم کل ہے، وہ ظاہر باطن کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ رہی مثال مکان پر

چڑھنے کیلئے سیڑھیوں کی تو سورۃ ق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ''اور ہم زیادہ قریب ہیں اس کے شہ رگ سے۔'' تو رب تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے یہاں کونسی سیڑھی لگاؤ گے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مت بیان کرو مثالیں اللہ تعالیٰ کیلئے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ لہذا ایسی مثالوں اور ڈھکوسلوں کی اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے وہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ لہذا اس کیلئے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

ضَرَبَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے مَثَلًا مثال عَبْدًا ایک غلام ہے مَّمْلُوْكًا کسی کی ملک میں لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ نہیں وہ قدرت رکھتا کسی شے پر وَّمَنْ اور ایک وہ شخص ہے رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا جس کو ہم نے رزق دیا اپنی طرف سے اچھا رزق فَهُوَ يُنْفِقُ پس وہ خرچ کرتا ہے مِنْهُ اس سے سِرًّا پوشیدہ بھی وَّجَهْرًا اور ظاہر بھی هَلْ يَسْتَوٗنَ کیا یہ دونوں برابر ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال رَّجُلَيْنِ دو آدمی ہیں اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ ان میں سے ایک گونگا ہے لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ نہیں قدرت

رکھتا کسی شے پر وَّهُوَ كَلٌّ اور وہ بوجھ ہے عَلٰى مَوْلٰهُ اپنے آقا پر اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ جدھر بھی اس کا آقا اس کو متوجہ کرتا ہے لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ وہ نہیں لاتا خیر هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ کیا برابر ہے وہ وَمَنْ اور وہ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ جو حکم کرتا ہے انصاف کا وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور وہ سیدھے راستے پر ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے آسمانوں کا غیب وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اور نہیں ہے معاملہ قیامت کا اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ مگر جیسے آنکھ کا جھپکنا اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یا اس سے بھی زیادہ قریب ہے اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہر چیز پر قادر ہے۔

ماقبل سے ربط :

پچھلے سبق میں آپ نے یہ بات پڑھی کہ کوئی آدمی اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ اس کا غلام اس کے مال اور جائیداد، کارخانے میں، سونے چاندی میں برابر کا شریک ہو جائے اور اس مال جائیداد میں اس کا بھی اسی طرح کا حق ہو جسطرح کا تمہارا حق ہے۔ تم اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ برابر کا حقدار بنانا پسند نہیں کرتے حالانکہ وہ بھی انسان ہیں اور جو ضروریات تمہاری ہیں ان کی بھی وہی ہیں اور رب تعالیٰ کی مخلوق کو رب تعالیٰ کیساتھ شریک ٹھہراتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ اسی سلسلے میں یعنی مشرک اور شرک کے رد میں اللہ تعالیٰ دو مثالیں اور بیان فرماتے ہیں۔

شرک کی تردید بطریق امثال :

فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے عَبْدًا مَّمْلُوْكًا عبد کا

لفظ بندے پر بولا جاتا ہے وہ آزاد بھی ہو سکتا ہے اور غلام بھی، اور عبد ہونا بڑی صفت ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی پہلی صفت عبد بیان فرمائی ہے عَبْدُهٗ پھر فرمایا
وَرَسُوْلُهٗ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور رسالت کا درجہ بہت بلند ہے اور
عبدیت کا بھی ایک مقام ہے۔ کیونکہ عبدیت کہتے ہیں اس تعلق کو جو بندے کا رب کیساتھ
ہوتا ہے اور رسالت وہ تعلق ہے جو بندے کا مخلوق کیساتھ ہوتا ہے۔ رسالت کا معنٰی ہے
پیغام پہنچانا اور رسول کا معنٰی ہے پیغام پہنچانے والا، اللہ کی مخلوق تک اللہ تعالیٰ کے احکام
پہنچانے والا۔ اور وہ حق جو بندے کا اللہ تعالیٰ کیساتھ ہے اس کیلئے عَبْدُهٗ ہے اللہ تعالیٰ
کیساتھ تعلق استوار کرنے کے بعد رَسُوْلُهٗ ہے کہ رب کے احکام پہنچاتے ہیں۔
آنحضرت ﷺ کے معراج کا ذکر پندرھویں پارے میں ہے اس میں بھی عبد کا لفظ فرمایا ہے
سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا ''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات
لے گئی۔'' اور ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش عظیم کے پاس پہنچ کر رب تعالیٰ کیساتھ ہم کلام
ہوئے، اس کا ذکر فرمایا تو لفظ عبد کے ساتھ ہی فرمایا ہے فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی
''پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔'' [نجم: ۱۰]
واپس تشریف لائے تو اَلتَّحِیَّات کا تحفہ لے کر آئے۔ اس میں بھی عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ہے۔
یعنی عبد کا وصف اس میں بھی موجود ہے۔ زمین پر تھے تو عبد تھے عرش پر پہنچے تو بھی عبد رہے
اور واپس تشریف لائے تو بھی عبد ہی، لہٰذا عبد کا مقام بہت بلند ہے اور مملوک کا معنٰی غلام۔
تو عبد آزاد بھی ہوتا ہے اور غلام بھی۔ اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے کہ ایک غلام ہے جو کسی
کی ملک میں ہے ایک بندہ ہے غلام لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ نہیں وہ قدرت رکھتا کسی شے
پر۔ غلام نہ کوئی شے خرید سکتا ہے نہ بیچ سکتا ہے نہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتا ہے۔ ایک شخص

یہ ہے وَّمَنْ اور ایک وہ ہے رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا جس کو ہم نے رزق دیا ہے اپنی طرف سے بڑا اچھا رزق، وافر، حلال اور طیب فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا پس وہ اس سے خرچ کرتا ہے اس میں سے پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی۔ تو ایک غلام ہے جو کسی شے پر قدرت نہیں رکھتا بے اختیار ہے اور دوسرا اپنے مال کا مالک ہے جسطرح چاہے اپنے مال میں تصرف کرے هَلْ يَسْتَوٗنَ کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اپنے ملک میں جو چاہے کرے اور مخلوق مملوک ہے چاہے کوئی کتنی اونچی شان والا کیوں نہ ہو وہ خدا کے دیئے ہوئے اختیار سے زیادہ کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر اس مخلوق میں نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا یہ ایمان کی بنیاد ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے اعلان کروایا قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا [اعراف:۱۸۸] ''اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں میں نہیں مالک اپنے نفس کیلئے نفع کا اور نہ نقصان کا۔'' اور سورۃ جن آیت نمبر ۲۱ میں ہے قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ''اے پیغمبر آپ کہہ دیں نہیں مالک میں تمہارے لئے نقصان کا اور نہ نفع کا۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے یہ اعلان اس لئے کروایا کہ آپ ﷺ کے بلند و بالا درجے کو دیکھ کر کوئی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے تو جب آپ ﷺ کسی نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں اور نہ اپنے نفع نقصان کے مالک ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور کون مالک ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہے سو کرے اور جسطرح چاہے کرے کسی کو کچھ دے، نہ دے۔ اور مخلوق ساری مملوک ہے وہ کیا کرسکتی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مثال دے کر سمجھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک قید خانے میں بہت سارے قیدی ہوں۔ ایک قیدی دوسرے قیدی کو کہے کہ تو مجھے چھڑا دے تو کیا وہ

اس کو چھڑا سکتا ہے وہ تو خود قیدی ہے تجھے کیا چھڑائے گا؟ ساری مخلوق رب تعالیٰ کے احکام میں قیدی ہے رب کے احکام سب پر نافذ ہیں وہ خدائی اختیارات میں سے تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ ہاں! دعا کر سکتے ہیں کہ اے پروردگار! یہ بندہ عاجز ہے اسکی امداد کر۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہم نے بات سمجھا دی ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ قادر اور عبدالقادر برابر نہیں ہو سکتے، مالک اور مملوک برابر نہیں ہو سکتے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے نہیں سمجھتے۔

دوسری مثال :

دوسری مثال وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال رَّجُلَيْنِ دو آدمی ہیں اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ ان دو میں سے ایک گونگا ہے اس کی زبان نہیں چلتی لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ نہیں قدرت رکھتا کسی شے پر۔ نہ بات کر سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے اور جو بات نہ سمجھے تو اس پر بڑا غصہ آتا ہے کہ میری بات کیوں نہیں سمجھتا وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر، اپنے مالک پر جس کے پاس بھی ہوگا اس پر بوجھ ہوگا چاہے باپ اور بھائی کے پاس بھی ہو اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ جدھر بھی اس کا آقا اس کو بھیجتا ہے متوجہ کرتا ہے لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ وہ نہیں لاتا خیر۔ کام بگاڑ کر آتا ہے سنوار کر نہیں آتا ایک تو یہ ہے هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ کیا برابر ہو سکتا ہے وہ وَمَنْ اور وہ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ جو حکم کرتا ہے انصاف کا، عدل کا زبان اس کی چلتی ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یہی حال ہے کافر اور مومن کا۔ کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حقیقتاً بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ نہیں! بلکہ کان ہیں مگر حق کی بات سنتے نہیں ہیں، زبانیں ہیں مگر حق بات کہنے کیلئے تیار نہیں

ہیں ، آنکھیں ہیں مگر حق کی نشانیاں نہیں دیکھتے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اَنْ تَرٰی صُمًّا بُکْمًا مُلُوْکَ الْاَرْضِ یہ کہ تو دیکھے گا بہرے اور گونگوں کو بادشاہ زمین کا۔

آج سے تقریباً پینسٹھ، ستر (۶۵، ۷۰) سال پہلے کی بات ہے کہ ہم نے جب یہ حدیث پڑھی نوعمری تھی استاذ محترم مولانا عبدالقدیر صاحبؒ یہاں بھی تشریف لاتے رہتے تھے اب فوت ہو گئے ہیں ان کی نماز جنازہ بھی میں نے پڑھائی تھی۔ ان سے ہم نے پوچھا کہ حضرت! اس وقت آنکھوں والے نہیں ہونگے، کان اور زبان والے نہیں ہونگے کہ لوگ بہروں گونگوں کو بادشاہ بنائیں گے؟ تو حضرت نے فرمایا میاں! آنکھیں ہونگی، زبانیں بھی ہونگی، کان بھی ہونگے لیکن حق کی بات نہیں سنیں گے حق بات زبان سے نکالیں گے نہیں حق کی نشانیاں نہیں دیکھیں گے۔ اس وقت جتنے حکمران ہیں سب بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ بیچارے طالبان کے پاس تھوڑا سا رقبہ ہے سب مغربی دنیا ان کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ یہ انسانی حقوق ضائع کرتے ہیں عورتوں کو سزا دیتے ہیں یعنی قرآن پاک پر عمل کرنا ان کے نزدیک حق تلفی ہے اور خود جو ظلم کرتے ہیں ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ ان پر تو اتنا افسوس نہیں کیونکہ وہ ہیں ہی کافر افسوس تو ان پر ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں کہ کم از کم طالبان کی تائید تو کھل کر کرو کہ یہ کوئی ظلم نہیں کر رہے کوئی حق تلفی نہیں کر رہے اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کر رہے ہیں۔ واحد ملک ہے جس میں قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کا حکم نافذ ہے اور ان کو تنگ کرنے کی بھی یہی وجہ ہے۔ کیونکہ کافر یہ بات کب برداشت کر سکتا ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں مکمل اسلامی قانون نافذ ہو۔ تو مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے وَھُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور وہ سیدھے راستے پر ہے۔ مومن عدل وانصاف کرتا ہے زبان اس کی

چلتی ہے حق پر ہے اور کافر گونگا ہے اور باطل پر ہے کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

غیب کا معنیٰ اور مفہوم :

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا۔غیب کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ جو چیز رب تعالیٰ سے غیب ہے بلکہ اس کا معنیٰ ہے کہ مخلوق سے جو چیز غائب ہے اس کو بھی رب جانتا ہے اور جو چیز مخلوق کے سامنے ہے اس کو بھی رب جانتا ہے عالم الغیب والشھادۃ رب تعالیٰ کی صفت ہے۔کوئی ذرہ، کوئی قطرہ اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔رات کو چلنے والا، دن کو چلنے والا، روشنی میں چلنے والا، اندھیرے میں چلنے والا اس کے سامنے سب برابر ہیں اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کا غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ہاں! غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بتلائی ہیں اور سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کو بتلائی ہیں۔فرمایا وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اور نہیں ہے معاملہ قیامت کا مگر جیسے آنکھ کا جھپکنا۔آنکھ کے جھپکنے کی دیر میں قیامت قائم ہو جائے گی اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یا اس سے بھی زیادہ قریب ہے، قیامت دور نہیں ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ جو مرا اس قیامت قائم ہوگئی۔بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے اگلا سارا جہان سامنے ہے بلکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے جان نکالنے والے فرشتے نظر آتے ہیں اور ان کیساتھ گفتگو ہوتی ہے۔اور نیک ہے تو کہتا ہے قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو اور برا ہے تو کہتا ہے اَيْنَ تَذْهَبُوْنِیْ مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔یہ سب کچھ صحیح ہے مگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا مکلف بنایا ہے۔تو قیامت آنکھ جھپکنے کی دیر میں برپا ہوگی یا اس سے بھی

زیادہ قریب میں اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع ۱۷

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو نکالا مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا تم نہیں جانتے تھے کچھ بھی وَّجَعَلَ لَكُمُ اور بنائے تمہارے لئے السَّمْعَ کان وَالْاَبْصَارَ اور آنکھیں وَالْاَفْـِٕدَةَ اور دل لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکر ادا کرو اَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا

انہوں نے اِلَی الطَّیْرِ پرندوں کی طرف مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ جو مسخر ہیں آسمان کی فضا میں مَا یُمْسِکُھُنَّ نہیں روکتا ان کو اِلَّا اللّٰہُ مگر اللہ تعالیٰ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بیشک البتہ اس میں نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے لئے مِّنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا تمہارے گھر سکونت کیلئے وَّجَعَلَ لَکُمْ اور بنائے تمہارے لئے مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ جانوروں کے چمڑوں سے بُیُوْتًا گھر تَسْتَخِفُّوْنَھَا جن کو تم ہلکا سمجھتے ہو یَوْمَ ظَعْنِکُمْ جس دن تم کوچ کرتے ہو وَیَوْمَ اِقَامَتِکُمْ اور جس دن تم ٹھہرتے ہو وَمِنْ اَصْوَافِھَا اور ان کی اون سے وَاَوْبَارِھَا اور ان کی پشم سے وَاَشْعَارِھَآ اور ان کے بالوں سے اَثَاثًا سامان بناتے ہو وَّمَتَاعًا اور نفع کی چیزیں اِلٰی حِیْنٍ ایک مدت تک وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے لئے مِّمَّا خَلَقَ اس چیز سے جو پیدا کی ہے ظِلٰلًا سائے وَّجَعَلَ لَکُمْ اور بنائے ہیں تمہارے لئے مِّنَ الْجِبَالِ اَکْنَانًا پہاڑوں سے غار وَّجَعَلَ لَکُمْ اور بنائے ہیں تمہارے لئے سَرَابِیْلَ قمیصیں تَقِیْکُمُ الْحَرَّ جو بچاتی ہیں تمہیں گرمی سے وَسَرَابِیْلَ اور قمیصیں تَقِیْکُمْ بَاْسَکُمْ جو بچاتی ہیں تمہیں میدان جنگ میں کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ اسی طرح مکمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کو عَلَیْکُمْ تم پر لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم فرمانبردار ہو جاؤ فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ اعراض کریں فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

آپ کے ذمہ ہے بات کو پہنچا دینا بات کو کھول کر یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ پہچانتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا پھر انکار کرتے ہیں اس نعمت کا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ اور اکثر ان کے نافرمان ہیں۔

دو تین رکوعوں سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور قدرت کے دلائل کا ذکر چلا آ رہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات وصفات سے وحدہ لاشریک لہٗ ہے۔ نہ انسانوں میں اس کا کوئی شریک ہے، نہ فرشتوں میں، نہ جنوں میں، نہ پیغمبروں میں، نہ ولیوں میں اس کا کوئی شریک ہے۔ خدائی اختیارات میں اللہ تعالیٰ ہی تمہارا خالق ہے اور وہی تمہارا مالک ہے اور وہی تمہارا رازق ہے اس سلسلے کے بعض دلائل کا ذکر ہے۔

توحید کے بعض دلائل :

فرمایا وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو نکالا مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا تم نہیں جانتے تھے کچھ بھی۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کو کوئی شُد بُد نہیں ہوتی، کسی شے کا کوئی علم نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ میں نے اپنی خوراک ماں کی چھاتی سے حاصل کرنی ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں رکھی ہے کہ پیدا ہوتے ہی ماں کے پستان تلاش کرتا ہے اور چوستا ہے یہ اس کی فطرت ہے اور اس کے اختیار میں بھی نہیں ہے۔ یہ اس کو کس نے پڑھایا ہے کہ تیری خوراک تیری ماں کی چھاتی میں ہے اور تو نے چوس کر حاصل کرنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں رکھا ہے۔ سورۃ البلد پارہ ۳۰ میں ہے وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ''اور ہم نے ہدایت کر دی دونوں راستوں کی۔'' کہ تو دایاں پستان بھی چوس اور بایاں پستان بھی چوس پھر خدا کی شان ہے کہ اگر خوراک کی وجہ سے ماں کے دودھ میں خرابی پیدا ہو جائے تو بچہ دودھ نہیں پیتا۔ اس

وقت فوراً دودھ ٹیسٹ کروانا چاہیے ضروری نہیں کہ یہ خرابی ہمیشہ کیلئے ہو بسا اوقات عورتیں ایسی خوراک کھا لیتی ہیں کہ عارضی طور پر دودھ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے یہ سب فطرتی باتیں ہیں کہ اس وقت بچہ دودھ نہیں پیتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ اور اللہ تعالیٰ نے بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل۔ کانوں کیساتھ سنتے ہو، آنکھوں کیساتھ دیکھتے ہو، دل کیساتھ سمجھتے اور غور کرتے ہو۔ یہ نعمتیں کیوں دیں لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تاکہ تم شکر ادا کرو۔ مگر انسان جیسا کہ آگے آئے گا وَأَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُونَ اور اکثریت ان کی ناشکری کرنے والی ہے۔ اور سورۃ السبا آیت نمبر ۱۳ میں ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ''اور بہت تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جو یعنی فضا کی طرف توجہ دلائی۔ فرمایا أَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے إِلَى الطَّيْرِ پرندوں کی طرف مُسَخَّرٰتٍ فِي جَوِّ السَّمَآءِ جو مسخر ہیں آسمان کی فضا میں۔ زمین و آسمان کے درمیان فضا میں کافی وزنی وزنی پرندے پھرتے ہیں ان کو پر کس نے دیئے ہیں اور ہوا میں اڑنے کا طریقہ کس نے بتلایا؟ کون ہے جو وزنی وزنی پرندوں کو فضا میں اڑاتا ہے مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ نہیں روکتا ان کو مگر اللہ تعالیٰ۔ پیدا بھی اسی نے کیا، پر بھی اسی نے دیئے اور اڑنے کا طریقہ بھی اسی نے بتلایا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ کتنے وزنی وزنی پرندے اڑتے ہیں بلندی پر جاتے ہیں اور اترتے ہیں اور بعضے کئی کئی گھنٹے فضا میں رہتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ اس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے تمہارے لئے مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا تمہارے گھر سکونت کیلئے۔ جن میں تم رہتے ہو گرمی اور سردی سے بچتے ہو، بارش اور

طوفان سے بچتے ہو، جن میں تمہاری جانیں اور مال محفوظ ہیں۔ یہ مکان تمہیں کس نے دیئے ہیں؟ یہ رب تعالیٰ کی نعمت نہیں ہے؟ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا اور بنائے تمہارے لئے جانوروں کے چمڑوں سے گھر۔ عرب میں اُس وقت بھی خانہ بدوش لوگ ہوتے تھے اور اب بھی ہیں۔ سادہ زمانہ تھا وہ لوگ دو دو، تین تین چمڑے جوڑ کر سائبان بناتے تھے خیمے بناتے تھے جہاں ٹھہرتے تھے خیمہ لگا لیتے تو یہ چمڑے کس نے پیدا فرمائے ہیں جن سے تم مکان بناتے ہو تَسْتَخِفُّوْنَهَا جن کو تم ہلکا سمجھتے ہو يَوْمَ ظَعْنِكُمْ جس دن تم کوچ کرتے ہو وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ اور جس دن تم اقامت کرتے ہو۔ خانہ بدوش لوگ جہاں پانی، سبزہ، درخت دیکھتے تھے وہاں ڈیرہ لگا لیتے تھے کچھ مدت وہاں ٹھہرے پھر آگے چل پڑے آگے جا کر ڈیرہ لگا لیا۔ ظاہر بات ہے کہ اینٹ، پتھر، گارے کے مکان تو ساتھ نہیں لے جا سکتے اور چمڑے کے خیمے ہلکے پھلکے ساتھ اٹھائے پھرتے، یہ کس نے تمہارے لئے بنائے ہیں؟ وَمِنْ اَصْوَافِهَا اور ان جانوروں کی اون سے وَاَوْبَارِهَا اور ان جانوروں کی پشم سے وَاَشْعَارِهَآ اور ان کے بالوں سے اَثَاثًا سامان بناتے ہو۔ اَصْوَاف صَوْف کی جمع ہے بھیڑوں کی اون۔ اس سے سردی سے بچاؤ کے کپڑے بنتے ہیں۔ اَوْبَار وَبَرٌ کی جمع ہے معنیٰ ہے اونٹ کی پشم۔ اور اونٹ کی پشم سے کمبل وغیرہ بنتے ہیں اور اَشْعَار شَعْرٌ کی جمع ہے بکریوں کے بال۔ اور بکریوں کے بالوں سے بوریاں بنتی ہیں اور سامان بنتے ہیں قالین بناتے ہو، یہ سب چیزیں کس نے پیدا فرمائی ہیں؟ وَمَتَاعًا اور سامان اور نفع کی چیزیں ان سے بناتے ہو اِلٰى حِيْنٍ ایک مدت تک وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے لئے مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا اس چیز سے جو اس نے پیدا کی ہے سائے۔ گرمی کے زمانے میں درختوں کا سایہ اللہ تعالیٰ کی نعمت

ہے۔ ہمارے علاقے قدرے معتدل ہیں اور عرب کا علاقہ بڑا گرم ہے تو ان کو سائے کی قدر بھی زیادہ ہے وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا اور بنائے ہیں تمہارے لئے پہاڑوں سے غار۔ اَكْنَانَ كِنٌّ کی جمع ہے اور كِنٌّ کا معنی ہے غار۔ تمہارے چھپنے کیلئے پہاڑوں میں یہ غاریں کس نے بنائی ہیں؟

طالبان کی کامیابی:

افغانستان میں طالبان کو حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی ہے لیکن ظاہری اسباب میں وہاں کے بڑے بڑے پہاڑ ہیں ان کی غاروں میں ان کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کہ نہ جہاز ان کا کچھ بگاڑ سکے نہ ٹینک کچھ کر سکے نہ توپیں اور بم ان کا کچھ بگاڑ سکے۔ یہ قدرتی پہاڑ ان کے دفاع کا سامان تھا اگر میدانی علاقہ ہوتا جیسے ہمارا علاقہ ہے تو روس جیسی طاغوتی طاقت کے آگے ٹھہرنا عالم اسباب میں بہت مشکل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہی تمہارے لئے پہاڑوں میں غار بنائے چھپنے کیلئے۔ وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ سَرَابِيلَ سِرْبَالٌ کی جمع ہے اور بنائیں تمہارے لئے قمیصیں تَقِيكُمُ الْحَرَّ جو بچاتی ہیں گرمی سے، سردی سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں ابھی تم نے اون اور ریشم کا ذکر سنا ہے وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ اور قمیصیں جو تمہیں میدان جنگ میں بچاتے ہیں۔ جنکو زرہ کہتے ہیں۔ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بنائی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ [سبا:۱۰] ''اور ہم نے نرم کر دے ان کیلئے لوہے کو'' کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا تھا اور وہ اس سے زرہ بناتے تھے اور میدان جنگ میں پہنتے تھے جس سے نہ تلوار اثر کرتی تھی اور نہ نیزہ اور تیر اثر کرتا تھا، یہ چیزیں کس نے پیدا فرمائی ہیں؟ اور نزول قرآن کے وقت یہی چیزیں اہم نعمتیں تھیں اور اب تو ان کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے كَذَلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ اسی طرح

مکمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کو عَلَیْکُمْ تم پر لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم فرمانبردار ہو جاؤ۔ نعمتوں کی قدر کرنا یہ انسانیت کا جذبہ ہے اور ناشکری کرنا ابلیس لعین کی صفت ہے۔ اور شکریہ کا بہترین عمل نماز ہے۔ نماز میں ہاتھ بھی نیچے لگیں گے، گھٹنے اور پاؤں بھی، ناک اور پیشانی بھی اور عاجزی کیساتھ کہے گا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ رب کی نعمتیں کھا کر الحمد للہ کہہ دیں بس شکریہ ادا ہو گیا۔ بیشک لفظ الحمد للہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ ہے مگر اسی میں بند سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ نعمتوں سے فائدہ تو سر سے لے کر پاؤں تک سارا بدن اٹھائے گا اور شکریہ کیلئے صرف دو تولے کی زبان سے الحمد للہ کہنا کافی سمجھا جائے۔ لہٰذا یاد رکھنا! کامل شکریہ نماز پڑھنا ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ اعراض کریں ساری نعمتیں سن کر اور دیکھ کر بھی توجہ نہ کریں تو فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ پس پختہ بات ہے اے نبی کریم ﷺ! آپ کے ذمہ ہے بات کو کھول کر پہنچا دینا منوانا اور تسلیم کرانا آپ کا فریضہ نہیں ہے۔ ہدایت پیش کرنا پیغمبر کا کام اور فریضہ ہے اور دینا رب تعالیٰ کا کام ہے اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [قصص:۵۶] ''بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کیساتھ آپ کی محبت ہے اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔''

ہادی کا مفہوم :

آپ ﷺ ہادی ہیں بایں معنٰی آپ ﷺ ہدایت پیش کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ کے بغیر ہدایت کوئی نہیں دے سکتا۔ تو فرمایا آپ کے ذمہ ہے بات کو کھول کر پہنچا دینا آگے ان کی مرضی ہے تسلیم کریں یا نہ کریں یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں کہ زمین اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، آسمان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، چاند، سورج،

ستارے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، خوراک، لباس، آنکھیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، کان، ہاتھ، پاؤں، دل، دماغ وغیرہ بے شمار اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا [ابراہیم: ۳۴] "اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہ کر سکو گے۔" ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا پھر انکار کرتے ہیں ان کا کہ شکر ادا نہیں کرتے جیسا کہ شکر ادا کرنا چاہیے وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ اور اکثر ان کے نافرمان ہیں ناشکرے ہیں۔ رب تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے شکر ادا نہیں کرتے جو کہ انسان کے فریضے میں شامل ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۴﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۸۶﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۷﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۸۹﴾

وَيَوْمَ اور جس دن نَبْعَثُ ہم کھڑا کریں گے مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ ہر امت سے شَهِيدًا ایک گواہ ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ پھر نہیں اجازت دی جائے گی لِلَّذِينَ كَفَرُوا ان لوگوں کو جو کافر ہیں وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ اور نہ ان سے توبہ وصول کی جائے گی وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا اور جس وقت دیکھیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا الْعَذَابَ عذاب کو فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ پس ہلکا نہیں کیا جائے گا ان سے وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا اور جس وقت دیکھیں

گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا شُرَکَآءَ هُمْ اپنے شریکوں کو قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا اے ہمارے رب یہ ہمارے شریک ہیں الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا وہ جن کو ہم پکارتے تھے مِنْ دُوْنِكَ آپ سے نیچے نیچے فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ پس وہ ڈالیں گے ان کی طرف بات (اور کہیں گے) اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ بیشک تم البتہ جھوٹے ہو وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ اور ڈالیں گے اللہ کی طرف اس دن السَّلَمَ صلح کی بات وَضَلَّ عَنْهُمْ اور غائب ہو جائے گی ان سے مَّا وہ چیز كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ جو افترا باندھتے تھے اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا ہم زیادہ کریں گے ان کیلئے عذاب فَوْقَ الْعَذَابِ عذاب پر بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ فساد کرتے تھے وَيَوْمَ نَبْعَثُ اور جس دن ہم کھڑا کریں گے فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ہر امت میں سے ایک گواہ عَلَيْهِمْ ان پر مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ان کی جانوں میں سے وَجِئْنَا بِكَ اور ہم لائیں گے آپ کو شَهِيْدًا گواہ بنا کر عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ان لوگوں پر وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اور ہم نے نازل کی آپ پر کتاب تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ جو کھول کر بیان کرتی ہے ہر چیز کو وَّهُدًى اور ہدایت ہے وَّرَحْمَةً اور رحمت ہے وَّبُشْرٰى اور خوشخبری ہے لِلْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کیلئے۔

عقیدہ توحید :

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ توحید ہے اور توحید سمجھ نہیں آسکتی جب تک شرک کا مفہوم سمجھ نہ آئے۔ جس طرح دن کا مفہوم رات کے مفہوم کے بغیر نہیں سمجھ آسکتا۔ ضد کیساتھ چیز سمجھ آتی ہے۔ گذشتہ گیارہ رکوعوں میں توحید کا اثبات اور شرک کا رد تھا۔

مسئلہ قیامت :

اب آگے مسئلہ قیامت کا بیان ہے اور قیامت بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ فرمایا وَيَوْمَ نَبْعَثُ اور جس دن ہم اٹھائیں گے کھڑا کریں گے مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ہر امت میں سے ایک گواہ اور وہ پیغمبر ہوگا۔ اس کی تفصیل یوں آتی ہے کہ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو اللہ تعالیٰ اپنی عدالت میں بلائیں گے اور ان کا حساب ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے سوال کریں گے هَلْ بَلَّغْتَ أُمَّتَكَ میں نے آپ کو ان لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا تھا آپ نے ان کو تبلیغ کی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام دعویٰ کریں گے کہ میں نے ان کو تبلیغ کی ہے۔ قوم سے پوچھا جائے گا هَلْ بَلَّغَكُمْ نُوحٌ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی؟ وہ کہیں گے یہ ہمارے پاس کب آئے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں ہے۔ اب دیکھو ڈھیٹ قوم ایسی ہوتی ہے کہ قیامت کا دن ہے اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہے اور جھوٹ سے باز نہیں آئیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی تبلیغ کیلئے آیا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ آپ کی قوم کہتی ہے کہ آپ نے تبلیغ نہیں کی اور آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ میں نے ان کو تبلیغ کی ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ کہ جو کسی شے کا

دعویٰ کرے گواہ اس نے پیش کرنے ہوتے ہیں اور اگر یہ گواہ نہ پیش کر سکے تو منکر پر قسم آتی ہے۔ یعنی گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اور اگر یہ گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے تیرے اس دعوے پر مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ گواہ کون ہیں تیرے لئے۔ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے میری گواہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ (اگر وہ لوگ یہ سوال کریں گے کہ یہ گواہ تو ہمارے زمانے میں موجود نہ تھے لہذا یہ گواہ کیسے ہوئے تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جواب دے گی کہ ہم نے قرآن پڑھا ہے جس میں صاف طور پر لکھا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور اسی طرح دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام نے تبلیغ کی تھی اور ہمیں ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا فرمایا تھا۔ جب خدا تعالیٰ اور اس کا رسول برحق یہ فرماتے ہیں کہ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی تو ہم برحق اور سچی گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے قرآن میں فرمایا ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [اعراف: ۵۹] ''البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر ان کی قوم کی طرف پس کہا انہوں نے اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔'' قرآن پاک میں آتا ہے کہ نوح علیہ السلام نے پچاس کم ہزار سال تبلیغ کی اور تبلیغ بھی رات دن ایک کر کے کی، بلند آواز سے بھی کی اور آہستہ بھی کی [سورۃ نوح] اے پروردگار! اگر آپ سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں اور تیری کتاب سچی ہے اور یقیناً سچی ہے اور تیرے آخری پیغمبر سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں تو ہم بھی سچے ہے۔) جب آپ ﷺ کی امت گواہی دے چکے گی تو آنحضرت ﷺ اپنی امت کی شہادت اور گوائی کی صفائی اور تصدیق کرینگے گویا کہ آپ ﷺ کی حیثیت سرکاری گواہ کی ہو

گی۔اور دوسری بات یہ ہے کہ گواہی کیلئے گواہوں کا موقع پر موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہاں! یقین ہو جائے کہ یہ وقوعہ اس طرح ہوا ہے تو گواہی دے سکتے ہیں۔فقہاء کرامؒ نے اس کی بہت ساری مثالیں دی ہیں مثلاً یہ گواہی دینا کہ فلاں فلاں کا بیٹا ہے یا فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے یا فلاں کا فلانی کیساتھ نکاح ہو گیا ہے، موقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود ان چیزوں کی گواہی دے سکتا ہے۔اگر حالات، واقعات اور کثرت کیساتھ سننے سے یقین حاصل ہو گیا ہو کیونکہ پیدائش کے وقت دایہ کے سوا وہاں کوئی نہیں ہوتا تو اَلشَّھَادَۃُ عَلَی السَّامِعِ سنی ہوئی باتوں پر جب یقین ہو جائے تو گواہی دی جاسکتی ہے۔

تزکیۃ الشہود کا مطلب :

البتہ جو اہم مقدمات ہیں ان میں صرف گواہوں کی گواہی پر ہی فیصلہ نہیں ہوگا بلکہ وہاں تَزْکِیَۃُ الشُّھُوْد بھی ضروری ہے اور تَزْکِیَۃُ الشُّھُوْد کا مطلب یہ ہے کہ قاضی اور جج گواہوں کے متعلق خفیہ تحقیق کرائے کہ یہ گواہ جھوٹے تو نہیں ہیں پیشہ ور تو نہیں ہیں گواہوں کو اس آدمی کیساتھ دشمنی تو نہیں ہے کوئی لین دین اور ذاتی عناد تو نہیں ہے اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہوئی تو ان کی گواہی پر فیصلہ ہوگا ورنہ نہیں۔اور اہم مقدمات سے مراد مثلاً زنا ہے، قتل ہے، چوری ہے۔تو زنا کے متعلق قرآن کا حکم ہے کہ چار آدمی گواہی دیں جنہوں نے عین موقع پر اپنی آنکھوں سے ملزمان کو بدی کرتے دیکھا ہو۔پھر جج قاضی تحقیق کریگا کہ یہ گواہ جھوٹے تو نہیں ہیں ان کی ان کیساتھ کوئی عداوت تو نہیں ہے۔جس وقت اچھی طرح تسلی ہو جائے گی تو پھر فیصلہ کرے گا۔اور قتل کے متعلق دو آدمی گواہی دیں گے پھر قاضی اور جج گواہوں کا تزکیہ کریں گے اس کے بعد فیصلہ ہوگا۔اسی طرح چوری کے کیس میں دو آدمیوں کی گواہی پر فوراً ہاتھ نہیں کاٹ دیا جائے گا بلکہ جج اور قاضی گواہوں کی

تحقیق کریگا کہ یہ جھوٹے اور پیشہ ور تو نہیں ہیں اور ان کی ان کیساتھ ذاتی عداوت تو نہیں ہے پھر فیصلہ کریگا اسلام نے سزائیں بھی سخت رکھی ہیں اور ان کے ثبوت کیلئے ضابطے بھی بڑے سخت رکھے ہیں۔ تو فرمایا ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ ثُمَّ لَا یُؤْذَنُ پھر اجازت نہیں دی جائے گی لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ان لوگوں کو جو کافر ہیں وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان سے توبہ قبول کی جائے گی۔ اتمام حجت کے بعد کچھ بھی نہیں ہوگا وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اور جس وقت دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا الْعَذَابَ عذاب کو۔ ابھی میدان حشر میں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو نظر آئے گا دوزخ نظر آئے گی فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ پس نہ ان سے تخفیف کی جائے گی عذاب سے وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہت دی جائے گی۔ مثلاً فیصلہ ہوگا کہ بارہ بج کر ایک منٹ پر دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو کیا مجال ہے کہ ایک منٹ کی بجائے دو منٹ ہو جائیں بغیر مہلت کے ان کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا بڑا واویلا کریں گے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ [مومن:۴۹] جہنمی داروغہ جہنم کو کہیں گے ''دعا کرو اپنے پروردگار سے وہ تخفیف کر دے ہم سے ایک دن ہی عذاب سے۔'' ہم سانس لے لیں، کوئی شنوائی نہیں ہوگی نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا شُرَکَآءَ هُمْ اپنے شریکوں کو جن کو انہوں نے رب کا شریک بنایا تھا قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا اے ہمارے رب یہ ہمارے شریک ہیں الَّذِیْنَ کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِکَ وہ جن کو ہم پکارتے تھے آپ کے علاوہ مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر، فریاد رس سمجھ کر فَاَلْقَوْا اِلَیْهِمُ الْقَوْلَ پس وہ شریک ڈالیں گے ان کی طرف بات اور کہیں گے اِنَّکُمْ لَکٰذِبُوْنَ بیشک تم البتہ جھوٹے ہو۔ یہ

کیسے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو؟ ان کی تفصیل ہے مثال کے طور پر لوگوں نے عزیر علیہ السلام کی پوجا کی تھی، مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کی پوجا کی تھی ان کے علاوہ دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی بھی پوجا کی گئی ہے حالانکہ ان میں سے کسی کی بھی پوجا جائز نہیں تھی اور نہ ہی ان میں سے کسی نے کہا ہے کہ تم ہمیں مشکل کشا، حاجت روا سمجھو۔

فتوح الغیب کی تعلیمات :

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کی بہت سی کتابیں ہیں ان میں سے ایک کتاب ''فتوح الغیب'' ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر کسی اور سے مانگتا ہے اس کا نہ ایمان ہے اور نہ رب پر اس کا کوئی یقین ہے۔ اس کے باوجود لوگ آج بھی کہتے ہیں

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن

در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

دیکھو ان کا تو سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے جو مانگتا ہے اس کا کوئی ایمان نہیں ہے رب تعالیٰ کی ذات پر۔ اسی طرح کسی پیغمبر اور فرشتے نے نہیں کہا کہ ہم حاجت روا ہیں، مشکل کشا ہیں اور نہ کسی ولی نے کہا ہے کہ ہمیں سجدہ کرو اور ہماری نذریں دو اور ہمارے چڑھاوے چڑھاؤ، یہاں آ کر تیل جلاؤ اور چادریں چڑھاؤ اور جاہل لوگ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ لہذا وہ کہہ دیں گے کہ تم جھوٹے ہو ہم بالکل خدا کے شریک نہیں ہے۔ تم اپنی خواہشات پر عمل کرتے رہے ہو اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ یہ تو بات ہے نیک لوگوں کی کہ وہ تو واقعتاً اس گناہ سے بَری تھے۔ اور اگر وہ بُرے تھے جن کی پوجا کی گئی جیسے شیطان اور اس کے چیلے، تو وہ جان چھڑانے کیلئے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ایک دوسرے پر بات

ڈالیں گے [سورۃ انعام آیت نمبر ۲۲] پھر مشرک یہ بھی کہیں گے وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ ''اللہ کی قسم ہے جو ہمارا پروردگار ہے نہیں تھے ہم شرک کرنے والے۔'' ہم نے شرک کیا ہی نہیں ہے۔ اُوساری زندگی تمہاری شرک میں گزری اور اب کہتے ہو شرک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَلْقَوْا اِلَی اللّٰہِ یَوْمَئِذِ نِالسَّلَمَ اور ڈالیں گے اللہ کی طرف اس دن صلح کی بات۔ اللہ تعالیٰ کیساتھ صلح کی باتیں کریں گے کہ اے اللہ! تیری قسم ہے، ہم نے شرک نہیں کیا وَضَلَّ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ اور غائب ہو جائے گی ان سے وہ چیز جو افترا باندھتے تھے اور کہتے تھے ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَاعِنْدَ اللّٰہِ [یونس:۱۸] ''جن کی ہم عبادت کرتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔'' فرمایا ان میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں آئیگا اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وہ لوگ جو کافر ہیں وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور روکتے ہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے قولاً اور فعلاً زِدْنٰھُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ ہم زیادہ کریں گے ان کیلئے عذاب پر عذاب۔ یعنی پہلے دن سے دوسرے دن زیادہ عذاب ہوگا اور تیسرے دن اور زیادہ ہوگا اور چوتھے دن اور زیادہ ہوگا جیسے جیسے دوزخ میں وقت گزرتا جائے گا عذاب میں اضافہ ہوتا جائے گا ادھر جنتیوں کی نعمتوں میں لذت بڑھتی جائے گی۔ آج جو خوراک ملی ہے کل والی خوراک کا مزا اس سے زیادہ ہوگا روزانہ مزا بڑھتا جائے گا اور کافروں کے عذاب میں اضافہ ہوتا جائے گا بِمَا کَانُوْا یُفْسِدُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ فساد کرتے تھے۔ شرک سے زیادہ فساد اور کونسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کی پوجا کی جائے۔ ہم میں سے کوئی آدمی یہ گوارا کرتا ہے کہ ہمارا ملازم جس کو تنخواہ ہم دیں اور اس کی خوراک اور لباس کا انتظام ہم کریں، رہائش کیلئے کمرہ ہم دیں اور وہ خدمت ہمارے علاوہ کسی اور کی کرے۔ جب ہم یہ گوارہ نہیں کرتے تو رب کب گوارہ کرتا ہے کہ بندہ

اسکا ہو اس کی دھرتی پر رہے رب تعالیٰ کی پیدا کردہ روزی کھائے اور پانی پئے اور ہوا لے اور پیشانی اوروں کے سامنے جھکائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ لَمْ یَسْئَلِ اللّٰہُ یَغْضَبْ عَلَیْہِ ''جو رب سے نہیں مانگتا رب اس سے سخت ناراض ہوتا ہے۔'' وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیْدًا اور جس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ عَلَیْہِمْ ان پر مِّنْ اَنْفُسِہِمْ ان میں سے وَجِئْنَا بِکَ شَہِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ اور ہم لائیں گے آپ کو گواہ بنا کر ان لوگوں پر۔ جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ جس وقت یہ امت پہلے نبیوں کے حق میں گواہی دیدے گی تو اللہ تعالیٰ اس امت کی صفائی کیلئے کہ یہ امت گواہی کے قابل ہے یا نہیں آپ ﷺ کو طلب فرمائیں گے اور آپ ﷺ گواہی دیں گے کہ میری امت عادل ہے تو آپ ﷺ کی تصدیق کیساتھ قیامت والے دن قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ فرمایا وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اور ہم نے نازل کی آپ پر کتاب قرآن مجید تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ جو کھول کر بیان کرتی ہے ہر چیز کو۔ قرآن پاک میں اصول اور ضابطے بڑے واضح ہیں اور جن جن چیزوں کی وضاحت اور صراحت منظور تھی ان کی پوری پوری تشریح کی ہے وَّھُدًی اور نری ہدایت ہے وَّرَحْمَۃً اور نری رحمت ہے وَّبُشْرٰی اور خوشخبری ہے مگر کن لوگوں کیلئے لِلْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں کیلئے۔ جو مانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں ان کیلئے ہدایت ہے، رحمت ہے، خوشخبری ہے اور جو نہیں مانتے ان کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ حکم دیتا ہے انصاف کا وَالْاِحْسَانِ اوراچھا سلوک کرنے کا وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى اورقریبی رشتہ داروں کو دینے کا وَيَنْهٰى اورمنع کرتا ہے عَنِ الْفَحْشَآءِ بے حیائی سے وَالْمُنْكَرِ اور برائی سے وَالْبَغْيِ اور سرکشی سے يَعِظُكُمْ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے وعدے کو اِذَا عٰهَدْتُّمْ جب تم وعدہ کر چکے ہو وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ اور نہ توڑو تم قسموں کو بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا ان کو پختہ کرنے کے بعد وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ اور تحقیق بنایا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اپنے اوپر ضامن اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا

ہے مَا تَفْعَلُوْنَ جوتم کرتے ہو وَلَا تَکُوْنُوْا اور نہ ہوجاؤتم کَالَّتِیْ اس عورت کی طرح نَقَضَتْ غَزْلَهَا جواُدھیڑ دیتی ہے اپنے کاتے ہوئے سوت کو مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ مضبوطی کے بعد اَنْكَاثًا دھاگہ دھاگہ کرکے تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ بناتے ہوتم اپنی قسموں کو دَخَلًا مکاری کا ذریعہ بَيْنَكُمْ آپس میں اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ اس واسطے کہ ہوتا ہے ایک گروہ هِيَ اَرْبٰى بڑھا ہوا مِنْ اُمَّةٍ ایک گروہ سے اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیتے ہیں اس کے ذریعے وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ اور البتہ ضرور بیان کریگا تمہارے سامنے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ اس چیز کو جس میں تم اختلاف کرتے رہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَجَعَلَكُمْ البتہ کردے تمہیں اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی گروہ وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ اور لیکن وہ بہکاتا ہے جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے وَلَتُسْئَلُنَّ اور البتہ ضرور تم سے سوال کیا جائے گا عَمَّا ان کاموں کے بارے میں كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جوتم کرتے تھے۔

زندگی کے بہترین اصول :

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زندگی کے بہترین اصول بیان فرمائے ہیں۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جمعہ کے خطبہ میں اس آیت کو شامل کیا تھا اور اس وقت بھی الحمدللہ اکثر مساجد میں جمعہ کے خطبہ میں پڑھی جاتی ہے اور اپنا معمول بھی یہی ہے۔ کیونکہ اس میں بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں لہذا یاد کرانے کیلئے خطبہ میں پڑھی

جاتی ہے۔

اکثم بن صیفی ؓ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے ملاقات کی آپ ﷺ سے پوچھا کہ تم کیا پروگرام رکھتے ہو تو آنحضرت ﷺ نے یہی آیت پڑھی۔ عربی تھا مفہوم سمجھتا تھا، مطلب جانتا تھا مسلمان ہو گیا اور فوراً اپنی قوم کے پاس پہنچا ابوداؤد شریف کی روایت ہے قوم کو کہا کہ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ آیت سنی ہے اس میں بہترین اصول ہیں مسلمان ہو جاؤ اور ان کو اپناؤ، سر بنو دم نہ بنو۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام میں پہل کرو پیچھے نہ رہو۔ اس کی ساری قوم مسلمان ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان ابن مظعون ؓ کے ایمان لانے کا سبب بھی یہی آیت کریمہ ہے۔ آپ ﷺ کے پاس آئے یہ آیت کریمہ سنی تو کہنے لگے بہترین سبق ہے اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے۔

عدل وانصاف کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کا، اعتدال کا۔ عقیدے میں اعتدال ہو افراط وتفریط نہ ہو مخلوق کیساتھ بھی عدل ہو کس پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہونی چاہئے ہر ایک کیساتھ ہر معاملے میں عدل وانصاف کو سامنے رکھو چاہے سامنے تمہارا دشمن ہو یا قریبی رشتہ دار ہو۔ سورت مائدہ آیت نمبر ۸ میں ہے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَانُ قَوْمٍ عَلَى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ ''اور نہ آمادہ کرے تمہیں کسی قوم کی دشمنی کہ انصاف کرنا چھوڑ دو انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔'' آنحضرت ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری ؓ کو خیبر کا محصل بنا کر بھیجا کہ وہاں کی زمین پر جو ٹیکس ہے جزیہ ہے وصول کر کے لاؤ۔ مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ یہ جس وقت وہاں پہنچے تو یہودیوں نے ان کے

سامنے سونے چاندی اور قیمتی ہیروں کے ڈھیر لگا دیئے۔ حضرت محمد بن مسلمہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یہودی کہنے لگے کہ آپ چونکہ ہمارے افسر ہیں یہ آپ کیلئے ہماری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے۔ آپ اس طرح کریں کہ ہمارے اوپر جو ٹیکس ہے اس میں سے کچھ کمی کر دیں اس پر صحابی رسول ﷺ نے فرمایا۔ اس رب کی قسم ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تم میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک اور حضرت عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا بنایا اور مسیح علیہ السلام کے تم دشمن ہوئے اور اب تم اسلام کے دشمن ہو۔ لیکن تمہاری یہ عداوت اور دشمنی مجھے اس پر آمادہ نہیں کرتی کہ میں تم پر ایک رتی برابر بھی ظلم کروں یہ تمام چیزیں یہاں سے اٹھا کر لے جاؤ، یہ حرام ہے میں لینے کیلئے تیار نہیں ہوں جو ٹیکس اور جزیہ تم نے تسلیم کیا ہے وہ تمہیں دینا پڑے گا اور میں وہی لوں گا۔ اور سورۃ انعام آیت نمبر ۱۵۲ میں ہے وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ''اور جب تم بات کرو تو انصاف کی کرو اگرچہ قرابتداری ہی کیوں نہ ہو۔'' اور سورۃ النساء آیت نمبر ۱۳۵ میں ہے'' اے ایمان والو! ہو جاؤ قائم رہنے والے انصاف پر گواہی دینے والے ہو اللہ تعالیٰ کیلئے اگرچہ تمہارے نفسوں کیخلاف یا ماں باپ اور قرابتداروں کیخلاف ہو۔'' تو عدل بڑی چیز ہے۔

دوسرا اصول، احسان :

دوسری چیز...... وَالْاِحْسَانِ اور اچھا سلوک کرنے کا۔ احسان کا معنٰی حدیث میں آتا ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔'' یہ رب تعالیٰ کیساتھ احسان ہے اور مخلوق کیساتھ احسان یہ ہے کہ بولو تو نرمی کیساتھ، لینا ہے تو نرمی کیساتھ لو، دینا ہے تو نرمی کیساتھ دو۔ کسی کو تم سے قولاً فعلاً دکھ نہ

پہنچے۔

تیسرا اصول، قریبی رشتہ داروں کا خیال :

تیسری چیز...... فرمایا وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا۔ قریبی رشتہ داروں کی مالی امداد کرو۔ اگر وہ زکوۃ کا مصرف ہیں تو زکوۃ، فطرانہ اور عشر میں سے دیدو نہیں تو ویسے مالی امداد کردو بہرحال اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھو۔

بے حیائی اور برائی کا صحیح مفہوم :

وَیَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ اور منع کرتا ہے بے حیائی سے وَالۡمُنۡکَرِ اور برائی سے۔ بے حیائی اور برائی میں کیا فرق ہے؟ بعض مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ بے حیائی وہ ہے کہ آدمی اکیلا نہ کرسکے دوسرے کیساتھ مل کر کرے جیسے زنا ہے لواطت ہے۔ اور منکر وہ ہے کہ اکیلا بھی کرسکتا ہے جیسے شراب کا پینا کہ اس کیلئے ضروری نہیں ہے کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے پئے۔ اور دوسرا فرق یہ بیان کرتے ہیں کہ فَحۡشَآء کا تعلق فعل کیساتھ ہے اور منکر کا تعلق قول کیساتھ ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا۔ اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ فحشا وہ گناہ ہے جو اعلانیہ کیا جائے اور منکر وہ ہے جو چھپ کے کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے حیائی سے بھی بچو اور برائی سے بھی بچو۔ وَالۡبَغۡیِ اور سرکشی سے روکتا ہے کسی پر کوئی زیادتی نہ کرو نہ قولاً نہ فعلاً۔ یہ زندگی کے بڑے اہم اصول ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمائے ہیں یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ وہ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

تحریفِ معنوی :

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کیسے سنہری اصول بیان فرمائے ہیں لیکن شیعوں کے خبث باطن کا اندازہ لگاؤ کہ انہوں نے کیسی تحریف معنوی کی ہے۔شیعہ کا ترجمہ جسکا نام ہے ''ترجمہ مقبول'' ان کا کوئی مولوی ہے مقبول احمد دھلوی، رافضی شیعہ تھا۔اس نے ترجمہ کیا ہے تاج کمپنی اور دیگر مطابع نے اسے شائع کیا ہے۔اس نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فَحشَآء سے مراد ابوبکر ہیں اور مُنکَر سے مراد عمر ہیں اور بَغیِ سے مراد عثمان ہیں کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے قریب نہ جاؤ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان میں یکطرفہ کاروائی ہوتی ہے۔ یہ اس قدر خیانت کا مظاہرہ کریں مگر ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے اور ہم لوگ جب کہتے ہیں کہ دیکھو پاکستان میں ۹۷ فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے اور ۳ فیصد رافضی ہیں وہ ہماری دل آزاری کیوں کرتے ہیں؟ کیا ان کی اس گندگی سے ہمارے دل نہیں دکھتے۔ ہمارے ماں باپ کو کوئی گالی دے تو ہم آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور ہمارے ان بزرگوں کو کوئی بُرا بھلا کہے جو ہمارے ایمان کا مدار ہیں اور ان کو ایسے الفاظ کیساتھ پکارا جائے تو ہمیں غصہ نہیں آئے گا، تو ہمیں کہتے ہیں کہ تم فرقہ واریت پھیلاتے ہو کتنے ظلم کی بات ہے۔ دوستو، نوجوانو، یاد رکھنا! لڑنا جھگڑنا بری بات ہے مگر اپنے عقیدے کو محفوظ رکھنا تمہارا حق ہے اور غلط بات کو غلط کہنا بھی حق ہے۔

ایفائے عہد :

وَاَوفُوا بِعَهدِ اللّٰهِ اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے وعدے کو اِذَا عٰهَدتُّم جب تم وعدہ کر چکے ہو۔ازل میں جب اللہ تعالیٰ نے کہا تھا اَلَستُ بِرَبِّکُم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ قَالُوا بَلٰی [اعراف:۱۷۲] انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔اب

تم رب کو رب مانو اس کے علاوہ کو کیوں رب مانتے ہو؟ اور جب ایمان مجمل اور مفصّل کی باری آتی ہے تو منہ بھر کر کہتے ہو وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ میں نے رب کے تمام احکام قبول کیے۔ تو یہ وعدہ پورا کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا اور نہ توڑو تم قسموں کو ان کو پختہ کرنے کے بعد۔ اگر کسی اچھے کام پر قسم اٹھائی ہے کہ میں کروں گا تو اسکو نہ توڑو وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا اور تحقیق بنایا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن۔ رب تعالیٰ کا نام لے کر تم نے قسم اٹھائی ہے اب تم اپنے مفاد کی خاطر قسم توڑو تو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ مثال کے ذریعے یہی بات سمجھاتے ہیں وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا اور نہ ہو جاؤ تم اس عورت کی طرح جو اُدھیڑ دیتی ہے اپنے کاتے ہوئے سوت کو مضبوطی کے بعد دھاگہ دھاگہ کر کے۔

مکہ مکرمہ میں رَیْطَۃُ بنت سعد قرشی نامی ایک عورت تھی رَیْطَۃُ اس کا نام تھا سعد اس کے باپ کا نام تھا قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھی۔ اس بی بی کے دماغ میں فطور تھا کسی کو پتھر مارتی، کسی کو گالیاں دیتی، کسی نہ کسی سے جھگڑا کرتی رہتی تھی اس کے گھر والے بھی اس سے تنگ تھے اور اس زمانے میں پاگل خانہ تو نہیں تھا کہ اس کو پاگل خانے میں داخل کر دیتے۔ اس نے گھر میں چرخہ دیکھ لیا اور کاتنا شروع کر دیا اور جس عورت کا چرخہ تھا اس کو بھی قریب نہ لگنے دیا گھر والے بھی خوش ہو گئے کہ چلو کام میں لگ گئی ہے کسی سے لڑتی جھگڑتی نہیں ہے اس کو روئی دیدی وہ سارا دن سوت کاتتی اور شام کے بعد کاتے ہوئے سوت کا دھاگہ دھاگہ کر کے ادھیڑ دیتی تھی۔ روزانہ اس کا یہی کسب تھا اسی دھیان (فکر)

میں لگی رہتی تھی ۔ اللہ تعالیٰ تشبیہ دے کر فرماتے ہیں کہ وہ عورت کاتے ہوئے سوت کو دھاگہ دھاگہ کر کے ادھیڑ دیتی تھی تم اس طرح نہ ہو جاؤ کہ اپنی قسموں کو پختہ کر کے توڑ دو اَنْکَاثًا اَنْکٰثٌ کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے دھاگہ ۔ فرمایا تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًاۢ بَیْنَکُمْ بناتے ہو تم اپنی قسموں کو مکاری کا ذریعہ آپس میں اَنْ تَکُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ اس واسطے کہ ہوتا ہے ایک گروہ بڑھا ہوا دوسرے گروہ سے ۔ اب لوگوں کا حال تمہارے سامنے ہے کہ جو سیاسی پارٹی بڑھ جاتی ہے لوگ اس میں چھلانگ لگا دیتے ہیں وعدہ کسی کیساتھ ووٹ کسی کو دے رہے ہیں ۔ پھر جب آگے چل کر دیکھا کہ فلاں پارٹی اس سے طاقتور ہے اور میرا فائدہ اس کیساتھ ملنے میں ہے تو اس کیساتھ ہو گئے ۔ ہمیشہ سے دنیا دار اسی طرح کرتے آئے ہیں مالی مفادات کو سامنے رکھتے ہیں ۔

آزمائش خداوندی :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیتے ہیں اس کے ذریعے کہ کون اپنی بات پر پختہ رہتا ہے اور کون غلبہ دیکھ کر دوسری طرف چلا جاتا ہے ۔ بھئی یہ مشاہدے کی بات ہے ۔ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ اور البتہ اللہ تعالیٰ ضرور بیان فرمائیں گے تمہارے سامنے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ اس چیز کو جس میں تم اختلاف کرتے رہے اور اس کا بدلہ دیگا پوچھے گا یہ کام تم نے کیا ہے یا نہیں ؟ مشرک پہلے انکار کریں گے اور کہیں گے مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ [الانعام : ۲۳] "نہیں تھے ہم شرک کرنے والے ۔" پھر اللہ تعالیٰ زبانوں پر مہر لگا دیں گے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ [یٰسین : ۶۵] "آج ہم مہر لگا دیں گے ان مونہوں پر اور کلام کریں گے

ہمارے سامنے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے۔'' بلکہ آنکھیں بولیں گی، گھٹنے بولے گے، چڑے بولیں گے بلکہ ہر ہر عضو بولے گا۔ سورۃ سجدہ آیت نمبر۲۰ میں ہے شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ''گواہی دیں گے ان پر ان کے کان انکی آنکھیں اور ان کی کھالیں اس چیز کی جو کچھ وہ کرتے تھے۔ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے کہ تم کیوں گواہی دیتے ہو ہمارے خلاف یہ اعضاء کہیں گے ہماری کیا مجال ہے اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِىْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَىْءٍ ہمیں بلایا ہے اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو بلایا ہے اس کیساتھ تو ہمارا کوئی مقابلہ نہیں ہے اور تمام مجرموں کا یہی حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو البتہ کردے تمہیں ایک گروہ۔ سب کو مومن بنادے قادر ہے اگر چاہے تو سب کو کافر بنادے معاذ اللہ تعالیٰ۔ مگر اس نے بندے کو اختیار دیا ہے کہ اپنی مرضی کیساتھ ایمان لائے اور اپنی مرضی کیساتھ کفر اختیار کرے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [کہف:۲۹] ''پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔'' اور پہلے تم یہ بھی پڑھ چکے ہو يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ [سورۃ مومن] ''کہ وہ ان کو بہکاتا ہے جو کفر پر مصر ہیں'' يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ [سورۃ ابراہیم] ''اللہ تعالیٰ ظالموں کو بہکاتا ہے۔'' جو ظلم چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہے اپنے ظلم اور کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔ اس کا ضابطہ ہے فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ [سورۃ صف] ''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کردیا۔'' زبردستی نہیں کرتا اس کا قانون ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى [نساء:۱۱۵] ''ہم اس کو پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف اس نے رخ کیا۔'' جبراً نہ کسی کو ہدایت ہے اور نہ

کسی کو گمراہ کرتا ہے۔ وَلٰکِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ اور لیکن بہکاتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے ضابطے کے مطابق وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ضابطے کے مطابق۔ اور یہ تم سورۃ رعد آیت نمبر ۲۷ میں پڑھ چکے ہو وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ ''اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے۔'' وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور البتہ ضرور سوال کیا جائے گا تم سے ان کاموں کے بارے میں جو تم کرتے تھے۔ کوئی چیز رب تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور سب کچھ سامنے آ جائے گا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۳ / ۱۹

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اور نہ بناؤ اَيْمَانَكُمْ اپنی قسموں کو دَخَلًا بَيْنَكُمْ مکاری کا ذریعہ آپس میں فَتَزِلَّ قَدَمٌ پس پھسل جائیں گے قدم بَعْدَ ثُبُوْتِهَا پختہ ہونے کے بعد وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ اور چکھو گے تم سزا بِمَا صَدَدْتُّمْ اس وجہ سے کہ تم نے روکا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کے راستے سے وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور تمہارے لئے عذاب ہوگا بڑا وَلَا تَشْتَرُوْا اور نہ خریدو بِعَهْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے

عہد کیساتھ ثَمَنًا قَلِیۡلًا تھوڑی قیمت اِنَّمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بیشک جو چیز اللہ تعالیٰ کے
پاس ہے ھُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ
اگر تم جانتے ہو مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ جو چیز تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گی وَمَا
عِنۡدَ اللّٰہِ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بَاقٍ باقی رہنے والی ہے وَلَنَجۡزِیَنَّ
الَّذِیۡنَ اور البتہ ہم ضرور بدلہ دیں گے ان لوگوں کو صَبَرُوۡا جنہوں نے صبر کیا
اَجۡرَھُمۡ ان کا اجر بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل کرتے
ہیں مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا جس نے اچھا عمل کیا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی مرد ہو یا عورت
وَھُوَ مُؤۡمِنٌ بشرطیکہ وہ مومن ہو فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ پس ہم اسکو ضرور دیں گے
زندگی حَیٰوۃً طَیِّبَۃً پاکیزہ زندگی وَلَنَجۡزِیَنَّھُمۡ اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے
اَجۡرَھُمۡ ان کے اجر کا بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل
کرتے رہے فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ پس جب تو قرآن شریف پڑھے فَاسۡتَعِذۡ
بِاللّٰہِ پس تو پناہ لے اللہ تعالیٰ کی مِنَ الشَّیۡطٰنِ شیطان سے الرَّجِیۡمِ جو مردود
ہے اِنَّہٗ بیشک شان یہ ہے لَیۡسَ لَہٗ سُلۡطٰنٌ نہیں ہے اس شیطان کیلئے کوئی زور
عَلَی الَّذِیۡنَ ان لوگوں پر اٰمَنُوۡا جو ایمان لائے وَعَلٰی رَبِّھِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ اور وہ
اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں اِنَّمَا سُلۡطٰنُہٗ پختہ بات ہے کہ اس شیطان کا زور
عَلَی الَّذِیۡنَ ان لوگوں پر ہے یَتَوَلَّوۡنَہٗ جو اس کیساتھ دوستی رکھتے ہیں وَالَّذِیۡنَ اور
ان لوگوں پر ہے ھُمۡ بِہٖ مُشۡرِکُوۡنَ جو اس کی وجہ سے شرک کرتے ہیں۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَتُسْـئَلُنَّ عَـمَّـا كُنْتُمْ تَـعْـمَلُوْنَ اورالبتہ ضرور سوال کیا جائے گا تم سے ان کاموں کے بارے میں جو تم کرتے تھے۔لہٰذا اسی کے ساتھ بدعہدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کیساتھ جو عہد کئے ہیں وہ بھی پورے کرو۔

قسموں کو آپس میں مکاری کا ذریعہ نہ بناؤ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْـمَانَكُمْ دَخَلاً بَيْنَكُمْ اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو مکاری کا ذریعہ آپس میں۔ پہلے قسم اٹھا کر معاملہ کرلیا پھر اس کی خلاف ورزی کی یہ بڑی معیوب بات ہے اگر ایسا کرو گے تو فَتَـزِلَّ قَدَمٌ پس پھسل جائیں گے قدم بَعْدَ ثُبُوْتِهَا مضبوط ہونے کے بعد۔اگر تم بدعہدی کرو گے تو کوئی تم پر اعتماد نہیں کریگا اور لوگوں کو دین سے بیزار کرنے کا ذریعہ بنو گے اور اگر بدعہدی نہیں کرو گے تو ساری دنیا اسلام کی برتری کی قائل ہو جائے گی اور تمہارے دین کو سچا مذہب تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گی اور بدعہدی کا نتیجہ یہ بھی ہوگا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ اور چکھو گے تم سزا بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اس وجہ سے کہ تم نے روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کا سبب بنے وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور تمہارے لئے عذاب ہوگا بڑا۔یعنی تم بڑے عذاب کے مستحق ہو جاؤ گے۔دنیا میں بھی ناکامی ہوگی اور آخرت میں بھی سخت سزا سے دوچار ہوگے۔لہٰذا ازل کے دن اللہ تعالیٰ کیساتھ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں قَالُوْا بَلٰى کہہ کر جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا کلمہ پڑھ کر وعدہ کیا پھر وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ کہہ کر وعدہ کیا کہ میں نے تمام احکام کو قبول

کیا اور وہ وعدے جو تم نے لوگوں کیساتھ کئے ہیں جائز وہ بھی پورے کرو وَلَا تَشْتَرُوْا اور نہ خرید و تم بِعَهْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے عہد کیساتھ، عہد کے بدلے ثَمَنًا قَلِيْلًا تھوڑی قیمت۔ کہ مالی مفاد کی خاطر تم عہد اور وعدے کو چھوڑ دو پورا نہ کرو ایسا نہ کرو۔ ثمن قلیل فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زیادہ قیمت مل جائے تو تم بدل جاؤ۔ ترمذی شریف، مسند احمد وغیرہ کتب حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ اس رب کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ دیتا۔ یہ تو ہمارے نزدیک سونا، چاندی، ہیرے وغیرہ دنیا کی چیزیں قیمتی ہیں رب تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں ہے اور یہ سب کے سب ثمن قلیل میں شامل ہیں اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ جو چیز تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گی کسی نہ کسی وقت وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والی ہے وہ ختم ہونے والی نہیں ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اور قرآن کریم میں سورۃ واقعہ میں بھی ہے جس وقت کوئی جنت میں پھل کا دانہ توڑے گا فوراً وہاں دوسرا لگ جائے گا اور کوئی روکے گا بھی نہیں۔ دنیا کے پھل موسم میں آتے ہیں۔ بعض پھل ہیں جو سال میں دو بار لگتے ہیں لیکن وہاں سدا بہار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے پاس جو نعمتیں ہیں وہ ختم ہونے والی نہیں ہیں لہذا تم ان کے بدلے ختم ہونے والی چیزیں نہ خریدو وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ اور البتہ ہم ضرور بدلہ دیں گے ان لوگوں کو صَبَرُوْٓا جنہوں نے مصائب پر صبر کیا اَجْرَهُمْ ان کا اجر بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل کرتے ہیں۔ وہ

اچھا بدلہ کیسے ہوگا؟ سورۃ انعام آیت نمبر ۱۶۰ میں ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ''جو شخص لایا نیکی اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔'' یہ ادنیٰ ترین ہے۔

اجر کی تین شرائط :

لیکن اجر ملنے کیلئے تین بنیادی شرطیں ہیں اگر وہ ہونگی تو دس گنا اجر ملے گا ورنہ نہیں۔

☆.....پہلی شرط یہ ہے کہ ایمان و اعتقاد صحیح ہو اگر ایمان نہیں ہے تو کسی چیز کا اجر نہیں ملیگا

☆.....دوسری شرط، اخلاص ہو ریا کاری نہ ہو۔ جو کرے رب کی ذات کیلئے کرے اور......

☆.....تیسری شرط اتباع سنت ہے۔ جو کام کرے سنت کی پیروی میں کرے۔

یہ تین بنیادی چیزیں ہونے کے بعد جس نے نیکی کی اس کو دس گنا اجر ملے گا عام حالات میں اور فی سبیل اللہ کی مد میں ادنیٰ ترین نیکی کا بدلہ سات سو ہے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ''اللہ تعالیٰ بڑھا دے جس کیلئے چاہے۔'' مثلاً صبح جب تم گھروں سے چلے تو ارادہ کیا کہ ہم نماز کے بعد درس قرآن سنیں گے تو اب تمہارا اچل کے آنا فی سبیل اللہ کی مد میں ہے ایک ایک قدم پر سات سات سو نیکیاں ملیں گی کیونکہ علم دین حاصل کرنا، دین کی تبلیغ کرنا، کافروں کے مقابلے میں جہاد کیلئے نکلنا یہ فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔ تو آتے جاتے ہوئے ایک ایک قدم پر سات سات سو نیکیاں ملیں گی اور اگر کوئی کرایہ خرچ کر کے گاڑی پر آتا ہے تو ایک ایک روپے کے بدلے سات سات سو نیکیاں ملیں گی اور یہ ادنیٰ ترین ہے۔ اللہ تعالیٰ جتنا چاہے بڑھا دے ہزار گنا یا اس سے بھی زیادہ کر دے اس کی مرضی ہے۔ تو فرمایا جنھوں نے صبر کیا ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے اچھا اس سے جو انہوں نے کام کیے ہیں۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جس نے اچھا عمل کیا مِنْ ذَكَرٍ مرد ہے اَوْ اُنْثٰى یا عورت ہے وَهُوَ مُؤْمِنٌ بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ کیونکہ دین جیسے مردوں کیلئے ہے ایسے ہی عورتوں

کیلئے ہے۔ جنت دوزخ مردوں کیلئے بھی ہے اور عورتوں کیلئے بھی ہے۔

حیاتِ طیبہ کی تفسیر :

اللہ تعالیٰ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً پس ہم اسکو ضرور دیں گے پاکیزہ زندگی۔

اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ دنیا میں جب تک رہے گا نمازیں پڑھتا رہے گا، روزے رکھتا رہے گا، پاکیزہ اور صاف رہے گا، اچھے معاملات، اچھے اخلاق، اچھی زبان اور جنت کی زندگی تو ہے ہی پاکیزہ اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے جس کے ختم ہونے کا تصور ہی نہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے دل لگی کے طور پر کہا ہے......

؎ تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

فرمایا وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ اور ہم ان مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی ضرور دیں گے بدلہ ان کے اجر کا بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل کرتے ہیں۔ دس گنا ہوگا یا سات سو گنا ہوگا یا اس سے بھی زیادہ ہوگا جتنا رب چاہے گا۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے السلام علیکم اس کو دس نیکیاں مل گئیں۔ دوسرا کہتا ہے وعلیکم السلام اس کو دس نیکیاں مل گئیں اور اگر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تو بیس نیکیاں مل گئیں اور ساتھ بَرَکَاتُهٗ کہا تو تیس نیکیاں مل گئیں اور مَغْفِرَتُهٗ کہا تو چالیس نیکیاں مل گئیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا سفر بازار :

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آخری عمر میں کمزور ہوگئے تھے چلنے کیلئے سہارے کی ضرورت پڑتی تھی۔ ایک خادم سے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو بازار سے سودا لینا

ہے اس وقت مدینہ منورہ کا بازار بڑا لمبا ہوتا تھا خادم ساتھ گیا کہ یہ بوڑھے اور کمزور ہیں میں سامان اٹھالاؤں گا۔ یہ جاتے ہوئے بازار کے دائیں طرف کے لوگوں کو سلام کرتے گئے آخر تک واپسی پر بائیں طرف کے لوگوں کو سلام کرتے آئے اور گھر پہنچ گئے۔ خادم نے پوچھا حضرت آپ نے سودا تو نہیں لیا؟ فرمایا جھلّیا سودا تو لے لیا ہے کتنے آدمیوں کو جاتے آتے سلام کیا ہے اور السلام علیکم کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں تو کتنا سودا لےکر آیا ہوں تو نے سمجھا تھا شاید گٹھڑی اٹھانی ہے۔ اس وقت ہر ایک کو سلام کیا جاتا تھا اور اب تو صرف اسکو سلام کرتے ہیں جس کیساتھ تعلق ہو پہچان ہو۔ اور مسلمان کا کام ہے کہ جس کو پہچانتا ہے اس کو بھی سلام کرے اور جس کو نہیں پہچانتا اسکو بھی سلام کرے اللہ تعالیٰ بہتر اور اچھا اجر دیں گے۔

آدابِ قرآن :

پہلے ذکر تھا کہ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ "اور ہم نے نازل کی آپ پر کتاب جو کھول کر بیان کرتی ہے ہر چیز کو۔" اب رب تعالیٰ اس کتاب کے پڑھنے کے آداب میں سے ایک ادب بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ پس جس وقت تو قرآن پڑھے یعنی قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تو پناہ لے تو اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب آدمی قرآن کریم پڑھنے کا ارادہ کرے تو پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ اعوذ باللہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنے سے بڑا ثواب اکٹھا ہو جاتا ہے کہ اس کو باوضو ہاتھ لگانا ثواب ہے بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے اس کو دیکھنا ثواب، اسکا پڑھنا ثواب، سمجھنا ثواب، تو کتنے ثواب

اکٹھے ہو گئے اور یہ شیطان گوارہ نہیں کرتا کہ اللہ کا بندہ اتنے ثواب حاصل کرے لہذا وہ ضرور کوئی شیطانی کرے گا۔ کہے گا تیرا فلاں کام رہ گیا ہے تو نے فلاں کام کرنا ہے کبھی نیند غالب کر دے گا اور وہ نظر آتا نہیں ہے اس لئے قرآن کریم پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لو۔ تا کہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاؤ۔ جب اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جائیں گے تو اس کی شیطانی سے محفوظ ہو جائیں گے۔ یہ مردود ہے رب تعالیٰ نے اس کو رد کیا ہے۔ اور اس مردود کے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ الشَّیۡطٰنَ یَجۡرِیۡ مِنَ الۡاِنۡسَانِ مَجۡرَی الدَّمِ "جہاں تک انسان کے بدن میں خون کی گردش ہوتی ہے شیطان کے اثر کی گردش بھی وہاں تک ہوتی ہے۔" اور شیطان سے مراد صرف ابلیس نہیں ہے ابلیس نے تو اپنا تخت سمندر پر بچھایا ہوا ہے اور اپنے شتونگڑے بھیجتا رہتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ شتونگڑوں کی ڈیوٹیاں لگاتا ہے۔ رات کے شیطانوں کی الگ اور دن کے شیطانوں کی الگ ڈیوٹی ہوتی ہے اور پھر وہ واپس آ کر اپنی کارگذاری سناتے ہیں کہ میں نے یہ کیا، میں نے یہ کیا۔ ان کو بٹھاتا جاتا ہے۔ ایک چھوٹے قد والا شیطان آتا ہے وہ کہتا ہے لَمۡ اَزَلۡ بِهٖ حَتّٰی اَشۡرَكَ میں فلاں آدمی کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس سے شرک کرا کر آیا ہوں ابلیس لعین اپنے تخت سے اٹھ کر اس کو گلے لگا کر کہتا ہے نِعۡمَ الۡوَلَدُ اَنۡتَ زندہ باد میرا اصل بیٹا تو ہے کہ ایک انسان کو تو نے میرا ہمیشہ کا دوست بنا دیا ہے۔ کیونکہ مشرک نے ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اور کفر شرک کے علاوہ جتنے گناہ ہیں ان کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن نکل آئیں گے اور مشرک اصل دوست ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ دل کے دائیں کونے پر فرشتہ ہے اور بائیں طرف شیطان ہے۔ جب کسی اچھی بات کا خیال اور تصور آئے تو وہ

فرشتے کی طرف سے القا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف بیان کرو اور لیٹ نہ کرو اور اگر برا خیال آئے تو بائیں طرف تھوک دو کہ یہ شیطان کی طرف سے وسوسہ ہے۔ جب تھوکو گے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھو گے اعوذ باللہ پڑھو گے تو شیطان شرمندہ ہو جائے گا پھر اس کو ہمت نہیں ہوگی وسوسہ ڈالنے کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ بیشک شان یہ ہے کہ نہیں ہے اس شیطان کیلئے کوئی زور عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور کس پر ہے؟ فرمایا اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ پختہ بات ہے کہ اس شیطان کا زور ان لوگوں پر ہے جو اس کیساتھ دوستی رکھتے ہیں اس کی اطاعت کرتے ہیں وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ اور ان لوگوں پر ہے جو اس کی وجہ سے شرک کرتے ہیں۔ مشرک شیطان کا گہرا دوست ہے اس پر اس کا تسلط ہے اور مومن پر شیطان کا کوئی اثر اور تسلط نہیں ہے لہذا جب بھی قرآن کریم پڑھو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لیا کرو اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے فائدہ اٹھاؤ۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اور جس وقت ہم تبدیل کردیں اٰيَةً کسی آیت کو مَّكَانَ اٰيَةٍ دوسری آیت کی جگہ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے بِمَا يُنَزِّلُ جس کو وہ اتارتا ہے قَالُوْٓا یہ کہتے ہیں اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بیشک تو افترا باندھنے والا ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں بلکہ اکثر ان میں سے نہیں جانتے قُلْ آپ کہہ دیں نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ اتارا ہے اس قرآن کو پاکیزہ روح نے مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے بِالْحَقِّ حق کیساتھ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ تاکہ ثابت رکھے ان لوگوں کو اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَهُدًى اور ہدایت ہے وَّبُشْرٰى اور خوشخبری ہے لِلْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کیلئے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں اَنَّهُمْ بیشک وہ يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ پختہ بات ہے سکھاتا ہے اس کو

ایک انسان لِسَانُ الَّذِیْ اس شخص کی زبان یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ جس کی طرف نسبت کرتے ہیں اَعْجَمِیٌّ عجمی ہے وَّھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ اور یہ عربی زبان ہے بالکل واضح اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ جو نہیں ایمان لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر لَا یَھْدِیْھِمُ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ان کیلئے عذاب ہے دردناک اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ پختہ بات ہے افترا باندھتے ہیں جھوٹ کا الَّذِیْنَ وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

ماقبل سے ربط اور مخالفین کے اعتراض کا جواب :

اس سے قبل قرآن کریم پڑھنے کا ادب بیان فرمایا کہ جب آپ قرآن کریم پڑھنا چاہیں تو پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ قرآن پاک میں بعض احکام پہلے تھے پھر منسوخ ہو گئے۔ مثلاً پہلے شراب حلال تھی ۳ ھ میں حرام ہوئی۔ پہلے کافر عورت کیساتھ مسلمان مرد کا نکاح جائز ۳ ہجری میں حرمت کا حکم نازل ہوا، پہلے ایک مسلمان پر دس کافروں کا مقابلہ کرنا فرض تھا اور اب ایک مسلمان پر دو کافروں کا مقابلہ کرنا لازم ہے، پہلے کچھ عرصہ قبلہ کعبۃ اللہ رہا پھر مسجد اقصیٰ قبلہ بنی پھر کچھ عرصہ بعد کعبۃ اللہ بن گیا یہ جو احکام بدلتے رہے اس کو ناسخ و منسوخ کہتے ہیں۔ اس پر کافروں نے اعتراض کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ کل وہ حکم تھا اور آج یہ حکم آگیا ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کو اپنا حکم بدلنے کی کیا ضرورت تھی کیا اللہ تعالیٰ کو پہلے معلوم

نہیں تھا کہ کون سا حکم مخلوق کیلئے بہتر ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ اس کو خوب معلوم ہے کہ اس نے کون سا حکم کب نازل کرنا ہے۔ یہ احکامات کا بدلنا اللہ تعالیٰ کی ذات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ مخلوق کی حکمت کے لحاظ سے ہے کہ مخلوق کیلئے پہلے کون سا حکم بہتر تھا اور اب کون سا حکم بہتر ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی مریض کو کسی وقت میں کسی دوا کی ضرورت ہوتی ہے پھر کچھ وقت کے بعد اس کی حالت کے مطابق دوا تبدیل کرنا پڑتی ہے۔ مریض کے مرض کے مطابق طبیب دوا تبدیل کرتا رہتا ہے۔ کون نادان ہوگا جو ڈاکٹر حکیم پر یہ اعتراض کرے کہ یہ ڈاکٹر حکیم بڑا بے وقوف ہے حکیم بڑا نادان ہے کہ کل اس نے یہ دوا دی تھی اور آج یہ دیتا ہے۔ یہ اعتراض کرنے والے کی غلطی اور نادانی ہوگی حکیم ڈاکٹر تو اس فن کے ماہر ہیں وہ جانتے ہیں کہ کل اس کیلئے یہ دوا مفید تھی اور آج اس کیلئے یہ دوا مفید ہے اور وہ مریض کی حالت کے مطابق خوراک بھی بدلتے رہتے ہیں کہ پہلے یہ کھاؤ پھر جب چند دن کے بعد معدہ قوی ہو جائے گا تو یہ خوراک استعمال کرنا۔ یہ دوا اور خوراک کی تبدیلی ڈاکٹر حکیم کی نادانی نہیں ہے بلکہ دانائی ہے اور جس طرح جسمانی بیماریوں کا علاج ہے اسی طرح روحانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ موسم کے بدلنے سے کپڑے بدلتے ہیں چند دن پہلے تم نے گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اب گرمی شروع ہوگئی ہے تو وہ تم نے اتار دیئے ہیں، بیماری کے بدلنے سے دوا اور خوراک بدلتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ حکیم و دانا ہے اس نے روحانی بیماریوں کے مطابق علاج فرمایا ہے۔ ضرورت کے مطابق ایک حکم نازل فرمایا جب اس کی ضرورت نہ رہی تو اس کی جگہ دوسرا حکم نازل فرما دیا۔ پہلے مسلمانوں کا ایمان جتنا مضبوط تھا بعد والوں کا اتنا نہیں تھا پہلے والوں کو حکم تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کرے اور بعد والوں کو فرمایا کہ ایک مسلمان دو کافروں کا مقابلہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے جو

احکام منسوخ کیے ہیں حکمت کے مطابق کیے ہیں یہ اعتراض والی کونسی بات ہے۔

تنسیخ احکام کی حکمت :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً اور جس وقت ہم تبدیل کردیں کسی آیت کو، حکم کو مَّكَانَ اٰيَةٍ دوسری آیت کی جگہ کہ پہلے وہ حکم تھا اور اب یہ حکم ہے وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس کو وہ اتارتا ہے۔ وہ حکیم علی الاطلاق ہے ضروریات کو بہتر جانتا ہے۔ جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں کہ پہلے وہ حکم تھا اور اب یہ حکم ہے تو قَالُوْٓا یہ کہتے ہیں اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بیشک اے نبی کریم ﷺ! آپ افترا باندھنے والے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ الزام غلط ہے بلکہ اکثر ان میں سے نہیں جانتے کہ رب تعالیٰ نے جو حکم نازل فرمایا ہے یہ عین ان کی بیماری کے مطابق ہے قُلْ آپ کہہ دیں نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ اتارا ہے اس قرآن کو پاکیزہ روح نے۔ روح القدس جبرائیل علیہ السلام کا لقب ہے جبرائیل علیہ السلام اس کتاب کو لے کر آئے مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ آپ کے رب کی طرف سے حق کیساتھ۔ لہٰذا یہ سچی کتاب ہے رب تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے میں مفتری نہیں ہوں لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ ثابت رکھے ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ قرآن کریم مومنوں کیلئے ثابت قدمی کیلئے بڑی دلیل ہے وَهُدًى اور نری ہدایت ہے اول سے لے کر آخر تک وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اور خوشخبری ہے مسلمانوں کیلئے۔ ان کیلئے ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے۔

حضور ﷺ کی غریب پروری :

آنحضرت ﷺ غریبوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے مکان کے قریب ایک رومی غلام رہتا تھا نسطاس، جبر یعیش اور بلعام بتاتے ہیں۔ مختلف نام نقل کیے

گئے ہیں۔ وہ بیچارہ بیمار ہو گیا اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ اس کی تیمارداری کیلئے تشریف لے جاتے اس کو پانی لا دیتے اور حسب توفیق اس کی ضرورت پوری کرتے اور بیمار پرسی کرنا بھی بڑی عبادت ہے۔ ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے کہ جو شخص کسی کی بیمار پرسی کیلئے جاتا ہے ستر ہزار فرشتے رات تک اس کیلئے دعائیں کرتے ہیں پھر خصوصاً کوئی اپنا عزیز ہو تو اور زیادہ ثواب ہے والد ہو، والدہ ہو، بھائی ہو ان کا زیادہ حق ہے۔ تو آپ اس کی تیمارداری کیلئے جاتے تھے تو کافر مشرک دیکھتے تھے تو ان شریروں نے اس کیساتھ یہ کڑی ملائی کہ یہ اس سے قرآن سیکھتا ہے وہ اس کو قرآن سکھاتا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ نَعْلَمُ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں اَنَّهُمْ يَقُولُونَ بیشک یہ کہتے ہیں اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ پختہ بات ہے سکھاتا ہے اس کو ایک انسان۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں عجمی ہے عربی نہیں ہے وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ اور یہ قرآن پاک عربی زبان ہے بالکل واضح۔ وہ بیچارہ ٹوٹی پھوٹی عربی نہیں بول سکتا تھا سوائے روزمرہ کی ضرورت کے الفاظ وہ قرآن پاک جیسی فصیح بلیغ عبارت کہاں سے لائے گا اتنی موٹی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔ مگر اعتراض کرنے والوں کو اس سے کچھ غرض نہیں ہوتی ان کا کام ہے شوشہ چھوڑنا وہ چھوڑ دیتے ہیں چاہے صادق آئے یا نہ آئے۔

قرآن پاک کا چیلنج :

قرآن پاک تو ایسی فصیح بلیغ کتاب ہے کہ آج تک اس کا کوئی فصیح بلیغ مقابلہ نہیں کر سکا اور قرآن پاک نے اس بات کا دنیا کو چیلنج دیا ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ [بقرہ: ۲۳] ''پس لاؤ تم کوئی چھوٹی سی سورت اس کی طرح وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ

دُوْنِ اللّٰهِ اور بلالو اپنے امدادیوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا پھر اگر تم نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے۔'' آج تک صدیاں گزر گئیں ہیں قرآن پاک کے اس چیلنج کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ حالانکہ وہ لوگ زبان کے اعتبار سے بڑے فصیح بلیغ تھے یہاںتک کہ آج کا کوئی بڑا ماہر پروفیسر جس نے ساری زندگی عربی زبان میں گذاری ہو اس وقت کے جو جاہل شاعر تھے ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ بلکہ مرد تو درکنار عورتیں اور لڑکیاں جو شعر کہتی تھیں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا باقی اعتراض کردینا کہ نسطاس رومی اس کو پڑھاتا ہے فرمایا یہ غلط کہتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ بیشک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ ان کو زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔ ہدایت دیتا ہے مَنْ يُّنِيْبُ جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ برتن کو الٹا کرکے رکھ دو ٹیوب ویل کے نیچے تو بھی اس میں پانی نہیں آئے گا سیدھا رکھو گے تو بھرے گا یہی طلب اور عدم طلب کی مثال ہے اگر تمہارے اندر ہدایت کی طلب نہیں ہوگی تو زبردستی نہیں دے گا اور اگر اعتراض کرو گے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کیلئے عذاب ہے دردناک۔ مرنے کے بعد پتہ چل جائے گا کہ قرآن کے انکار کا کیا نتیجہ ہے۔ فرمایا اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ پختہ بات ہے افترا باندھتے ہیں جھوٹ کا وہ لوگ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر۔ کہتے ہیں یہ جادو ہے، کبھی کہتے ہیں کہانت ہے کبھی کہتے ہیں شعر و شاعری ہے، کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں یہ جھوٹے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں شوشے چھوڑتے ہیں۔ کافروں نے کہا تو افترا باندھنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے جواب دے دیا کہ یہ افترا نہیں باندھتا یہ اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر ہے اس کی سچی زبان ہے پوری زندگی میں ان کی زبان سے

خلاف حقیقت بات نہیں نکلی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں الزام لگانے والے لوگ جھوٹے ہیں سچوں کو جھوٹا کہتے ہیں وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ دنیا میں ایسا ہوتا رہتا ہے کہ لوگ حقیقت کے برعکس باتیں کرتے ہیں جن کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۴/۲۰

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ جس آدمی نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اس پر ایمان لانے کے بعد اِلَّا مگر مَنْ اُكْرِهَ وہ شخص جو مجبور کیا گیا وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان کیساتھ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ اور لیکن وہ شخص جس نے کھولا بِالْكُفْرِ صَدْرًا کفر کیلئے سینہ فَعَلَيْهِمْ پس ان پر غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ غضب ہوگا اللہ تعالیٰ کا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا ذٰلِكَ یہ کیوں بِاَنَّهُمْ اس وجہ سے کہ انھوں نے اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا پسند کیا دنیا کی زندگی کو عَلَى الْاٰخِرَةِ آخرت پر وَاَنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو اُولٰٓئِكَ

اَلَّذِیْنَ یہی وہ لوگ ہیں طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مہر لگادی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر وَسَمْعِھِمْ اوران کے کانوں پر وَاَبْصَارِھِمْ اوران کی آنکھوں پر وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ اوریہی لوگ غافل ہیں لَاجَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ بیشک وہ آخرت میں ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہ نقصان اٹھانے والے ہیں ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ پھر بیشک آپ کا رب لِلَّذِیْنَ ان لوگوں کیلئے ھَاجَرُوْا جنہوں نے ہجرت کی مِنْ بَعْدِ مَافُتِنُوْا بعد اس کے کہ وہ فتنے میں مبتلا کئے گئے ثُمَّ جٰھَدُوْا پھر انہوں نے جہاد کیا وَصَبَرُوْآ اورصبر کیا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا بیشک تیرا رب اس کے بعد لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مرتد کی سزا :

ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرنا بڑا گناہ ہے۔مرتد کی سزا قتل ہے۔اگرکوئی آدمی مرتد ہوتو اس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی تاکہ وہ اپنے شکوک وشبہات پیش کرے اور ان کا ازالہ کیا جائے اگر نہ سمجھے تو تین دن کے بعد اس کو قتل کیا جائے گا۔حدیث پاک میں مرتد کی سزا قتل ہے۔آنخضرت نے فرمایا فَاقْتُلُوْا پس تم اس کو قتل کردو۔مرتد کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اس کا ذبیحہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کا جنازہ جائز ہے اسکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں کیا جائے گا مسلمان سے اس کو وراثت بھی نہیں ملے گی ہاں اگر کسی نے مجبوراً کلمہ کفر کہا ہے تو اس کا مسئلہ علیحدہ ہے۔

اکراہ کا مسئلہ اور چند تاریخی واقعات :

اس مقام پر اکراہ کا مسئلہ ہی بیان کیا گیا ہے۔تاریخی واقعات ہیں کہ حضرت عمارؓ

اور انکے والد حضرت یاسر ؓ اور حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کافروں نے بڑے ظلم کیئے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں کافروں نے ان تینوں کو گھیر لیا اور کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا۔ حضرت یاسر ؓ کے متعلق آتا ہے کہ آگ جل رہی تھی اور اس میں لوہے کی سلاخیں رکھی تھیں۔ گرم سلاخ ان کی آنکھ کے قریب کی کہ کلمہ چھوڑ دے ورنہ یہ گرم سلاخ تیری آنکھ میں پھیر دیں گے۔ ان کا ایمان بڑا قوی اور مضبوط تھا انکار کر دیا۔ انہوں نے آنکھ میں سلاخ پھیری وہ پھٹ گئی۔ کہنے لگے اب دوسری آنکھ کو بچا لے کلمہ چھوڑ دے کہنے لگے کلمہ نہیں چھوڑوں گا دوسری آنکھ میں بھی انہوں نے سلاخ پھیر دی نابینا ہو گئے اور تڑپتے تھے اسی حالت میں انہوں نے شہید کر دیا۔ حضرت یاسر ؓ اول شہید الاسلام ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جبر کیا کہ کلمہ چھوڑ دے انہوں نے انکار کیا تو ظالموں نے ان کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کیساتھ باندھ دی اور دوسری دوسرے اونٹ کیساتھ باندھ دی اور مخالف سمت دوڑا دیئے اس حالت میں ظالم ابوجہل نے ان کے نازک مقام پر برچھی ماری وہ چر کر دو ٹکڑے ہو گئیں اور جان دے دی۔ اسلام میں پہلی شہید ہونے والی پہلی عورت حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت عمار ؓ کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا والد اور والدہ کا منظر سامنے تھا گھبرا گئے اور جان بچانے کیلئے انہوں نے کلمہ کفر کہہ دیا لیکن بہت زیادہ پریشان ہو گئے کہ میں نے جان بچانے کیلئے کلمہ کفر کیوں کہا۔ روتے روتے آنحضرت ﷺ کے پاس گئے ماں باپ کا سارا قصہ سنایا اور کہا کہ وہ مجھے بھی ظلم کیساتھ قتل کرنا چاہتے تھے مگر میں نے کلمہ کفر کہہ کر جان بچالی ہے۔ اب میرے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا دل کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا دل مطمئن بالایمان ہے۔ فرمایا تیرا ایمان برقرار ہے۔ تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ جس آدمی نے

انکار کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ یعنی اس کے احکام کا انکار کیا مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ مگر وہ جو مجبور کیا گیا وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان کیساتھ تو اس کا ایمان برقرار ہے۔ اکراہ کی تعریف فقہاء کرام یہ فرماتے ہیں۔ فقہاء کرام نے دین کی بڑی خدمت کی ہے یہ لوگ دین کی روح کو سمجھتے ہیں، محدثین عظامؒ نے دین کی بڑی خدمت کی ہے، مفسرین کرامؒ نے دین کی بڑی خدمت کی ہے عالم اسباب میں ہم سب ان کے محتاج ہیں۔ تو فقہاء کرامؒ اکراہ کی تعریف فرماتے ہیں کہ ایسا شخص یا ایسی جماعت جس کے پاس اتنی قوت ہو کہ وہ اپنی بات کو پورا کر کے دکھا سکتی ہو وہ کسی پر جبر کرے اور کہے کہ تم کلمہ کفر زبان سے نکالو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے یا تیرا عضو مثلاً ٹانگ کاٹ دیں گے یا بازو کاٹ دیں گے آنکھ نکال دیں گے یا جوڑ علیحدہ کر دیں گے اور وہ کر بھی سکتے ہوں تو ایسی حالت میں اگر دل مطمئن بالایمان ہے تو آدمی کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔ اور اگر ضرب کی دھمکی دیں یا قید کی دھمکی دیں کہ کلمہ کفر کہہ ورنہ تجھے قید کر دیں گے تو کلمہ کفر زبان سے نکالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر مال چھین لینے کی دھمکی دیں تو بھی کلمہ کفر کہنے کی اجازت نہیں ہے چاہے سارا مال چھین لیں اور قتل کی دھمکی پر کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے اور اگر ڈٹ جائے نہ کہے تو عزیمت ہے اور عزیمت کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

حضرت خبیب بن عدیؓ کی شہادت :

حضرت خبیب بن عدیؓ کافروں کے ہاتھ آ گئے ان سے مکہ والوں نے ان کو قتل کرنے کیلئے خرید لیا۔ کیونکہ انہوں نے ان کا ایک بڑا آدمی قتل کیا تھا۔ پہلے ان پر بڑا زور لگایا کہ کلمہ چھوڑ دو انہوں نے فرمایا کہ نہیں چھوڑوں گا ان کو قتل کرنے کیلئے حرم سے باہر تنعیم

کی طرف لے گئے جہاں مسجد عائشہ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ حرم سے باہر ہے عرفات بھی حرم سے باہر ہے اجعرانہ بھی حرم سے باہر ہے حرم کا وہ بھی احترام کرتے تھے اس لئے حرم سے باہر لے گئے۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان سب اکٹھے ہوئے ان کا قتل دیکھنے کیلئے عجیب منظر تھا۔ حافظ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے اور تاریخ کی دیگر کتابوں میں بھی ہے۔ ابوسفیان اس وقت ؓ نہیں ہوئے تھے خبیب بن عدی کے پاس آئے کہنے لگے برخوردار مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟ فرمانے لگے ہاں! چچا جان آپ ابوسفیان ہیں (اور ابوجہل کے مرنے کے بعد قیادت ان کے ہاتھ میں تھی۔ اس کے بعد جتنی جنگیں ہوئی ہیں احد، خندق وغیرہ ان میں یہی پیش پیش تھے۔) ابوسفیان نے کہا کہ تم ایک لفظ کہہ دو میں تمہاری رہائی کا ذمہ دار ہوں کہ میرے بدلے محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے تو کیا ہی اچھا ہے۔ فرمایا چچا جان! آپ نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے دوبارہ وہی لفظ دہرائے کہ یہ کہہ دو کہ میری جگہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے تو کیا ہی اچھا ہے۔ فرمایا چچا جان سنو! یہ لفظ تو درکنار والذی نفسی بیدہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں یہ لفظ بھی کہنے کیلئے تیار نہیں کہ میری سولی کے بدلے شَوْکَۃٌ یُشَاکُ فِیْ رِجْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ آپؐ کے پاؤں میں کوئی کانٹا چبھے، یہ بھی گوارہ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ کہنے کی انہیں اجازت تھی۔ شہید ہو گئے عزیمت پر عمل کیا شہادت کے وقت انہوں نے دردناک اشعار کہے جو بخاری شریف وغیرہ میں موجود ہیں......

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا

عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

''مجھے کوئی پرواہ نہیں جب میں حالت اسلام میں قتل کیا جاؤں کسی بھی پہلو پر میرا گرنا ہو۔''

مسیلمہ کذاب اور ختم نبوت کے دیوانے :

حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت حبیب بن زید ﷺ کا واقعہ لکھا ہے۔ ایک ہیں حضرت خُبیب بن عدی وہ اور صحابی ہیں ﷺ۔ اور ایک ہیں حبیب بن زید وہ اور ہیں ﷺ۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی خلافت تھی یمامہ کا مقام تھا حضرت خالد بن ولید ﷺ کمانڈر تھے۔ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں لڑائی تھی تین دنوں میں سات سو حافظ قرآن شہید ہوئے اور جو حافظ نہیں تھے ان کی تعداد چودہ سو (۱۴۰۰) تھی۔ یہ سب حضرات ختم نبوت کی خاطر شہید ہوئے۔ کچھ مسلمان قید ہو گئے۔ ان میں حضرت حبیب بن زید انصاری ﷺ بھی تھے بڑے خوبصورت نوجوان تھے قیدیوں کو مسیلمہ کذاب کے سامنے پیش کیا گیا مسیلمہ کذاب نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کیوں لڑنے کیلئے آئے ہو ہمارے خلاف کیوں لڑنے کیلئے آئے ہو؟ فرمایا تو نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے کہا کہ میں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہو اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا بھی قائل ہوں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے بعد مجھے نبوت ملی ہے۔ فرمایا میں تیری یہ بات سننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ مسیلمہ نے کہا پہلی سن لی ہے اور یہ نہیں سنتا۔ فرمایا پہلی ایمان کا حصہ تھی سن لی یہ نہیں سنتا۔ مسیلمہ نے کہا اُقَطِّعُکَ اِرْبًا اِرْبًا اگر تم یہ نہیں مانو گے تو میں تیرا ایک ایک جوڑ الگ کر دوں گا۔ فرمانے لگے اَنْتَ وَذَاکَ جو تیرے دل میں آتا ہے کر۔ یہاں سے ان کا ہاتھ کاٹا، یہاں سے کاٹا، یہاں سے کاٹا (حضرت شیخؒ نے اپنے بازو اور پاؤں کی طرف اشارہ کر کے سمجھایا۔) پھر ٹانگ یہاں سے کاٹی، یہاں سے کاٹی، یہاں سے کاٹی۔ بالآخر سینے میں برچھا مار کر شہید کر دیا مگر انہوں نے کفر نہیں اختیار کیا۔

عبداللہ بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کی عزیمت :

حضرت عبداللہ بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ رومیوں کے مقابلے میں لڑتے ہوئے گرفتار ہو گئے ۔ بڑے صحتمند، خوبصورت، فصیح اللسان تھے ۔ ان کو ہرقل روم کے سامنے پیش کیا گیا اور قیدیوں کیساتھ دیکھا بڑا خوبصورت صحت مند جوان ہے اور گفتگو بڑی معقول کرتا ہے ۔ ہرقل روم نے کہا اُشْرِکُکَ فِیْ مُلْکِیْ وَاُزَوِّجُکَ اِبْنَتِیْ تو عیسائی بن جا میں تجھے حکومت میں بڑا عہدہ دونگا اور اپنی لڑکی کا تجھے رشتہ دونگا ۔'' کتنی بڑی پیشکش ہے ۔ اس وقت دو ہی حکومتیں ہوتی تھیں ایک کسری کی جو آتش پرست تھا دوسری رومیوں کی ۔ فرمایا یہ بات دوبارہ کہو اس نے وہ الفاظ دہرائے اور عجیب بات یہ ہے کہ قیدی ہیں اور نہیں مانتے ۔ کڑاہ کے اندر تیل ڈال کر گرم کیا گیا جو مسلمان کلمہ نہیں چھوڑتا تھا اس کو اس میں ڈال کر تل دیتے تھے ۔ جب حضرت عبداللہ بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو رونے لگے ہرقل روم نے کہا کیا بات ہے کیوں روتے ہو؟ فرمایا اس لئے روتا ہوں کہ میری ایک جان ہے اور رب تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں کاش کہ میرے بدن پر جتنے بال ہیں اتنی جانیں ہوتیں اور میں ایک ایک کر کے قربان کر دیتا ۔ آگے روایات مختلف ہیں ایک یہ ہے کہ ان کو بھی کڑاہ میں ڈال کر تل دیا گیا جان دے دی مگر کلمہ کفر نہیں کہا ۔ دوسری روایت یہ ہے کہ بادشاہ نے کہا کہ میرے ماتھے کو بوسا دیدے تو تجھے چھوڑ دیتا ہوں ۔ فرمایا نہیں ! بلکہ جو میرے ساتھی بچ گئے ہیں ان کو بھی رہا کر تو بوسا دے دیتا ہوں ۔ اس نے یہ مطالبہ مان لیا انہوں نے اس کے ماتھے کو بوسا دیا اور ساتھی رہا کرا کے واپس لے آئے ۔

تو اگر مجبور ہو کر کوئی کلمہ کفر کہے تو اجازت ہے جبکہ دل ایمان کیساتھ مطمئن ہو اور اگر ڈٹ جائیگا تو عزیمت ہے ۔ فرمایا وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا اور لیکن وہ شخص

جس نے کھولا کفر کیلئے سینہ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ پس ان پر رب کا غضب ہوگا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اوران کیلئے بڑا عذاب ہوگا۔ کیوں؟ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے پسند کیا دنیا کی زندگی کو عَلَى الْاٰخِرَةِ آخرت پر وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو جبراً۔ ہدایت اس کو ملے گی جو اس کی طرف رجوع کریگا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں کافر طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مہر لگادی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر وَسَمْعِهِمْ اور ان کے کانوں پر وَاَبْصَارِهِمْ اوران کی آنکھوں پر وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ اور یہی لوگ غافل ہیں رب تعالیٰ سے لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بیشک یہی لوگ آخرت میں هُمُ الْخٰسِرُوْنَ گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔ دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں ایک خواب کی حیثیت بھی نہیں رکھتی اور وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اسکو سوچ کر ہمارے دماغ خراب ہوجائیں۔ اقبال مرحوم نے کہا ہے......

؎ تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا

یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ پھر بیشک آپ کا رب لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ان لوگوں کیلئے جنھوں نے ہجرت کی رب تعالیٰ کی رضا کیلئے مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا بعد اس کے کہ ان کو فتنے میں مبتلا کیا گیا ثُمَّ جٰهَدُوْا پھر انہوں نے جہاد کیا وَصَبَرُوْٓا اور صبر کیا تکالیف پر اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا بیشک آپ کا رب ان کاموں کے بعد لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ بندے کی نجات کے اسباب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔

❁ ❁ ❁

يَوْمَ تَأْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ
عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا
رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا
اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ
ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ
الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ
بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

يَوْمَ اس دن تَاْتِيْ آئے گا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس تُجَادِلُ جھگڑا کرے گا
عَنْ نَّفْسِهَا اپنے نفس کی طرف سے وَتُوَفّٰى اور پورا پورا دیا جائے گا كُلُّ نَفْسٍ
ہر نفس کو مَا عَمِلَتْ جو اس نے کیا ہے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا
جائیگا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے قَرْيَةً ایک بستی کی
كَانَتْ اٰمِنَةً جو امن والی تھی مُّطْمَئِنَّةً اطمینان والی تھی يَّاْتِيْهَا آتا تھا اس بستی
میں رِزْقُهَا اس کا رزق رَغَدًا کشادہ مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ ہر طرف سے
فَكَفَرَتْ پس اس بستی والوں نے کفر کیا بِاَنْعُمِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا
فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ پس چکھایا اس کو اللہ تعالیٰ نے لِبَاسَ الْجُوْعِ بھوک کا لباس

وَالْخَوْفِ اورخوف کا بِمَا كَانُوا يَصْنَعُوْنَ بسبب اس کاروائی کے جو وہ کرتے تھے وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ اورالبتہ تحقیق آیاان کے پاس رسول مِنْهُمْ ان میں سے فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلایااسکو فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ پس پکڑاان کوعذاب نے وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ اوروہ ظالم تھے فَكُلُوْا پس کھاؤتم مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اس چیز سے جواللہ نے تمہیں رزق دیا ہے حَلٰلاً طَيِّبًا حلال پاکیزہ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اورشکراداکرواللہ تعالیٰ کی نعمت کا اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگرہوتم خاص اسی کی عبادت کرتے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم پرمردارکو وَالدَّمَ اورخون وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ اورخنزیرکا گوشت وَمَآ اُهِلَّ اوروہ جونامزدکیا گیاہو لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر فَمَنِ اضْطُرَّ پس جوشخص مجبورکیا گیا غَيْرَ بَاغٍ وہ لذت تلاش کرنے والانہیں وَّلَا عَادٍ اورنہ تجاوزکرنے والا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ پس بیشک اللہ تعالیٰ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بخشنے والامہربان ہے۔

ماقبل سے ربط اور ذکرِ آخرت :

پیچھے ذکرتھا لَاجَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ضرور بالضرور پختہ بات ہے وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔آگے اسی آخرت کے دن کا ذکر ہے۔ فرمایا يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ جس دن آئیگا ہرنفس تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا جھگڑاکریگادفاع کرے گااپنے نفس کی طرف سے۔قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی ساری کائنات اکٹھی ہوگی کسی کوکسی کی فکرنہیں ہوگی صرف اپنی جان کی فکرہوگی يَوْمَ يَفِرُّ

الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ [عبس: پارہ ۳۰] ''جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔'' کہ یہ کہیں مجھ سے نیکی نہ مانگ لیں۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ ایک بندے کی ایک نیکی کم ہوگی یوں سمجھو کہ پچاس اس کی نیکیاں اور پچاس برائیاں ہونگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ ایک نیکی تلاش کر کے لاؤ تاکہ نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے۔ پہلے تو یہ آدمی بڑا خوش ہوگا کہ ایک نیکی کا کیا ہے میں ابھی لے آتا ہوں۔ اپنے لنگوٹیئے یاروں کے پاس جائے گا جن کیساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا، کھاتا پیتا تھا، گپیں مارتا تھا کہ بھئی مجھے ایک نیکی دیدو میرا بیڑا پار ہو جائے گا۔ کہیں گے اِلَيْكَ عَنِّيْ پیچھے ہٹ! میں تجھے ایک نیکی دینے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ پھر اپنے بھائی کے پاس جائے گا، اپنے باپ کے پاس جائے گا، عزیز رشتہ داروں کے پاس جائے گا سب یہی جواب دیں گے آخر میں اپنی والدہ کے پاس جائے گا ماں سے کہے گا اَتَعْرِفِيْنِيْ کیا تو مجھے پہچانتی ہے میں کون ہوں؟ کہے گی ہاں! میں نے تجھے پیٹ میں اٹھایا پھر تجھے جنا پھر دودھ پلایا۔ کہے گا ماں مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے۔ ماں کہے گی میرے سے دور ہو جا تجھے نیکی دے کر میں کہاں جاؤں گی مجھے خود ضرورت ہے۔ غرضیکہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ جس دن دفاع کرے گا ہر نفس اپنی جان سے وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو مَّا عَمِلَتْ جو اس نے کیا ہر نیکی بدی کا صلہ ملے گا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا نیکیوں میں کمی نہیں کی جائے گی اور برائی نہیں کی اور اس کے نامہ اعمال میں درج کردی جائے ایسا نہیں ہوگا۔

قریۂ مطمئنہ :

آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً اور بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے مثال قَرْيَةً ایک بستی کی كَانَتْ اٰمِنَةً وہ بستی امن والی تھی مُّطْمَئِنَّةً اطمینان والی تھی يَّأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا آتا تھا اس بستی میں اس کا رزق کشادہ مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ ہر طرف سے فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ پس بستی والوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ پس چکھایا اس کو اللہ تعالیٰ نے بھوک کا لباس اور خوف کا بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بسبب اس کاروائی کے جو وہ کرتے تھے۔

قریہ کا مصداق :

یہ بستی کونسی ہے؟ اس کے متعلق بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ کوئی خاص بستی نہیں ہے بلکہ دنیا میں بہت سی بستیاں ایسی ہوئی ہیں جو آیت کریمہ کا مصداق بنتی ہیں اور اکثر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ حرم کعبہ ہونے کی وجہ سے وہ بڑے امن کی جگہ ہے۔ حرم سے باہر چوریاں ہوتی تھیں، ڈاکے پڑتے تھے، قتل ہوتے تھے کسی کی جان محفوظ نہیں تھی کوئی رات کو اطمینان کیساتھ نہیں سو سکتا تھا جیسے ہمارے ملکی حالات ہیں اور حرم والے بڑے مزے سے سوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ جہاں کچھ نہیں ہوتا نہ پھل نہ فصلیں کوئی پیداوار نہیں ہوتی وہاں ہر طرف سے رزق آ رہا ہے وافر مقدار میں اور ہر چیز اتنی وافر مقدار میں پہنچتی ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اس دفعہ حج پر تقریباً اٹھائیس (۲۸) لاکھ بندے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ تمہیں کھانے پینے میں دشواری ہوئی ہو؟ کہنے لگے اتنی وافر مقدار میں چیزیں تھیں کہ کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ یہاں ہم ایک آم لینا چاہیں مل جائے گا، ایک کنو، مالٹا مل جائے گا لیکن وہاں کلو کے حساب سے دیتے ہیں کم

دینے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے اگر کوئی تھوڑی مقدار میں چیز مانگے تو کہتے ہیں یلاً دوڑ جاؤ۔ اتنی وافر مقدار میں چیزیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔

بعثتِ نبوی ﷺ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ جَآءَ هُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ اور البتہ تحقیق آیا ان کے پاس رسول ان میں سے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو تمام پیغمبروں کے امام اور ساری کائنات کے سردار ہیں فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلایا اسکو۔ ابوجہل اور ابولہب نے باری مقرر کی ہوئی تھی کہ آج تو نے اس کی تقریر کی تردید کرنی ہے اور کل میں نے کرنی ہے۔ جب آپ ﷺ بیان فرماتے تو بڑے شریفانہ انداز میں بیٹھے رہتے جس وقت آپ ﷺ کا وعظ ختم ہو جاتا تو کھڑے ہو کر تردید کر دیتے۔ مثلاً ابولہب کھڑے ہو کر کہتا اَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! میرا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے اور ابولہب میری کنیت ہے یہ میرا بھتیجا ہے صَائِبٌ كَذَّابٌ یہ صابی اور جھوٹا ہے۔ جسطرح آج کل حق والوں کو وہابی کہتے ہیں اس وقت صابی کہتے تھے۔ تو کہتا یہ صابی ہے جھوٹا ہے اس کے پھندے میں نہ آنا اسی طرح کسی مقام پر ابوجہل کھڑا ہو جاتا اور صاف لفظوں میں کہتا کہ یہ جھوٹا ہے اس کے پھندے میں نہ آنا۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی تکذیب کی صاف لفظوں میں۔ کبھی کہتے سَاحِرٌ كَذَّابٌ معاذ اللہ تعالیٰ یہ جادوگر ہے اور بڑا جھوٹا ہے، کبھی کہتے مجنوں ہے، کبھی کہتے مفتری ہے خود بنا کر لاتا ہے، جو منہ میں آتا کہتے فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ پس پکڑا ان کو عذاب نے۔ بخاری شریف وغیرہ کتب میں روایت ہے کہ جب آپ ﷺ ان کی باتوں سے کافی پریشان ہوئے تو عرض کیا اے پروردگار! ان پر ایسے سال مسلط کر جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی کے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مکے والوں پر قحط سالی مسلط

فرمائی بارشیں رک گئیں، اناج ختم ہوگیا حتّٰی اَکَلُوْا الْجُلُوْدَ وَالْعِظَامَ وَالْمَیْتَۃَ یہانتک کہ انہوں نے چمڑے کھائے، ہڈیاں کھائیں اور مردار جانور کھائے۔ ہڈیاں پیس کر کھاتے تھے، چمڑے پانی میں بھگو کر نرم کر کے بھون کر کھاتے تھے اٹھتے تھے تو آنکھوں کے آگے اندھیرا ہوتا تھا بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے۔ ابوسفیان اس وقت کافر تھا آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا آپ ﷺ کی ساری قوم بھوک میں مبتلا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چچا جان! حق کا ساتھ دیں کلمہ پڑھ لیں اور کفر کا ساتھ چھوڑ دیں پھر دیکھو کیسے رب کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ کہنے لگا نہ نہ یہ بات نہ کریں ویسے ہی دعا کردیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط کے سات سال مسلط فرمائے اسی کا ذکر ہے کہ پکڑا ان کو عذاب نے وَھُمْ ظٰلِمُوْنَ اور وہ ظالم تھے۔ یہ بھوک کا لباس تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ طیبہ پہنچایا اور مسلمانوں میں کچھ قوت آگئی اور بدر کی لڑائی ہوئی اس کے بعد پھر کافر مسلمانوں سے ڈرتے رہتے تھے کہ مسلمان ہم پر حملہ کردیں گے تو خوف بھی ان پر مسلط کیا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو جھٹلایا پھر سات سال کے بعد ان کی مصیبت ٹلی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس بستی سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ مدینہ طیبہ میں بڑا سکھ چین تھا آرام تھا زرخیز علاقہ تھا فصلیں اور کھجوریں ہوتی تھیں بڑا کچھ ہوتا تھا۔ حضرت عثمان ؓ کو جب شہید کیا گیا تو اس کے کافی عرصہ کے بعد تک مدینے والوں کو پھر سکھ نصیب نہیں ہوا۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوئے تھے کیونکہ مظلوم کو شہید کیا تھا۔ سب تفسیریں صحیح ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ

اللّٰہُ پس کھاؤ تم اس چیز سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے حَلٰلًا طَیِّبًا حلال پاکیزہ۔ حلال کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے اس کے استعمال کی اجازت دی ہے جیسے، اونٹ، بکری، مرغی، گائے، بھینس وغیرہ اور طیب کا مطلب یہ ہے کہ غیر کا حق اس کے ساتھ متعلق نہ ہو مثلاً بکری حلال ہے لیکن اگر چوری کر کے لائے گا چھین کے لائے گا اور ذبح کرے گا تو طیب نہیں ہوگی مرغی چوری کر کے ذبح کرے طیب نہیں ہے، گندم حلال ہے مگر چوری کی ہوگی تو طیب نہیں ہے۔ تو کھانے کیلئے دو قیدیں ہیں ایک حلال ہونا دوسرا طیب ہونا۔ کسی کے حق میں تصرف کرنا بڑا سخت جرم ہے وَّاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ اگر ہو تم خاص اسی کی عبادت کرتے۔ اور سورۃ مومن آیت نمبر ۵۱ میں ہے ''اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور عمل کرو نیک۔'' حلال چیز سے رکنا بغیر کسی شرعی عذر کے اچھی بات نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی بیمار ہے اس کو کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تو وہ بات علیحدہ ہے بغیر کسی عذر کے حلال چیزوں کو چھوڑنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کہ نماز پڑھو کیونکہ اس میں تمام اعضاء رب تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں۔

محرمات کا ذکر :

آگے اللہ تعالیٰ نے بعض حرام چیزوں کا ذکر فرمایا ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم پر مردار کو۔ جو جانور شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا وہ حرام ہے چاہے گائے ہے، بکری ہے، بیل ہے البتہ اس کا چمڑا اتارنے کی اجازت ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ لوگ ایک موٹی تازی بکری جو مردار ہوگئی تھی کو کھینچ کر لے جا رہے تھے دور پھینکنے کیلئے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا ھَلَّا اَخَذْتُمْ اِھَابَھَا تم نے اس کی کھال کیوں نہیں اتاری؟ کہنے لگے حضرت! مردار ہے فرمایا یہ تو نظر آ رہی ہے لیکن اس کی کھال اتار کر دباغت دے کر فائدہ اٹھا سکتے ہو وَالدَّمَ اور خون حرام ہے۔ ذبح کرتے ہوئے جو خون شرّاٹے مار کر نکلتا ہے دم مسفوح، وہ حرام ہے۔ یہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی کسی طرح بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا یہ حرام قطعی ہے۔ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ اور خنزیر کا گوشت بھی حرام ہے۔ گوشت اس لئے کہا کہ اوپر کھانے والی چیزوں کا ذکر ہے باقی خنزیر کی کھال، اس کی ہڈیاں، اس کے بال سب حرام ہیں وَمَآ اُھِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور وہ جو نامزد کیا گیا ہو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر یہ بھی حرام ہے۔ غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے نامزد کیا گیا ہو مثلاً جانور فلاں کے نامزد کرتا ہوں میرے کاروبار میں برکت ہوگی نہ دیا تو نقصان ہوگا یہ نیتِ تقرب ہے اس نیت کیساتھ کوئی شخص جانور کو تکبیر پڑھ کر بھی ذبح کرے تو حلال نہیں ہوگا۔

تکبیر کا مسئلہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ کا فتویٰ :

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ؒ تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تکبیر پڑھ کے کتے کو ذبح کرے تو کتا حلال نہیں ہوگا کوئی شخص خنزیر کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے تو خنزیر حلال نہیں ہوگا یہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر تقرب کی نیت سے نامزد ہوا ہے حرام ہو گیا ہے بسم اللہ اللہ اکبر کہنے سے بھی حلال نہیں ہوگا اور صرف جانور ہی کی بات نہیں ہے فرماتے ہیں کہ جملہ ماکولات و مشروبات و ملبوسات ہمیں حکم دارند تمام کھانے، پینے اور پہننے کی چیزیں یہی حکم رکھتی ہیں۔ آج عموماً جاہل قسم کے لوگ قبروں پر دیگیں پکاتے اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور بکرے وقف کرتے ہیں یہ سب حرام کی مد ہیں ایصال ثواب کی مد علیحدہ ہے۔ وہ اس طرح کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کوئی چیز دو اور اس کا

ثواب کسی بزرگ کو پہنچاؤ یہ ٹھیک ہے اور یہ بات بھی غور سے سمجھ لیں کہ ایک ہے ولیمے کا بکرا عقیقے کا بکرا، قربانی کا بکرا یہ شریعت کا حکم ہے اور یہ سارے جاتے اللہ تعالیٰ کے نام پر ہیں یا کسی شخص کی ملک ہو تو کہا جاتا ہے یہ زید کا بکرا ہے، یہ عمرو کا بیل ہے، یہ فلانے کی گائے ہے یہ جائز ہے۔ اگر چہ حقیقی مالک تو رب ہے لیکن عالم اسباب میں بندے بھی مالک ہوتے ہیں تو یہ مِلک کی نسبت کرنا صحیح ہے اور غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے نامزد کرنا حرام ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مجبور کیا گیا غَیْرَ بَاغٍ وہ لذت تلاش کرنے والا نہیں ہے وَّلَا عَادٍ اور نہ تجاوز کرنے والا ضرورت سے۔ مثلاً کسی آدمی کو بھوک کی وجہ سے جان کا خطرہ ہے اور مردار اور خنزیر کے علاوہ کوئی چیز وہاں نہیں ہے اگر نہیں کھاتا تو جان خطرے میں ہے تو اس کو اتنا مردار اور خنزیر کھانے کی اجازت ہے کہ جتنا کھا کر جان بچا سکتا ہے اگر زیادہ کھائے گا تو جائز نہیں ہے۔ ایک آدمی ایسی پیاس میں مبتلا ہے اگر کچھ نہیں پیتا تو جان خطرے میں ہے اور اس کے پاس شراب کے سوا کوئی چیز نہیں تو اس کیلئے اتنی شراب پینا ضروری ہے کہ جس سے جان بچ جائے حالانکہ شراب قطعی حرام ہے۔ اگر ایسے موقع پر خنزیر نہیں کھائے گا اور شراب نہیں پیئے گا تو گنہگار موت مرے گا کیونکہ رب نے اجازت دی ہے اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتا لیکن کھائے ضرورت کے مطابق۔ لذت تلاش کرنے والا بھی نہ ہو اور ضرورت سے زیادہ بھی نہ کھائے اگر ایک چھٹانک کھانے سے جان بچتی ہے تو چھ تولے نہیں کھا سکتا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

❁ ❁ ❁

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع ۱۵ ۲۱

وَلَا تَقُوْلُوْا اور نہ کہوتم لِمَا اس چیز کے بارے میں تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمْ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں الْكَذِبَ جھوٹ هٰذَا حَلٰلٌ یہ حلال ہے وَّهٰذَا حَرَامٌ اور یہ حرام ہے لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ تاکہ باندھوتم اللہ تعالیٰ پر افترا الْكَذِبَ جھوٹ کا اِنَّ الَّذِيْنَ بیشک وہ لوگ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ جو افترا باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر الْكَذِبَ جھوٹ کا لَا يُفْلِحُوْنَ وہ فلاح نہیں پائیں گے مَتَاعٌ قَلِيْلٌ فائدہ ہے تھوڑا سا وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کیلئے عذاب ہے دردناک وَعَلَى الَّذِيْنَ اور ان لوگوں پر هَادُوْا جو یہودی ہیں حَرَّمْنَا ہم نے حرام کیں مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ وہ چیزیں جو ہم نے بیان کی ہیں آپ پر مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اور لیکن تھے وہ اَنْفُسَهُمْ اپنی جانوں پر يَظْلِمُوْنَ ظلم کرتے ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ پھر بیشک آپ کا

رب لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کیلئے عَمِلُوا السُّوْٓءَ جنہوں نے عمل کئے بُرے بِجَهَالَةٍ جہالت کی وجہ سے ثُمَّ تَابُوْا پھر توبہ کی مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ اس کے بعد وَاَصْلَحُوْٓا اور اصلاح کی اِنَّ رَبَّکَ بیشک آپ کا رب مِنْ بَعْدِهَا اس کے بعد لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حلال وحرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے :

کسی چیز کو حلال کرنا اور حرام کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی بھی کسی شی کو از خود نہ حلال کر سکتا ہے اور نہ حرام کر سکتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اپنی کتاب ''حُجَّةُ اللّٰهِ الْبَالِغه'' میں فرماتے ہیں کہ حلال کرنا اور حرام کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس میں اسکا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہے لیکن حلال وحرام کرنے کا اختیار آپ ﷺ کو بھی نہیں تھا یہ بات تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ آنحضرت ﷺ نے خانگی معاملات درست رکھنے کیلئے صرف اپنی ذات کیلئے شہد حرام کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات گوارہ نہ ہوئی اور پوری سورت تحریم نازل فرمائی يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ''اے نبی کریم ﷺ! آپ کیوں حرام قرار دیتے ہیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال ٹھہرائی ہے اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہوئے۔ آگے فرمایا قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَکُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِکُمْ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے فرض کیا ہے تمہاری قسموں کا توڑنا۔'' اب ظاہر بات ہے جب آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی صرف اپنی ذات کیلئے شہد کو حرام نہیں کر سکتی تو اور کون ہے جس کو حلال وحرام کا اختیار حاصل ہو۔ آنحضرت ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی لڑکی کیساتھ نکاح کا ارادہ کیا ہے تو

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے ایسی خبر سنی ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ کہنے لگے حضرت! جیسے آپ نے سنی ہے ایسے ہی ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت میں ہے فرمایا سن لو لَسْتُ اُحِلُّ حَرَامًا وَلَا اُحَرِّمُ حَلَالًا ''میں نہ کسی حرام کو حلال کر سکتا ہوں اور نہ حلال کو حرام کر سکتا ہوں۔'' اس کا رشتہ تیرے لئے حلال ہے میں نہیں کہتا کہ حرام ہے لیکن باپ ہونے کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ میری بیٹی کا مزاج اور ہے اور ابوجہل کے خاندان کا مزاج اور ہے لہذا دونوں کا گزارہ نہیں ہو سکتا اس لئے اگر تم اس کیساتھ نکاح کرنا چاہتے ہو تو میری بیٹی کو طلاق دیدو۔ جسطرح آج کل کھانے کیساتھ پیاز، مولی، گاجر وغیرہ کا سلاد رکھتے ہیں اس زمانے میں عموماً لہسن رکھا جاتا تھا۔ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ دل کی بیماریوں کیلئے لہسن بہت مفید چیز ہے۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی خاصیت رکھی ہے۔ تو ایک دفعہ کچا لہسن کھانے میں سلاد کے طور پر رکھا گیا آپ ﷺ نے باقی چیزیں کھائیں مگر لہسن نہ کھایا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت! یہ حرام ہے فرمایا لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا حلال چیز کو حرام کرنا میرا کام نہیں ہے۔ لہسن حلال ہے لیکن میں نے اس لئے نہیں کھایا کہ اس سے بدبو آتی ہے فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَّمْ تُنَاجُوْا میں ان کیساتھ گفتگو کرتا ہوں جن کیساتھ تم نہیں کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ میں فرشتوں کیساتھ گفتگو کرتا ہوں اور فرشتوں کو بدبو سے سخت نفرت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ نہ کوئی کسی چیز کو حلال کر سکتا ہے اور نہ حرام کر سکتا ہے اسی کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَقُوْلُوْا اور نہ کہو تم لِمَا اس چیز کے بارے میں تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں جھوٹ۔ کیا نہ کہو ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ تاکہ باندھو تم

اللہ تعالیٰ پر افترا جھوٹ کا۔ حلال حرام ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تم از خود کسی چیز کو حلال حرام نہیں کہہ سکتے۔ یہ صفت اور خوبی رب نے تمہیں نہیں دی۔ اسی چیز کو حلال کہو جو رب نے حلال کی ہے اور اسی چیز کو حرام کہو جو رب نے حرام کی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ بیشک وہ لوگ جو افترا باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا لَا یُفْلِحُوْنَ وہ فلاح نہیں پائیں گے مَتَاعٌ قَلِیْلٌ فائدہ ہے تھوڑا سا۔ کتنا عرصہ دنیا میں رہیں گے دس سال، بیس سال، تیس سال، پچاس سال، سو سال، پھر وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور ان کیلئے عذاب ہے دردناک۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا اور ان لوگوں پر جو یہودی ہیں۔

یہود کی وجہ تسمیہ :

یہودیوں کو یہودی کیوں کہتے ہیں؟ اس کے متعلق مفسرین کرامؒ نے مختلف باتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ان کے بڑوں نے جب غلطی کی کہ چند دن بچھڑے کی پوجا کی تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔ اس موقع پر انہوں نے کہا اِنَّا هُدْنَا اِلَیْكَ ”ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف۔“ [اعراف:۱۵۶] ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ تو انہوں نے توبہ میں هُدْنَا کا لفظ کہا تو اس سے ان کو یہودی کہا گیا یعنی وہ فرقہ جو رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ اور یہ بات بھی فرمائی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یہودا تھا تو اس کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کو یہودی کہا جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ تَهَوَّدَ کا معنیٰ ہے حرکت کرنا، یہ تورات پڑھتے ہوئے حرکت کرتے تھے یعنی ہلتے تھے جسطرح قرآن کریم پڑھتے ہوئے بچے ہلتے ہیں تو اس وجہ سے ان کو یہودی کہا جاتا ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کے بعد تورات کا بہت بلند مقام ہے مگر اس

وقت آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے تحریفات ہو چکی ہیں خود پادری صاحبان کو اقرار ہے کہ ہماری کتابوں میں تحریفات ہو چکی ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ''عیسائیت کا پس منظر'' میں بہت سے حوالے دیئے ہیں۔

یہود پر حرام کردہ اشیاء :

تو فرمایا ان لوگوں پر جو یہودی ہیں حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ حرام کیں ہم نے وہ چیزیں جو ہم نے بیان کیں آپ پر مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے کیا حرام کیا تھا۔ اس کا ذکر سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۶ میں ہے وَ عَلَى الَّذِينَ هَادُوْا حَرَّمْنَا اور ان لوگوں پر جو یہودی تھے حرام کر دیا ہم نے كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ہر ناخن والا جانور جس کے ناخن پھٹے ہوئے نہیں تھے جیسے اونٹ، شتر مرغ، بطخ وَمِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ اور گائے اور بھیڑوں میں سے حرام کر دی ہم نے ان پر شُحُوْمَهُمَا ان کی چربی یعنی گائے حلال ہے مگر اس کی چربی حرام ہے، بھیڑ بکری حلال ہے مگر اس کی چربی حرام ہے اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا مگر وہ جو لگی ہوئی ہو ان کی پشتوں کیساتھ وہ حلال تھی اَوِ الْحَوَايَا یا آنتوں کیساتھ لگی ہوئی ہو وہ بھی حلال تھی اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا وہ جو ہڈی کیساتھ ملی ہوئی ہو وہ بھی حلال ہے۔ حرام کون سی تھی؟ چکی کی چربی اور معدے کی جو چربی ہوتی ہے یہ ہم نے حرام قرار دی تھی۔ کیوں ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ یہ ہم نے ان کو سزا دی ان کی سرکشی کی وجہ سے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ ویسے تو چند آدمیوں کا اکٹھا ہونا کوئی جرم نہیں ہے لیکن حکومت کو جب خدشہ ہو کہ یہ کوئی فتنہ کھڑا کر دیں گے تو وہ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیتی ہے کہ چند آدمی اکٹھے کھڑے نہیں ہو سکتے تو یہ حکم عارضی طور پر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ چیزیں فی نفسہ حلال تھیں مگر ان کی سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر دیں۔ اس کا

حوالہ رب تعالیٰ دیتے ہیں۔فرمایا وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ یہ بڑی باغی قوم تھی۔

یہودیوں کی اسلام دشمنی :

اس وقت یہودی بڑی قوت میں ہیں بھارت نے بھی یہود کیساتھ فوجی معاہدہ کیا ہے اپنے فوجی وہاں بھیجے ہیں ٹریننگ کیلئے اور یہودیوں کے افسر ہندوستان میں آکران کی تربیت کرتے ہیں مسلمانوں کے خلاف لڑنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے۔مسلمانوں کیخلاف جہاں بھی شورش سنتے ہیں وہاں پہنچتے ہیں۔اب چیچنیا اور فلپائن میں مسلمانوں کیخلاف لڑنے کیلئے پہنچے ہوئے ہیں جہاں کہیں بھی مسلمانوں کیخلاف لڑائی ہورہی ہوتی ہے وہاں پہنچتے ہیں بہت خبیث قوم ہے۔آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے ہم مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کے پاس مشکوۃ شریف پڑھتے تھے۔حضرت یہاں بھی کئی سال آتے رہے ہیں ان کا علاقہ مومن پور چھچھ ہے ان کی خواہش اور وصیت کے مطابق ان کا جنازہ بھی میں نے پڑھایا تھا۔مشکوۃ شریف میں جب یہ حدیث آئی تُقَاتِلُوۡنَكُمُ الۡيَهُوۡدُ مسلمانوں یہودی تمہارے ساتھ لڑیں گے وَتُقَاتِلُوۡنَ الۡيَهُوۡدَ اور تم یہودیوں کیساتھ لڑو گے تو ہم نے پوچھا حضرت! ہمارے آگے یہودیوں کی کیا پوزیشن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ لڑیں گے۔اُس وقت فلسطین کے علاقے میں تقریباً چھ سات ہزار یہودی تھے اور حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف کی ہے کہ یہودی تمہارے ساتھ لڑیں گے اور تم یہودیوں کیساتھ لڑو گے۔آج سے ساٹھ سال پہلے یہ بات ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی۔پھر یہودی فلسطین میں اکٹھے ہونے شروع ہوئے اِس وقت فلسطین میں نوے لاکھ یہودی ہے۔اسرائیل کی آبادی اس وقت نوے لاکھ ہے اور یاد رکھنا! اس میں فلسطینیوں کی اپنی غلطی ہے اور انہوں نے بڑی

غلطی کی۔ یہودی تاجر قسم کے لوگ ہے پیسے ان کے پاس بڑے ہیں امریکہ، روس کے کارخانے اور تجارت ان کے پنجے میں ہے۔ انہوں نے فلسطین میں آ کر بڑی رقمیں دے کر جگہیں خریدنی چاہیں کہ ہم نے مکان بنانے ہیں۔ اگر جگہ کی قیمت دس ہزار ہے تو ہم تمہیں چالیس ہزار دیتے ہیں فلسطینی لالچ میں آ گئے جبکہ فلسطین کے مفتیوں نے ان کو منع بھی کیا کہ یہ حرکت نہ کرو مگر لالچ بری بلا ہے۔ ان کے آگے زمینیں بیچتے رہے آج وہ ایک قوت بن چکے ہیں پھر تمام کافر حکومتوں نے ان کیساتھ تعاون کیا امریکہ، افریقہ، برطانیہ، فرانس، ڈنمارک، بیلجئم کے یہودی وہاں اکٹھے ہو گئے اور فلسطینیوں کی تباہی کا سبب بن گئے۔

وعدۂ آخرت :

سورت بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۰۴ میں ہے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا "پس جب آئے گا آخرت کا وعدہ تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔" یعنی جب قیامت کا وعدہ قریب آئے گا تو ہم تم سب کو اکٹھا کر دیں گے۔ حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جب قیامت قریب آئے گی تو رب تعالیٰ ان یہودیوں کو اکٹھا کر دیں گے پھر ان کی تباہی ہوگی۔ تو ہمارے استاذ محترم فرماتے تھے کہ میاں جب چیونٹی کی موت آتی ہے تو اس کو پَر لگ جاتے ہیں ان کی جب موت آئے گی تو ان کو پر لگ جائیں گے۔ تو اب ان کو پَر لگے ہوئے ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث ہے کہ مسلمان ان کو ایسی ماردیں گے کہ پتھرؓ کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا تو پتھر بول کر کہے گا اللہ کے بندے خَلْفِيْ يهودی میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ اگر درخت کے پیچھے چھپے گا تو درخت بول کر کہے گا کہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ مسلم شریف میں آتا ہے

اِلَّا الۡغَرۡقَدَ غرقد ایک جھاڑی ہے وہ نہیں بولے گی اس کا تعلق یہود کیساتھ ہوگا۔ ان چیزوں کا بھی تعلق ہوتا ہے اور انس ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو یہ چھپکلی دور سے پھونک مار رہی تھی آگ کو تیز کرتی تھی۔ اس کو کوئی پوچھتا کہ تیرے پھونک مارنے سے کیا ہوتا ہے آگ کے شعلے تو پہلے ہی آسمان کیساتھ لگ رہے ہیں مگر وہ اپنا خبث باطن ظاہر کر رہی تھی۔ تو بعض چیزیں کفر کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ تو یہود کیساتھ لڑائی کا وقت قریب آ چکا ہے آج شروع ہوئی یا کل، کہ یہود تمہارے ساتھ لڑیں گے اور تم یہود کیساتھ لڑو گے اور کنز العمال کی حدیث ہے کہ اِدھر وہ قصہ ہوگا اور اُدھر انڈیا کیساتھ تمہاری لڑائی ہوگی اب یہ سب کڑیاں آپس میں مل رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ پھر بیشک آپ کا رب ان لوگوں کیلئے عَمِلُوا السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ جنہوں نے عمل کئے بُرے جہالت میں مبتلا ہو کر ثُمَّ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ پھر توبہ کر لی اس کے بعد وَاَصۡلَحُوۡٓا اور اپنی حالت درست کی یعنی صرف زبانی توبہ نہیں کی بلکہ عملی لحاظ سے بھی اصلاح کی اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا بیشک آپ کا رب اس توبہ کے بعد لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًاؕ وَ لَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَۙ(۱۲۰) شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖؕ اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ(۱۲۱) وَ اٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةًؕ وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَؕ(۱۲۲) ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًاؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ(۱۲۳) اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ(۱۲۴)

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ بیشک ابراہیم علیہ السلام كَانَ اُمَّةً تھے پیشوا قَانِتًا فرمانبردار تھے لِّلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حَنِیْفًا ایک طرف ہونے والے وَلَمْ یَكُ اور وہ نہیں تھے مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ شرک کرنے والوں میں سے شَاكِرًا شکریہ ادا کرنے والے تھے لِّاَنْعُمِهٖ رب تعالیٰ کی نعمتوں کا اِجْتَبٰىهُ اللہ تعالیٰ نے ان کو چنا وَهَدٰىهُ اور ان کی راہنمائی کی اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سیدھے راستے کی طرف وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً اور دی ہم نے ان کو دنیا میں بھلائی وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ اور بیشک وہ آخرت میں لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ البتہ نیک لوگوں میں سے تھے ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ پھر ہم نے وحی کی آپ کی طرف اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ یہ کہ پیروی کر ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی حَنِیْفًا جو ایک طرف ہونے والے تھے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے اِنَّمَا پختہ بات ہے جُعِلَ السَّبْتُ مقرر کیا گیا ہفتے کا دن عَلَى الَّذِیْنَ ان لوگوں پر اِخْتَلَفُوْا فِیْهِ

جنہوں نے اس میں اختلاف کیا وَاِنَّ رَبَّکَ اور بیشک آپ کا رب لَیَحْکُمُ بَیْنَهُمْ البتہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

یہود ونصاریٰ اور مشرکین کا ابراہیمی ہونے کا جھوٹا دعویٰ :

حق تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑی شان اور بلند مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی آپ ﷺ کے درجے اور مقام کا کوئی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بعد دوسرا نمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے، بڑی شان والے تھے اور بڑی تکالیف برداشت کی ہیں۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت بڑی قابل قدر اور مسلم شخصیت تھی اس لئے ساری قومیں اپنے آپ کو انکی طرف منسوب کرتی تھیں یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے۔ صابی ایک فرقہ تھا ان کا باطل خیال یہ تھا کہ وہ ہمارے ہیں اور مشرکین عرب کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام بھی ہمارے ہیں اور کعبہ بھی ہمارا ہے ہم ان کی نسل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران آیت نمبر ۶۷ میں ان سب کی تردید فرمائی اور فرمایا مَا کَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ”نہیں تھے ابراہیم علیہ السلام یہودی نہ نصرانی اور لیکن تھے وہ ایک طرف ہو کر رہنے والے اور مسلمان اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے۔“ اور اس کے متعلق موٹی سی علامت بتلائی۔ فرمایا وَمَا اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ [آل عمران: ۶۵] ”حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد۔“ یہودیوں کا مذہب تورات تھا اور انجیل پر چلنے والے عیسائی کہلاتے ہیں اور

تورات اور انجیل تو ابراہیم علیہ السلام سے بہت بعد نازل ہوئی ہیں۔تقریباً دو ہزار سال بعد تورات نازل ہوئی ہے اور تقریباً ساڑھے چار ہزار سال بعد انجیل نازل ہوئی ہے تو تورات اور انجیل کا مذہب رکھنے والے تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تم اپنی کڑی ان کے ساتھ کیسے ملاتے ہو اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے وہ تو موحد تھے تم تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری ابراہیمی کیسے بن گئے۔فرمایا اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ بیشک ابراہیم علیہ السلام كَانَ اُمَّةً تھے پیشوا۔قرآن پاک میں لفظ امت کے تین معانی آئے ہیں۔ایک معنیٰ گروہ، طائفہ، طبقہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ [سورہ آل عمران:۱۱۰] ''تم سب سے بہتر امت ہو۔'' اور امت کا معنیٰ وقت بھی آتا ہے۔سورت یوسف میں ہے وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ ایک زمانے کے بعد ان کو یاد آیا اور امت کا معنیٰ پیشوا اور مقتدا بھی ہے جس کی لوگ پیری کرتے ہیں۔اس معنی کے لحاظ سے معنیٰ بنے گا بیشک ابراہیم علیہ السلام پیشوا تھے اور یہ تفسیر بھی موجود ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو گروہ کہا گیا ہے یعنی اکیلے ابراہیم علیہ السلام نے ایک جماعت اور گروہ کا کام کیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ بعض افراد کو یہ خوبی عطا فرماتے ہیں کہ اچھی خاصی جماعت مل جل کر وہ کام نہیں کر سکتی جتنا کام اس اکیلا اکیلے سے لے لیتا ہے۔(اکیلا اکیلے، یہ الفاظ مکرر ہیں کمپوزر کی غلطی نہیں۔) تو ابراہیم علیہ السلام نے پوری امت جتنا کام کیا ہے قَانِتًا لِّلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔رب تعالیٰ نے فرمایا ملک چھوڑ دے، ملک چھوڑ دیا، رب تعالیٰ تعالیٰ نے فرمایا بیوی بچے کو لے کر جنگل بیابان میں چھوڑ آ جہاں کوئی آدمی نہیں، چھوڑ آئے۔بچہ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوا فرمایا اس کو ذبح کر دو، ذبح کیلئے تیار ہو گئے۔غرضیکہ کسی حکم سے انکار نہیں کیا حَنِيْفًا حنیف کا معنیٰ ہے ایک طرف ہونے والا، جو ایک طرف ہونے والے تھے سب مذاہب اور ادیان کو ٹھکرا کر۔پھر اس کا معنیٰ مفسرین موحد

کرتے ہیں۔صرف ایک رب کی توحید کے قائل تھے کسی اور طرف جانے والے نہیں تھے۔ مشرکو! تم بھی سن لو کان کھول کر وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ظالمو! تم نے بیت اللہ کی دیواروں پر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے ہیں جن میں ابراہیم علیہ السلام کا مجسمہ بھی ہے اور اسماعیل علیہ السلام کا بھی، عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا بھی، اور بھی بزرگوں کے بت تھے۔ ظالمو! جو گھر انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنایا تھا وہاں اوروں کی پوجا ہورہی ہے اور کڑی تم ابراہیم علیہ السلام کیساتھ ملاتے ہو کہ ہم ابراہیمی ہیں۔

شکر گذاری اور ناشکری کی مثال :

شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ أَنْعُمْ نِعْمَةٌ کی جمع ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کو گوارا نہیں کرتے تھے۔ بخاری وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ بنو جُرہُم کی ایک عورت سے نکاح کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کے علاقہ میں رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ملاقات کیلئے آئے حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر نہیں تھے بہو پہلے نہیں دیکھی تھی پوچھا تمہارا خاوند کہاں ہے؟ بتایا کہ شکار کرنے گئے ہوئے ہیں کبھی ایک دن بعد کبھی دو تین دن بعد آتے ہیں شکار کا گوشت ہم کھاتے ہیں اور زمزم کا پانی پیتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا بی بی! تمہاری گھریلو حالت کیسی ہے کس طرح کا گزران ہوتا ہے؟ کہنے لگی نَحْنُ بِشَرٍّ وَخَيْبَةٍ ''ہم تو مر گئے ہمارا تو کچھ بھی نہیں رہا۔'' صرف گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں اور کوئی چیز نہیں ملتی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ الفاظ سنے تو گوارا نہ کئے کہ پرندوں، خرگوشوں اور ہرنوں کا گوشت کھاتی ہے اور زمزم پیتی ہے اور ہے بھی خوب پہلوان اور رب

کی ناشکری کرتی ہے۔ فرمایا جس وقت خاوند آئے تو اس کو کہنا وہ پیغام دے گئے ہیں غَیِّـرْ عَتَبَةَ بَـابِ ''اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دو۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زیادہ دیر ٹھہرنے کی اجازت نہیں تھی واپس چلے گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر آئے ملک شام کے تحفے تحائف دیکھے۔ فرمانے لگے یہ کون لایا ہے تو بی بی بولی ایک باباجی بزرگ آئے تھے یہ ان کا حلیہ تھا اور ٹھہرے نہیں اور زیادہ باتیں بھی نہیں کیں بس اتنی بات ہوئی کہ مجھ سے پوچھا تھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہم بڑے برے حال میں ہیں۔ تو اس پر انہوں نے کیا کہا؟ انہوں نے فرمایا غَیِّـرْ عَتَبَةَ بَـابِ ''دروازے کی چوکھٹ بدل دینا۔'' فرمایا وہ میرے والد ابراہیم علیہ السلام تھے اور یہ جو تو نے ناشکری کے الفاظ کہے ہیں یہ ان کو پسند نہیں آئے انہوں نے کہا ہے کہ میں تجھے طلاق دیدوں ایسی ناشکری بیوی کو گھر میں رکھنا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ اس کو طلاق دے دی ایک اور عورت کیساتھ نکاح کیا پھر ایک عرصے کے بعد ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت بھی اسماعیل علیہ السلام گھر پر نہیں تھے بیوی بڑی بااخلاق تھی عزت کیساتھ بٹھایا کھانے پینے کے متعلق پوچھا فرمایا مجھے ضرورت نہیں ہے تمہارا گذران کیسا ہے؟ کہنے لگی الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے شکار کا گوشت کھاتے ہیں زمزم کا پانی پیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ فرمایا جس وقت تمہارا خاوند آئے تو اس کو کہنا اَثْبِتْ عَتَبَةَ بَابِ ''دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھنا۔'' ناشکری بڑے گناہوں میں سے ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے دوزخ میں زیادہ عورتیں جلتی ہوئی دیکھی ہیں۔ کیوں یَـکْـفُـرْنَ الْعَشِیْـرَ ناقدری کرتی ہیں خاوند کی ساری عمر مرضی کے مطابق چیز ملتی رہے اگر ایک آدھ مرتبہ نہ ملے تو کہتی ہے میں نے اس گھر میں کیا دیکھا ہے۔ یہی لفظ اس کو دوزخ میں لے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو ناشکری پسند نہیں آئی۔ فرمایا طلاق دیدو حالانکہ طلاق بڑی نامناسب چیز ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اَبْغَضَ الْمُبَاحَاتِ عِنْدَ اللّٰهِ الطَّلَاقُ ”حلال چیزوں میں سے بری چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں طلاق ہے۔“ تو فرمایا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرنے والے تھے اِجْتَبٰهُ اللہ تعالیٰ نے ان کو چنا وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی کی صراط مستقیم کی طرف وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اور دی ہم نے ان کو دنیا میں بھلائی۔ ساری قومیں ان کو عقیدت کیساتھ دیکھتی ہیں احترام کیساتھ نام لیتی ہیں اور سب اپنی کڑیاں ان کیساتھ ملاتے ہیں وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور بیشک وہ آخرت میں البتہ نیک لوگوں میں سے ہیں۔

درجاتِ انبیاءؑ :

اگر آنحضرت ﷺ کے فضائل الگ نہ ہوتے تو ان آیات سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا درجہ سب سے بلند ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا درجہ سب سے بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور آپ ﷺ کے بعد ابراہیم علیہ السلام کا نمبر ہے اور تیسرے نمبر پر موسیٰ علیہ السلام کا نمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ پھر ہم نے وحی کی آپ کی طرف اے محمد رسول اللہ ﷺ! اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ یہ کہ پیروی کر ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی۔ مطلب یہ ہے کہ توحید پر قائم رہیں اور رب تعالیٰ نے جو احکام نازل کیے ہیں ان پر قائم رہیں حَنِيْفًا جو ایک طرف ہونے والے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف ان کا دھیان نہ تھا اور اے مشرکو! سن لو وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے اور تم سر سے پاؤں تک شرک میں مبتلا ہو اور کہتے ہو ہم ابراہیمی ہیں لہٰذا تمہارا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ گستاخی معاف! اس کو ایسے ہی سمجھو جیسے آج

کل اہل بدعت اپنے آپ کو حنفی اور سنی کہتے ہیں حالانکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ میں پورے وثوق کیساتھ کہتا ہوں کہ بدعات کی تردید جتنی فقہ حنفی میں ہے اتنی اور کسی فقہ میں نہیں ہے اور جتنی رسومات ہندوؤں اور سکھوں کی ہیں وہ ساری ان میں پائی جاتی ہیں یہ سنی حنفی کیسے بن گئے؟ حاشا وکلا یہ نہ سنی ہیں نہ حنفی ہیں حنفیت ایسی چیزوں کی سختی کیساتھ رد کرتی ہے۔ چونکہ امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت اس امت میں بڑی شخصیت ہے اس لئے یہ اپنی کڑی ان کیساتھ ملاتے ہیں۔ اسی طرح سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی بڑی شخصیت اور اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے لہٰذا ان کیساتھ بھی اپنی کڑی ملاتے ہیں حالانکہ وہ حنبلی مسلک کے تھے رفع یدین کرتے تھے آمین بلند آواز سے کہتے تھے اگر آج وہ ان کی مساجد میں آجائیں تو ان کو مار مار کر مسجدوں سے باہر نکال دیں جن کی یہ گیارہویں دیتے ہیں اور وہ آج کل کے غیر مقلدوں کی طرح حنبلی نہیں تھے کہ دوسروں کو مسلمان ہی نہ سمجھتے ہوں حاشا وکلا اتنا غلو بھی نہیں ہونا چاہیئے اختلافی مسائل میں برداشت ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب حق پر ہیں غلو بری شے ہے کہ یہ کہنا صرف میری نماز ہی ہوتی ہے اور کسی کی نہیں ہوتی۔

یہود کی نافرمانی اور اس کی سزا :

فرمایا اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ سَبْت کا معنٰی ہفتے کا دن۔ پختہ بات ہے مقرر کیا گیا ہفتے کا دن عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ان لوگوں پر جنہوں نے اس میں اختلاف کیا اکثر نے مچھلیوں کا شکار کیا۔ رب تعالیٰ کی نافرمانی کی یہودیوں کیلئے ہفتے کے دن چوبیس گھنٹے یعنی جمعہ کے دن سورج غروب ہونے سے لے کر ہفتے کے دن سورج غروب ہونے تک۔ سوائے عبادت کے ہر کام ناجائز تھا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے لیکن انہوں نے

اس میں اختلاف کیا مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کر دیا چونکہ بحر قلزم کے کنارے سے بستی ایلہ میں رہتے تھے۔جس کو یہودی آج کل ایلات کہتے ہیں اور یہ اسرائیل کی بندرگاہ ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ہفتے والے دن مچھلیاں بالکل پانی کے اوپر نظر آتی تھیں اور آگے پیچھے نظر نہیں آتی تھیں۔ان لوگوں نے حیلہ کیا باہر بڑے بڑے حوض بنائے اور سمندر سے نالیاں نکالیں حوضوں میں پانی چھوڑتے مچھلیاں حوضوں میں چلی جاتی پیچھے سے بند کر دیتے دوسرے دنوں میں پکڑتے رہتے۔سورۃ مائدہ آیت نمبر ۶۰ میں ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ ''اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر۔''جوانوں کو بندر اور بوڑھوں کو خنزیر کی شکل میں تبدیل کیا یہ تین دن رہے تین دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ سب ختم کر دیئے۔آج کل جو بندر اور خنزیر ہیں یہ حیوانات کی نسل ہیں اُن کی نسل نہیں رہی تھی۔

یہ اتنی بڑی سزا ان کو ہفتے کے دن کی تعظیم نہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کے نتیجے میں ہوئی۔اُن کیلئے تو یہ حکم چوبیس گھنٹوں کیلئے تھا اور ہمارے لئے تو تقریباً دو گھنٹوں کیلئے یہ حکم ہے۔جمعہ کی پہلی اذان سے لے کر امام کے سلام پھیرنے تک ہر وہ کام حرام ہے جس کا تعلق جمعہ کیساتھ نہیں ہے۔وضو کر سکتے ہو،غسل کر سکتے ہو،کپڑے تبدیل کر سکتے ہو،خوشبو لگا سکتے ہو کیونکہ یہ تمام جمعہ کے لوازمات ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی کام کرو گے تو حرام ہے۔حتی کہ احکام القرآن وغیرہ کتابوں میں تصریح ہے کہ اذان ہو جانے کے بعد نکاح بھی نہیں ہوتا دوبارہ پڑھانا پڑے گا اگر کسی نے پڑھایا ہے تو۔حالانکہ نکاح کے بارے میں آتا ہے کہ نصف دین ہے لیکن جمعہ کیساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لہذا پہلی اذان کے بعد نماز کے اختتام تک کوئی کام کرنا خریدنا،بیچنا،لکھنا،پڑھنا سب حرام ہے دوکاندار حضرات سمجھ لیں کہ پہلی اذان کے بعد نہ کوئی چیز بیچیں نہ خریدیں۔یہ حرام کی

خوراک ہم پر اثر کرتی ہے۔ایک لقمہ حرام کا کھالیا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ بندہ چالیس دن اور چالیس راتیں دعا کی قبولیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ہمارا میلان نیکی کی طرف کیوں نہیں ہوتا اس لئے کہ ہماری خوراک حرام ہے۔اب رہا یہ سوال کہ کسی مسجد میں اذان جلدی ہو جاتی ہے اور کسی میں دیر سے؟ تو جس مسجد میں تم جمعہ پڑھتے ہو اس کی اذان کا اعتبار ہو گا۔تو ہمارے لئے تو دو گھنٹوں کی پابندی ہے اور ان کیلئے چوبیس گھنٹوں کی پابندی تھی اور نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں یہ سزا دی وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ اور بیشک تیرا رب البتہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں میں جن میں یہ اختلاف کرتے تھے۔دنیا میں تو ان پر عذاب آیا لیکن صحیح فیصلہ قیامت والے دن ہو گا جب دوزخ میں جلیں گے تو پتہ چلے گا کہ رب تعالیٰ کی نافرمانی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۲۵ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝۱۲۶ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝۱۲۷ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝۱۲۸ ع ۱۶

اُدْعُ آپ دعوت دیں اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ اپنے رب کے راستے کی طرف بِالْحِكْمَةِ دانائی کیساتھ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور اچھی نصیحت کیساتھ وَجَادِلْهُمْ اور جھگڑا کریں ان کیساتھ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ایسے طریقے کیساتھ جو بہت اچھا ہو اِنَّ رَبَّكَ بیشک تیرا رب هُوَ اَعْلَمُ وہ خوب جانتا ہے بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ اس کو جو گمراہ ہوا اس کے راستے سے وَهُوَ اَعْلَمُ اور وہ خوب جانتا ہے بِالْمُهْتَدِيْنَ ہدایت پانے والوں کو وَاِنْ عَاقَبْتُمْ اور اگر تم بدلہ لو فَعَاقِبُوْا پس بدلہ لو بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ اس کے مثل جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ اور اگر تم صبر کرو لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ البتہ صبر بہت ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کیلئے وَاصْبِرْ اور آپ صبر کریں وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور نہیں ہے آپ کا صبر کرنا مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کیساتھ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور آپ غم نہ

کریں ان پر وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ اور نہ ہوں آپ تنگی میں مِمَّا یَمْکُرُوْنَ اس چیز سے جو وہ تدبیر کرتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ مَعَ الَّذِیْنَ ان لوگوں کیساتھ ہے اتَّقَوْا جو ڈرتے ہیں وَّالَّذِیْنَ اور ان لوگوں کیساتھ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ جو نیکی کرنے والے ہیں۔

بلندترین منصب، منصب رسالت و نبوت ہے :

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیلئے سب سے بلند درجہ اور مقام نبوت و رسالت کا ہے۔ جس طرح ملک میں کوئی وزیر اعلیٰ ہوتا ہے کوئی وزیر خارجہ ہوتا ہے کوئی وزیر داخلہ ہوتا ہے مگر ملکی اصطلاح میں سب سے بڑا عہدہ اور منصب صدارت کا ہے۔ رسول اللہ تعالیٰ سے پیغام لیتا ہے اور مخلوق خدا کو پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت اور رسالت کا یہ درجہ پیغمبروں کو عطا فرمایا اگر تبلیغ یعنی دعوت الی اللہ سے بہتر کوئی کام ہوتا تو عہدے کے مطابق اللہ تعالیٰ وہ ان کے سپرد کرتا لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ان کو دعوت الی اللہ کی ہی ڈیوٹی سونپی گئی۔ اس کیلئے انہوں نے ماریں کھائی، وطن چھوڑا، تکلیفیں برداشت کیں، بہت کچھ ہوا لیکن انہوں نے کام اور مشن کو نہیں چھوڑا۔

حضور اکرم ﷺ بحیثیت داعی :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ [سجدہ:۳۳] ''اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو گی جو بلاتا ہے اللہ کی طرف اور نیک عمل کرتا ہے اور کہتا ہے بیشک میں فرمانبرداروں میں

سے ہوں۔اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں اُدْعُ اِلٰـی سَبِیْلِ رَبِّکَ اے نبی کریم ﷺ! آپ دعوت دیں لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا بِالْحِکْمَةِ بڑی دانائی کیساتھ کہ پہلے قرآن پاک کا حوالہ دیا جائے کہ بھئی دیکھو قرآن پاک میں یہ ہے کیونکہ قرآن کریم کی عزت و احترام سب مسلمانوں کے دل میں ہے پھر اپنے دعوے پر حدیث شریف کا حوالہ دیا جائے پھر بزرگان دین کا حوالہ دیا جائے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے اور مبلغ کا لہجہ ایسا ہو کہ جس میں لوگوں کی حقارت نہ ہو مثلاً یہ نہ کہے کہ او جاہلو! او بیوقوفو! میری بات سنو! اس طرح تو کوئی بھی نہیں سنے گا وہ بے چارے جاہل اور ناواقف ہیں ان کیساتھ نہایت پیار کی بات کرنی چاہئے جسطرح جسمانی مریض کا مزاج بیماری کی وجہ سے چڑچڑا ہو جاتا ہے کڑوی دوائی دو تو حکیم ڈاکٹر کیساتھ بھی لڑتا ہے اور گھر کے افراد کیساتھ بھی کہ مجھے یہ دوا نہ کھلاؤ نہ پلاؤ لیکن ڈاکٹر حکیم نہایت نرمی کیساتھ کہتے ہیں بیٹا بھائی یہ تیرے لئے مفید ہے سختی نہیں کریں گے اور جیسے جسمانی بیماریوں سے مزاج بگڑ جاتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر روحانی بیماریوں میں بگڑ جاتا ہے۔ جب سچی بات ہوگی تو چڑے گا لہذا لہجہ اور انداز نرم ہونا چاہئے۔ موقف میں نرمی نہیں ہونی چاہئے اور بات دلائل کیساتھ کرنی چاہئے تاکہ لوگ سمجھیں وَالْـمَـوْعِـظَةِ الْحَسَنَةِ اور اچھی نصیحت کیساتھ، ان کی خیر خواہی کے ساتھ۔

ایک موقع پر خرقوس بن زہیر ؓ نے نماز پڑھی دیہات کے رہنے والے تھے۔ نماز کے بعد دعا مانگی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا ﷺ وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا ''اے اللہ اپنی رحمت مجھ پر نازل فرما اور محمد ﷺ پر اور کسی پر نازل نہ فرما۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو نے رب تعالیٰ کی وسیع رحمت کو تنگ کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت تو سب کیلئے ہے۔ دعا کر

کے جس وقت اٹھا تو مسجد میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام ﷺ اٹھے اور کہا او، او..... کیا کر رہے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ روکو کرنے دو۔ نہ روکنے کی ایک وجہ محدثین کرامؒ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اب تو مسجد کا ایک کونہ پلید ہوگا دوڑے گا تو ساری مسجد کو ناپاک کرے گا۔

اور دوسری وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کو پیشاب کی کوئی تکلیف تھی اس لئے مجبوراً اس نے کیا تھا روکو گے تو تکلیف زیادہ ہوگی۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور نہایت نرمی کیساتھ فرمایا یھو بھئی! یہ مسجدیں نماز کیلئے ہیں، قرآن پاک کی تلاوت کیلئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے ہیں یہ پیشاب پاخانے کیلئے نہیں ہیں اور جو صحابہ کرام سختی اور مارنے کیلئے اٹھے تھے ان کو آپ نے فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَا مُعَسِّرِیْنَ ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں نرمی کیلئے اٹھایا ہے سختی کرنے کیلئے نہیں بھیجا۔'' اندازہ لگاؤ مسجد نبوی میں پیشاب کر رہا تھا آپ ﷺ نے وہاں بھی فرمایا نرمی کرو۔ آپ ﷺ جس وقت مبلغین کو باہر بھیجتے تھے تو فرماتے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا نرمی کرنا سختی نہ کرنا۔ تو فرمایا دانائی کیساتھ، پیار کیساتھ اور خیر خواہی کیساتھ ان کو سمجھاؤ۔ اور تیسرا درجہ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اور جھگڑا کریں ان کیساتھ ایسے طریقے کیساتھ جو بہت اچھا ہو۔ کیونکہ سچی بات ہر آدمی کو تو موافق نہیں آتی کسی وقت جھگڑا بھی ہو جاتا ہے تو جھگڑا بہتر طریقے کیساتھ کرنا چاہیے۔

حضرت امام اہلسنتؒ کے سمجھانے کا انداز :

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جس انداز میں وہ بات کر رہا ہے اس کو اسی انداز میں جواب دو۔ میں سمجھاتے کیلئے اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ گکھڑ کالج میں میں نے الحمدللہ چالیس سال درس دیا ہے۔ کافی کلاسیں ہوتی تھیں اوسطاً پانچ چھ سو آدمی ہوتا تھا میرے

ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به کا شان نزول :

اگلی آیت کا شان نزول یہ ہے کہ احد کے مقام پر آپ ﷺ کے چچا محترم حضرت حمزہ ؓ کو بڑی بے دردی کیساتھ شہید کیا گیا۔ آپ ﷺ کے صرف دو چچا مسلمان ہوئے تھے ایک حضرت حمزہ اور دوسرے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، تو حضرت حمزہ ؓ کو بڑی بے دردی کیساتھ شہید کیا گیا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا گیا، کان کاٹے گئے، ناک کاٹا گیا، شکل بگاڑ دی گئی اس کو عربی میں مُثلہ کہتے ہیں کہ میت کی شکل بگاڑ دی جائے۔ آنحضرتؐ نے اس سے منع فرمایا ہے نَهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ ۔ تمہارا مقصد اللہ تعالیٰ کے دشمن کی جان نکالنا ہے پس قتل کر دو شکل نہ بگاڑو۔ تو حضرت حمزہ ؓ کیساتھ بڑی زیادتی کی جب آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو طبعاً آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم بھی ان کیساتھ ایسا ہی کریں گے ان کی شکلیں بگاڑیں گے تو اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ اور اگر تم بدلہ لو فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ پس بدلہ لو اس کے مثل جتنی تکلیف تمہیں پہنچائی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ اس طرح نہیں بلکہ جتنی تکلیف تمہیں دی گئی ہے اتنی ہی تم دے سکتے ہو لیکن بعد میں مثلہ کرنے سے بھی منع کر دیا گیا کہ انسان چاہے کسی درجے کا ہو بحیثیت انسان ہونے کے اس کا احترام ہے اسی لئے حکم ہے کہ انسان کے اعضاء کی حفاظت کرو اگر انسان کا احترام ختم ہو جائے تو لوگ اس کی کھال اتار کر جوتیاں بنائیں گے اور اعضاء بیچے جائیں گے۔ اور اس وقت دنیا میں بہت کچھ ہو رہا ہے۔ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ فلاں علاقے میں مردوں کو اٹھا کر بیچ دیتے ہیں رب جانے ان کا کیا کرتے ہونگے۔

خیال کے مطابق چالیس سال میں بیس بائیس ہزار آدمی وہاں سے قرآن پڑھ کر گئے ہیں۔
ایک دفعہ داڑھی کا مسئلہ آیا پرنسپل صاحب کی موجودگی میں میں نے بڑے احسن طریقے کیساتھ بتایا کہ لوگ داڑھی کو سنت سمجھتے ہیں یہ سنت نہیں واجب ہے اور واجب عملی طور پر فرض ہوتا ہے۔ عملی لحاظ سے واجب اور فرض میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس پر میں نے کچھ احادیث بھی بیان کیں اور ترغیب دی۔ ایک صاحب کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ آپ نے داڑھی کے متعلق بڑی ترغیب دی ہے مگر یہ تو فطرت کے خلاف ہے۔ میں نے کہا داڑھی فطرت کے خلاف کیسے ہے وہ صاحب کہنے لگے بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی داڑھی نہیں ہوتی تو معلوم ہوا کہ داڑھی فطرت کے خلاف ہے۔ یہ اس کا جدال اور جھگڑا تھا۔ میں نے کہا جی بھائی اگر آپ کی منطق تسلیم کر لیں تو دانت بھی توڑ دیں کیونکہ پیدائش کے وقت دانت نہیں تھے اور یہ کپڑے جو پہنے ہوئے ہیں یہ بھی اتار پھینکیں کیونکہ پیدائش کے وقت کونسے کپڑے تھے۔ دو دو روٹیاں کھانا بھی فطرت کیخلاف ہے کیونکہ اس وقت ماں کا پستان چوستے تھے، بولنا بھی فطرت کیخلاف ہے، پیدائش کے وقت تو روں روں کرتے تھے تم روں روں کرو، کوئی سمجھے یا نہ سمجھے چلنا پھرنا بھی فطرت کے خلاف ہے اس وقت کب چل سکتے تھے؟ اس پر سب ہنس پڑے۔ تو یہ ہے احسن جدال کہ جس انداز کیساتھ کوئی بات کرے اسی انداز میں اس کو سمجھاؤ۔ بعض دفعہ اس کو اسی کی بولی میں سمجھانا پڑتا ہے۔ اِنَّ رَبَّکَ بیشک تیرا رب هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وہ خوب جانتا ہے اس کو جو گمراہ ہوا ہے اس کے راستے سے وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے نہ گمراہ اور نہ ہدایت یافتہ۔

(ایک نمازی نے سوال کیا کہ آنکھوں کا عطیہ دینا کیسا ہے؟ فرمایا یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔)

یہ تو مُثلہ ہو گیا بلکہ ایک حدیث کے مطابق مردے کی ہڈی توڑنا اس کے اعضاء کو بدلنا سخت منع ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تم بدلہ لینا چاہو تو بدلہ لو اتنا جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ اور اگر تم صبر کرو بدلہ نہ لو لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ البتہ یہ صبر بہت ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کیلئے۔ آگے آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاصْبِرْ اور آپ صبر کریں۔ کیونکہ تمام انسانوں کا معاملہ اور ہے اور آپ ﷺ کا اور ہے۔ اگر معاذ اللہ تعالیٰ آپ بھی ایسا کرنے لگ جائیں تو آپ میں اور عوام میں کیا فرق ہوگا؟ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور نہیں ہے آپ کا صبر کرنا مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کیساتھ۔ آنحضرت ﷺ بڑے صابر تھے کیونکہ ایسے بد بخت بھی تھے جو آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے تھے سٰحِرٌ كَذَّابٌ یہ بڑا جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے، مجنوں کہتے تھے کہ پاگل ہے، مفتری کہتے تھے کہ افترا باندھنے والا ہے۔ اندازہ لگائیں یہ کتنے سنگین الفاظ ہیں؟ اور یہ سارے الفاظ قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ جواب نہیں دیتے تھے اور توحید کا بیان جاری رکھتے تھے۔ نوح علیہ السلام کو کہا گیا كَذَّابٌ اَشِرٌ بڑا جھوٹا اور شرارتی ہے۔ کتنے سنگین الفاظ ہے؟ لیکن کسی پیغمبر نے کوئی جواب نہیں دیا سارا قرآن پڑھ لو۔ ان کی جگہ ہم ہوتے تو کہتے تمہارا باپ جھوٹا تمہارا دادا جھوٹا تمہارا خاندان جھوٹا لیکن اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بہت بلند لوگ ہوتے ہیں اور اولوالعزم ہوتے ہیں۔ دیکھو وہ جھوٹا کہہ رہے ہیں، پاگل کہہ رہے ہیں، شرارتی کہہ رہے ہیں اور یہ فرماتے ہیں يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔

اصحاب الرس کی تفسیر :

قرآن پاک میں دوجگہ اَصۡحٰبُ الرَّسِّ کا ذکر آیا ہے، کھوہ والے۔ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یمن کا علاقہ تھا، حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام نے ان کو تبلیغ کی عَبۡدٌ اَسۡوَدُ حَبۡشِیٌّ صرف ایک کالے رنگ کا غلام مسلمان ہوا اور کسی نے کلمہ نہیں پڑھا۔ لوگوں نے ان کی تبلیغ سے تنگ آ کر میٹنگ کی کہ ان کو کسی کنویں میں پھینک دیں اور اوپر چٹان رکھدیں خود بخود مر جائے گا چنانچہ شہر سے باہر دور افتادہ ایک پرانا کنواں تھا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو اس میں پھینک دیا اور اوپر بھاری چٹان رکھ دی اس کو کوئی ہلا نہیں سکتا تھا۔ وہ کالے رنگ کا غلام رات کو جاتا اور روٹی سوراخ سے نیچے گرا دیتا تھا اور کہتا کہ اگر مجھے حکم ہو تو میں بھی کسی کنویں میں چھلانگ لگا دوں؟ وہ فرماتے نہیں! میں نے خود تو چھلانگ نہیں لگائی ظالموں نے مجھے ڈالا ہے۔

کافی دنوں کے بعد لوگ گئے چٹان ہٹائی اور تمسخر کیا کَیۡفَ بِکَ یَاحَنۡظَلَۃُ حنظلہ تمہارا کیا حال ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے اس گہرے کنویں میں کہا یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمۡ مِنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے، اس کے سوا تمہاری عبادت کے لائق اور کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے اس حال میں بھی مشن کو نہیں چھوڑا لوگوں نے کہا کہ بڑا سخت جان ہے نہ مرتا ہے نہ بات چھوڑتا ہے۔ پھر انہوں نے کنویں میں ریت، مٹی اور پتھر ڈال کر پیغمبر کو زندہ دفن کر دیا۔ تو فرمایا آپ صبر کریں اور آپ کا صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد کیساتھ ہوگا وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡھِمۡ اور آپ غم نہ کریں ان پر وَلَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ اور نہ ہوں آپ تنگی میں اس چیز سے جو وہ تدبیریں کرتے ہیں ان کی تدابیر سے پریشان نہ ہوں کیوں؟ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ

الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیساتھ ہے جو ڈرتے ہیں رب تعالیٰ سے وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور ان لوگوں کیساتھ جو نیکی کرنے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو تو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

آج بروز سوموار ۲ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۷ رمئی ۲۰۱۰ء کو

سورہ نحل مکمل ہوئی۔

والحمد للّٰه على ذلك

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس جناح روڈ، گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
تفسیر
سورۃ بنی اسرآئیل
(مکمل)
جلد............۱۱

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّہِیَ مِائَۃٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ﴿۲﴾ ؕ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ﴿۳﴾

سُبْحٰنَ پاک ہے اَلَّذِیْٓ وہ ذات اَسْرٰی جو لے گئی بِعَبْدِہٖ اپنے بندے کو لَیْلًا ایک ہی رات میں مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد حرام سے اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا مسجد اقصیٰ تک اَلَّذِیْ وہ مسجد اقصیٰ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ برکت رکھی ہے ہم نے اس کے اردگرد لِنُرِیَہٗ تاکہ ہم دکھائیں اس بندے کو مِنْ اٰیٰتِنَا اپنی نشانیوں میں سے کچھ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بیشک وہ ذات سننے والی ہے دیکھنے والی ہے وَاٰتَیْنَا اور دی ہم نے مُوْسَی الْکِتٰبَ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب وَجَعَلْنٰہُ ہُدًی اور ہم نے بنایا اس کو ہدایت لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل کیلئے اَلَّا تَتَّخِذُوْا یہ کہ نہ بناؤ تم مِنْ دُوْنِیْ میرے سوا وَکِیْلًا کسی کو کارساز ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اے اولاد ان لوگوں کی جن کو سوار کیا ہم نے نوح علیہ السلام کیساتھ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے تھے۔

سورہ بنی اسرائیل کی وجہ تسمیہ:

اس سورت کا نام بنی اسرائیل ہے۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا ان کے بارہ بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔ ان بارہ بیٹوں میں سے ایک یوسف علیہ السلام بھی تھے جن کے پورے حالات سورت یوسف میں مذکور ہیں۔ ان بارہ بیٹوں کی آگے نسل درنسل چلی اور بہت صدیوں تک اقتدار انہی کے پاس رہا۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار پیغمبر بھیجے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انہی کی طرف آئے تھے۔ سوۃ آلِ عمران آیت نمبر ۴۹ میں ہے وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ. کسی قوم میں ایک نبی بھیجا جائے تو وہ قوم بڑی شان والی ہو جاتی ہے اور ان میں تو چار ہزار پیغمبر آئے ہیں لیکن انہوں نے ناشکری کی وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے حق کہنے کی پاداش میں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کچھ حالات:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق تاریخ بتلاتی ہے کہ اس وقت ایک نوجوان بادشاہ تھا باوجود اس کے کہ اس کی بیویاں بھی تھیں اور لونڈیاں بھی تھیں اس نے اپنی سگی بھانجی کیساتھ نکاح کا ارادہ کیا حالانکہ ان کی شریعت میں یہ حرام تھا جسطرح ہماری شریعت میں حرام ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے سنا کہ بادشاہ اس طرح کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبر نے خیال فرمایا کہ اگر میں اس وقت خاموش رہا تو رب تعالیٰ کی طرف سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کو روکا کیوں نہیں؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کیساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم اپنی حقیقی بھانجی کیساتھ نکاح کرنا چاہتے ہو اس کی تحقیق کرنے کیلئے آیا ہوں۔ کہنے لگا تمہیں اس سے کیا

ہے میں کروں یا نہ کروں؟ یحیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں میرا فرض ہے حق بات سے آگاہ کرنا یحیٰ علیہ السلام نے نہایت نرمی کیساتھ سمجھانے کی کوشش کی مگر اس پر بھانجی کا عشق سوار تھا اس ظالم نے حضرت یحیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا، زکریا علیہ السلام کو بھی لوگوں نے شہید کیا۔ ایک موقع پر ان ظالموں نے تینتالیس (۴۳) پیغمبر ایک دن میں شہید کئے تو یہ ایسی ظالم قوم ہے۔ دنیا کی ذہین اور ضدی قوموں میں بنی اسرائیل ہے۔ اس سورت میں ان کا ذکر ہے اس لئے اس سورت کا نام بنی اسرائیل ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سے پہلے انچاس سورتیں نازل ہو چکی تھیں پچاسواں نمبر اس کا ہے۔ اس کے بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات ہیں۔ پہلی آیت کریمہ میں اسراء کا ذکر ہے۔ نہایت مختصر طریقے سے میں بات عرض کرتا ہوں غور سے سنیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے وہ اسباب کے تحت بھی کام کرتا ہے اور مافوق الاسباب بھی کام کرتا ہے۔ دیکھو! عام بچے ماں باپ کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں مگر آدم علیہ السلام کی نہ ماں ہے نہ باپ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہے والد کوئی نہیں ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے خرق عادت اور خلاف عادت کے طور پر پیدا کیا ہے اور دنیا میں اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جو خلاف عادت ہیں ایسی خلاف عادت چیزیں اگر کسی پیغمبر کے ہاتھ سے صادر ہوں تو ان کو معجزہ کہتے ہیں اور اگر ولی کے ہاتھ سے صادر ہوں تو ان کو کرامت کہتے ہیں۔ معجزہ بھی حق ہے اور کرامت بھی حق ہے۔ قرآن اور احادیث متواترہ سے اس کا ثبوت ہے اور اجماع امت بھی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے تین بڑے معجزے :

آنحضرت ﷺ کے بے شمار معجزات تھے مگر تین معجزے بڑے اہم تھے اور تینوں

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کیساتھ سامنے موجود ہیں۔ایک معجزہ قرآن کریم ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے کافروں کو چیلنج کیا کہ اگر یہ رب تعالیٰ کی کتاب نہیں ہے اور مخلوق میں سے کسی نے بنائی ہے تو تم سب انسان اور جن مل کر اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت لے آؤ۔تین سورتیں سب سے چھوٹی ہیں۔

(۱)......سورۃ العصر،تین آیات ہیں (۲)......سورۃ الکوثر،تین آیات ہیں

(۳)اور......سورۃ النصر،تین آیات ہیں۔

فرمایا اگر نہ کرسکو اور یقیناً نہیں کرسکو گے تو عذاب الٰہی سے بچو۔آج تک الحمدللہ! قرآن پاک کی ایک چھوٹی سی سورت کے مثل بھی کوئی نہیں لا سکا۔دوسرا اہم اور بڑا معجزہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے۔جس کا ذکر سورۃ القمر ستائیسویں پارے میں موجود ہے۔چودھویں رات کا چاند تھا بڑے بڑے اہم کافر مشرک اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو ہم آپ کو تسلیم کرلیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ معجزے رب تعالیٰ کی قدرت کیساتھ ہوتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ میری تائید اور تصدیق کیلئے ایسا کردے تو تسلیم کرلو گے؟ کہنے لگے ہاں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی تائید کیلئے چاند کو دو ٹکڑے کردیا ایک ٹکڑا مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف،سب نے آنکھوں سے دیکھا اور ایک دوسرے سے پوچھتے تھے تجھے بھی دو ٹکڑے نظر آرہے ہیں، تجھے بھی دو ٹکڑے نظر آرہے ہیں وہ کہتا ہاں! دور جا کر دیکھا دو ٹکڑے ہی نظر آتے تھے وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ''اور کہنے لگے یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آرہا ہے۔''ایک نے بھی تسلیم نہ کیا۔اور تیسرا اہم معجزہ معراج شریف کا ہے جس کا ذکر یہاں ہے۔

واقعہ معراج اختصار کیساتھ :

معراج شریف کا قصہ مختصراً یہ ہے کہ نبوت کے ملنے کے دس سال بعد ہجرت سے تقریباً تین سال پہلے آنحضرت ﷺ ام ہانی کے گھر تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں فاختہ نام تھا ہجرت کے آٹھویں سال مسلمان ہوئی ہیں ان کا گھر حجر اسود سے جنوب مشرق کی طرف تقریباً ایک سو قدم کے فاصلے پر تھا آج وہاں بہت بڑا دروازہ ہے جس کے اندر بھی لکھا ہوا ہے ''باب ام ہانی'' اور باہر بھی جلی حروف کیساتھ لکھا ہوا ہے ''باب ام ہانی'' اس وقت وہ گھر مسجد حرام میں آ گیا ہے۔ رات کا وقت تھا آپ ﷺ کے دائیں طرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے اور بائیں طرف حضرت عقیل رضی اللہ عنہ تھے اور نیچے سوئے ہوئے تھے۔ آج بھی عرب عموماً زمین پر سوتے ہیں چار پائی پر بھی سوتے ہیں لیکن بہت کم۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آئے اور فرشتے بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے آپس میں گفتگو کی ایک نے کہا کہ ہمارا مطلوب ان میں سے کون ہے؟ دوسرے نے کہا اوسطؑ جو درمیان میں ہے اس کو ہم نے لے جانا ہے۔ چنانچہ چھت پھاڑی گئی اور آنحضرت ﷺ کو اٹھا لیا اور حطیم کعبہ میں لے جا کر آپ ﷺ کو بٹھایا۔ حطیم بیت اللہ کا وہ حصہ ہے جس پر چھت نہیں ڈالی گئی۔ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور اس میں عالم بالا کیلئے استعداد رکھی گئی اور جو حکمت مطلوب تھی اور پھر اس کو سی دیا گیا اور ایک جانور لایا گیا جو خچر سے ذرا ہلکا تھا اور گدھے سے ذرا بھاری تھا نام اس کا براق تھا۔ بُراق برق سے مشتق ہے اور برق کا معنیٰ بجلی ہے۔ انسان کی ایجاد کی ہوئی بجلی جس سے یہ ٹیوبیں اور پنکھے وغیرہ چلتے ہیں اس کے متعلق سائنسدان کہتے ہیں کہ یہ ایک منٹ میں زمین کے ارد گرد پانچ سو دفعہ چکر لگا سکتی ہے اور جو رب تعالیٰ کی بنائی ہوئی بجلی ہے اس کی رفتار کا کوئی اندازہ لگا

سکتا ہے؟ آنحضرت ﷺ اور جبرائیل علیہ السلام دونوں آناً فاناً مسجد اقصیٰ جا پہنچے جس پر آج یہود کا قبضہ ہے۔ پہلے بھی ایک دور میں اس پر قبضہ ہوا تھا مگر اس وقت یہ مسلمان بڑے باغیرت مسلمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صلاح الدین ایوبی جیسی شخصیت کو کھڑا کیا اس نے عیسائی کافروں کے پنجے سے آزاد کرایا۔ آج عوام میں غیرت ہے مگر بادشاہ سب کے سب بے غیرت ہیں الا ماشاء اللہ۔ اس وقت مسلمانوں کے چھپن (۵۶) ملک ہیں سوائے طالبان کے کسی ملک کے سربراہ میں غیرت نہیں ہے۔ ۱۹۶۷ء میں یہودیوں نے قبضہ کیا اور ابھی تک اس کی آزادی کا کوئی انتظام نہیں ہوا ہے۔ آج مسجد اقصیٰ مسلمانوں کو پکار رہی ہے کہ ہے کوئی مجھے رہا اور آزاد کرانے والا؟ مسجد اقصیٰ کی ابتدائی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی تھی اس وقت چھوٹی سی اور سادہ تھی جب لوگ بڑھ گئے تو اس میں توسیع کی گئی پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں پہلے سے زیادہ توسیع کی گئی پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے بڑے ٹھاٹھ باٹھ کیساتھ تعمیر کرائی۔ تو خیر آپ ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پہنچے۔ اکثر مفسرین کرام اور محدثین عظام فرماتے ہیں کہ آپ نے جاتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کرائی ہے اسی لئے آپ ﷺ کا لقب امام الانبیاء بھی ہے۔ اگر آپ امامت نہ کراتے تو امام الانبیاء کا لفظ بے معنیٰ ہو کر رہ جاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم مبارک کیساتھ زندہ موجود تھے اور باقی پیغمبروں کی ارواح کو ان کی شکلوں میں لایا گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو اصلی اجساد کیساتھ آپ ﷺ کے اعزاز کیلئے لایا ہو۔ بہر حال آپ ﷺ نے جاتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے آسمانوں سے واپسی پر نماز پڑھائی ہے اور یہ فجر کی نماز تھی۔ بہر حال اس پر سب کا اتفاق

ہے اور احادیث میں بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے۔ نماز کے بعد فرشتہ آپ ﷺ کو پہلے آسمان پر لے گیا دروازہ کھٹکھٹایا، دربانوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں مَنْ مَّعَکَ آپ کیساتھ کون ہے؟ بتایا کہ میرے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے کہا مرحباً اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کا نام سنا ہوا تھا دیکھا نہیں تھا۔ پہلے آسمان پر ایک بوڑھے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے ان کے دائیں طرف کچھ نشانات تھے جن کو دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے۔ بائیں طرف بھی کچھ نشانات تھے ان کو دیکھ کر رو پڑتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ اور ہنستے کیوں ہیں اور روتے کیوں ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں (یہ ان کی مثالی شکل تھی) ان کو جا کر سلام کرو۔ آپ ﷺ نے ان کو جا کر سلام کیا۔ وہ دائیں طرف والے اصحاب الیمین تھے جن کو قیامت والے دن پرچہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اور بائیں طرف والے اصحاب الشمال تھے جن کو پرچہ بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اہل ایمان کو دیکھ کر آدم علیہ السلام خوش ہوتے تھے اور کافروں اور نافرمانوں کو دیکھ کر پریشان ہوتے تھے اور روتے تھے آخر پدری شفقت تھی۔

پھر دوسرے آسمان پر پہنچے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے، چوتھے، پانچویں آسمان پر پہنچے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے پھر اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور براہِ راست کلام ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ ﷺ کیلئے تین تحائف :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین چیزوں کا تحفہ ملا۔ ایک پچاس نمازوں کا تحفہ اور سورت

بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لیکر آخر تک اور تیسری یہ بشارت کہ آپ ﷺ کا جو امتی اس حال میں مرا کہ اس نے میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں اس کو بخش دونگا۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تحفہ لے کر آئے ہو؟ فرمایا چوبیس گھنٹوں میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے تجربہ سے فائدہ اٹھاؤ کہ بنی اسرائیل پر چوبیس گھنٹوں میں صرف دو نمازیں تھیں وہ ان کی پابندی نہیں کر سکے آپ کی امت چوبیس گھنٹوں میں پچاس کیسے پڑھے گی لہذا ابھی وقت ہے اللہ تعالیٰ سے تخفیف کرالو۔ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی۔ ایک اپیل میں پانچ نمازیں کم ہوئیں آپ ﷺ نے نو چکر لگائے تو پینتالیس (۴۵) نمازیں معاف ہوگئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایک چکر اور لگاؤ۔ فرمایا اِنِّیْ اِسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَّبِّیْ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ تحفے میں سے کچھ نہ لے کر جاؤں سب معاف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پچاس بھی ہیں اور پانچ بھی ہیں۔ پچاس کیسے ہیں؟ فرمایا پڑھو گے پانچ ثواب پچاس کا دونگا۔ ہر ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا [انعام: ۱۶۰] ''جو شخص لایا ایک نیکی اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔'' تو عمل کے لحاظ سے پانچ اور درجے کے لحاظ سے پچاس۔ یہ معراج جسمانی تھی روحانی نہیں تھی کہ یہ سب کچھ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا ہو بلکہ آپ ﷺ نے بیداری کی حالت میں اِسی جسد خاکی کیساتھ سیر اور معراج کیا۔ اس رات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی ضرورت پیش آئی تھی۔ انہوں نے آ کر آہستہ سے دروازہ کھولا اس کمرے کا جس میں آپ ﷺ رہتے تھے اور آپ کی چارپائی پر ہاتھ مار کر دیکھا آپ نہیں تھے۔ آنحضرت ﷺ جب معراج سے واپس آئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت اِلْتَمَسْتُکَ عَلٰی فِرَاشِکَ فَلَمْ

اَجِـــذْ کَ میں نے آپ ﷺ کو چارپائی پر دیکھا آپ نہیں تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں معراج پر گیا ہوا تھا۔اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو آپ ﷺ چارپائی پر ہوتے کیونکہ خواب دیکھنے والے کا جسم تو غائب نہیں ہوتا۔پھر آپ ﷺ نے اختصاراً بتلایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرشتہ آیا تھا اور مجھے لے گیا تھا عرش تک مجھے سیر کرائی ہے اور نمازوں کا تحفہ ملا ہے اور یہ یہ تحفہ ملا ہے۔حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بلا قیل وقال کہا اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ آپ جو کچھ فرماتے ہیں اس پر میرا ایمان ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں۔ابوبکر صدیق ؓ نے یہ واقعہ جب لوگوں کو سنایا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو سنایا تو کہنے لگے ابوبکر کا دماغ پھر گیا ہے، عقل ماری گئی ہے، عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ ایک ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک گئے ہیں اور پھر آسمانوں پر بھی گئے ہیں ہم دو مہینوں میں مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک اونٹوں پر پہنچتے ہیں اور دو مہینوں میں واپس آتے ہیں چار ماہ لگ جاتے ہیں اور آپ ﷺ ایک رات میں ہو آئے ہیں سمجھ کی بات نہیں ہے۔چنانچہ پھر یہ لوگ براہ راست آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ ابوبکرؓ اس طرح کہہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر ٹھیک کہہ رہے ہیں۔مکہ والوں نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں دیکھ رکھی تھیں کیونکہ تاجر لوگ تھے وہاں آتے جاتے رہتے تھے اور حافظے ان لوگوں کے بڑے مضبوط ہوتے تھے انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ نشانیاں پوچھی۔حدیث میں آتا ہے لَمْ اُثْبِتْــهُ میں نے ان نشانیوں کی طرف توجہ نہیں کی۔مثلاً دیکھو اس مسجد کا سنگ بنیاد میں نے اپنے ان گنہگار ہاتھوں سے رکھا ہے اور سالہا سال سے میں اس میں آ جا رہا ہوں۔اگر تم مجھ سے پوچھو کہ اس کے دروازے کتنے ہیں، کھڑکیاں کتنی ہیں اور روشندان کتنے ہیں؟ تو میں تمہیں نہیں بتا سکتا کیونکہ مسجد میں آنا دروازے، کھڑکیاں، روشن دان گننے کی غرض سے تو

نہیں ہے نماز پڑھنے کیلئے آنا ہے درس دینے کیلئے آنا ہے۔ تو آپ ﷺ وہاں یہ چیزیں گننے کیلئے تو نہیں گئے تھے تو کافروں نے جب یہ چیزیں پوچھیں تو آپ پریشان ہو گئے اور کافروں نے بغلیں بجائیں کہ ابوبکرؓ جیسے بھولے کو منا سکتا ہے ہم سے منوائے۔ ان کو بات کرنے کا بہانہ مل گیا جب آنا تو کہنا اے محمد (ﷺ)! ہمیں بتاؤ کہ سنگ مرمر کے کتنے ستون ہیں اور سنگ بشب کے کتنے ہیں اور سنگ عقیق کے کتنے ہیں، چھوٹے منارے کتنے ہیں اور بڑے کتنے ہیں، برج کتنے ہیں وغیرہ وغیرہ سوال کرتے۔ ایک سارے اکٹھے ہو کر آئے آپ ﷺ نے فرمایا فَجَلّٰی اللّٰہُ لِیَ الْبَیْتَ الْمَقْدِسَ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا وہ پوچھتے جاتے تھے اور میں ان کو بتلاتا جاتا تھا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے کہ ٹھیک کہتے ہیں لیکن کسی نے تسلیم نہیں کیا۔ اس واقعہ کو اسراء کہتے ہیں۔ مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک اور مسجد اقصیٰ سے آگے جو اوپر کا سفر ہے جس کا ذکر سورۃ النجم میں اور احادیث متواترہ میں موجود ہے اس کو معراج کہتے ہیں۔ واقعہ معراج کے متعلق جو عقلی و نقلی شبہات ہیں ان سب کے جوابات میں نے اپنی کتاب ''چراغ کی روشنی'' جس کا عربی نام ''ضوء السراج فی تحقیق المعراج'' ہے، اس میں دیئے ہیں۔ اور معراج کے متعلق میں نے تقریباً پینتالیس (۴۵) صحابہ کرامؓ سے روایات نقل کی ہیں اور اس پر مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر ملحدین کے اعتراضات بھی نقل کئے ہیں اور ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ اس کا ذکر ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ پاک ہے وہ ذات اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ جو رات کو لے گئی اپنے بندے کو لَیْلًا صرف ایک رات میں۔ یہ جو قصے بنے ہوئے ہیں کہ اٹھارہ ہزار سال کی رات تھی اور یہ تھا اور وہ تھا زری خرافات ہیں۔ اگر وہ سردی کی رات تھی تو لمبی ہوگی اور گرمی کی تھی تو چھوٹی ہوگی۔ صرف ایک رات میں مِنَ الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ وہ مسجد اقصیٰ برکت رکھی ہے ہم نے اس کے اردگرد۔ظاہری برکت بھی ہے کہ بڑا زرخیز علاقہ ہے، باغات ہیں، کھیت ہیں، درخت ہیں، پانی کے چشمے ہیں اور روحانی برکت بھی ہے کہ بے شمار انبیاء کرام علیہم السلام اس علاقے میں تشریف لائے اور وہاں ان کی قبریں ہیں لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا تا کہ ہم دکھائیں اس بندے کو اپنی نشانیوں میں سے کچھ،اسی لئے اس کو اوپر لے گئے تا کہ اپنی کچھ نشانیاں اس کو دکھائیں ۔آپ ﷺ نے جنت بھی دیکھی دوزخ بھی، پہلا آسمان، دوسرا آسمان بے شمار نشانیاں دیکھیں۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بیشک وہ ذات سننے والی ہے دیکھنے والی ہے سب کچھ اس کے علم میں ہے وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات وَجَعَلْنٰهُ هُدًى اور بنایا ہم نے اس کتاب کو ہدایت لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل کیلئے۔لیکن انہوں نے اس سے روشنی حاصل نہیں کی۔اس کتاب میں بنیادی سبق کیا تھا؟ فرمایا اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا یہ کہ نہ بناؤ تم میرے سوا کسی کو کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر، یہ سب میری صفات ہیں ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اے اولاد ان لوگوں کی جن کو ہم نے سوار کیا نوح علیہ السلام کیساتھ کشتی میں اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے تھے ۔لہذا تم کیوں ناشکری کرتے ہو؟ اپنے باپ دادا کی اچھی صفات اختیار کرو، ان کو چھوڑو مت۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ

اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿۶﴾ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾

وَقَضَيْنَآ اور ہم نے فیصلہ سنادیا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل کو فِى الْكِتٰبِ کتاب کے ذریعے لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ البتہ ضرور تم فساد کروگے زمین میں مَرَّتَيْنِ دو مرتبہ وَلَتَعْلُنَّ اور ضرور تم سرکشی کروگے عُلُوًّا كَبِيْرًا سرکشی بڑی فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا پس جب آیا وعدہ ان کی پہلی سرکشی کا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ مسلط کئے ہم نے تم پر عِبَادًا لَّنَآ اپنے بندے اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ جو سخت پکڑ والے تھے فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ پس وہ گھس گئے گھروں کے درمیان وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا اور تھا وعدہ طے شدہ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ پھر ہم نے لوٹائی تمہارے لئے باری عَلَيْهِمْ ان کے خلاف وَاَمْدَدْنٰكُمْ اور ہم نے تمہاری

مدد کی بِاَمْوَالٍ مالوں کیساتھ وَّبَنِیْنَ اور بیٹوں کیساتھ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا اور بنایا ہم نے تمہیں زیادہ تعداد میں اِنْ اَحْسَنْتُمْ اور ہم نے کہا اگر تم نیکی کرو گے اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ نیکی کرو گے اپنی جانوں کیلئے وَاِنْ اَسَاْتُمْ اور اگر تم برائی کرو گے فَلَهَا ان جانوں کیلئے ہوگی فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پس جب آیا وعدہ دوسری سرکشی کا لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ تاکہ وہ بگاڑ دیں تمہارے چہروں کو وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ اور تاکہ وہ داخل ہو جائیں مسجد میں کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسا کہ وہ داخل ہوئے پہلی مرتبہ وَّلِیُتَبِّرُوْا اور تاکہ ہلاک کر دیں مَا اس چیز کو عَلَوْا جس پر غالب آ گئے تَتْبِیْرًا ہلاک کر دینا عَسٰی رَبُّکُمْ قریب ہے کہ تمہارا رب اَنْ یَّرْحَمَکُمْ یہ کہ رحم کرے تم پر وَاِنْ عُدْتُّمْ اور اگر تم لوٹو گے شرارتوں کی طرف عُدْنَا ہم لوٹیں گے سزا دینے کی طرف وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ اور ہم نے بنائی ہے جہنم لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا کافروں کیلئے قید خانہ۔

بنی اسرائیل پر ظاہری و باطنی انعامات :

اپنے دور اور اپنے زمانے میں بنی اسرائیل پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑی رحمتیں نازل فرمائیں، ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ باطنی نعمتوں میں چار ہزار پیغمبر بنی اسرائیل میں سے تھے اور چار مشہور آسمانی کتابوں میں سے تین کتابیں تورات، زبور، انجیل ان کو ملی۔ اور ظاہری نعمتیں تو بہت عنایت فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور تھا وادی تیہ جس کو آج کل وادی سینائی کہتے ہیں اس کے کچھ حصہ پر مصر کا قبضہ ہے اور وہ حصہ جو فوجی اہمیت کا حامل ہے وہ اس وقت بھی یہودیوں کے پاس ہے۔ یہ چھتیس میل لمبا اور چوبیس میل چوڑا

میدان ہے۔ یہ سطح سمندر سے تقریباً پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ بنی اسرائیل فرعون سے نجات پانے کے بعد جب اس وادی میں پہنچے تو نہ کھانے کا کوئی انتظام اور نہ پینے کا کوئی انتظام، نہ دھوپ سے بچنے کیلئے سائے کا کوئی انتظام۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے کھانے کا انتظام یہ کیا کہ عین کھانے کے وقت پر ایک پلیٹ میں بھونے ہوئے بٹیرے آجاتے اور ایک میں کھیر آجاتی، سائے کیلئے جونہی سورج چڑھتا تھا ان پر بادل مسلط کر دیئے جاتے اور جب غروب ہوتا تو بادل چھٹ جاتے اور پانی کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک پتھر پر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بارہ چشمے جاری فرما دیئے۔ بارہ خاندان تھے موسیٰ علیہ السلام نے ہر خاندان کیلئے الگ الگ چشمہ متعین فرما دیا کہ یہ یہودیوں کیلئے ہے جو کہ یہودا کی اولاد تھی اور یہ روبیلیوں کا ہے، یہ یوسفیوں کا ہے اور یہ بنیامینیوں کا ہے تاکہ آپس میں جھگڑا نہ کریں اور یہ انعامات کوئی ایک دو دن کیلئے نہیں تھے بلکہ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً چالیس سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کوئی قدر نہیں کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عمالقہ قوم کیساتھ جہاد کرنا ہے۔ یہ عملیق کی اولاد میں سے تھے بڑے قد آور اور لڑاکے۔ ان کھیر کھانے والوں نے کہا فَاذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوْنَ [مائدہ:۲۷] "پس آپ جائیں اور آپ کا رب جائے اور دونوں جا کر لڑو بیشک ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں" کھیر کھانے کیلئے۔ کتنا گستاخانہ جواب ہے؟ اسی ناشکری کی وجہ سے ان پر بڑے بڑے عذاب آئے وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ [مائدہ:۶۰] "اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر۔" اور یہ بندر اور خنزیر تین دن کے بعد ختم ہو گئے۔ چونکہ ان پر انعامات زیادہ تھے اس لئے رب تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت تھی۔ عقلی بات یہ ہے کہ انسان جتنی بلندی سے گرتا ہے اسے اتنا

ہی زیادہ نقصان ہوتا ہے تھوڑی بلندی سے گرے گا تو چوٹ کم لگے گی۔ نعمتیں بڑی تھیں اس لئے سزا بھی بڑی سخت دی۔ بڑی نافرمان اور سرکش قوم تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیخلاف بھی انہی لوگوں نے کاروائیاں کیں۔

بنی اسرائیل کے مولویوں اور پیروں نے دین کا نقشہ بدل دیا :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب بنا لیا۔ چنانچہ سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۱ میں ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ''بنالیا انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو رب اللہ تعالیٰ کے سوا'' اور ان کے مولویوں اور پیروں نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا جیسے آج کل اہل بدعت نے دین کا بالکل نقشہ بدل دیا ہے۔ بدعات کو دین اور دین، نادین بنا دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی اصلاح کی کوشش کی اور فرمایا کہ یہ چیزیں جو تم کر رہے ہو دین کیخلاف ہیں تو یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کیخلاف جلوس نکالنے اور جلسے کرنے شروع کر دیے۔ رومیوں کی حکومت تھی جب احتجاج نے زور پکڑا تو گورنر نے مرکز کو خط لکھا کہ ایک آدمی کی وجہ سے بڑی گڑ بڑ ہے میں کیا کروں؟ مرکز نے کہا کہ اگر ایک آدمی کو سولی پر لٹکانے سے امن قائم ہوتا ہے تو اس کو سولی پر لٹکا دو۔ شمعون قرینی ایک منافق آدمی تھا اور اس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتی جلتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف زندہ اٹھا لیا سورۃ نساء آیت نمبر ۱۵۸ میں بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ''بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔'' اور حکومت نے شمعون قرینی کو پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا۔

من وسلویٰ کے متعلق کہا کہ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ [بقرہ:۶۱] ''ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے ایک قسم کے کھانے پر۔''

بنی اسرائیل کے معذّب ہونے کی وجہ :

تو یہ ایسی نافرمان قوم ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں **کو قتل کیا**، خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ اس جگہ ان کے متعلق دو واقعات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے **ان کو** بذریعہ تورات پہلے بتادیا تھا کہ تم نافرمانی کروگے، پیغمبروں کو شہید کرنا۔ رب تعالیٰ کے دین میں رخنہ ڈالنا، فسادات کرنا یہ تمام اسی مد میں آتا ہے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تم پر دشمن مسلط کرے گا چنانچہ ایران کے بادشاہ بُخت نصر کے پاس بڑی فوجیں تھیں اس نے حملہ کر کے فوجیں شام کے علاقہ میں داخل کر دیں۔ اس وقت فلسطین، کنعان، اردن شام میں داخل تھے انگریز خبیث نے اپنے مفاد کی خاطر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اب فلسطین جدا ہے، اسرائیل جدا ہے، اردن جدا ہے، شام جدا ہے۔ اور انگریزوں نے ان کے ایسے ذہن بنا دیئے ہیں کہ یہ کافروں کیساتھ مل سکتے ہیں آپس میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور سب امریکہ کے پٹھو ہیں کیا سعودیہ اور کیا دوسرے، اس کے علاوہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر صدام نے سر اٹھایا تھا تو اس کا ساتھ دیتے اس سے بھی تھوڑی بے وقوفی ہوئی بلکہ امریکہ نے طارق عزیز جو اس کا وزیر اعظم تھا اب نائب وزیر اعظم ہے اور وہ عیسائی ہے اس کے ذریعے اس کو (صدام کو) کویت کیخلاف ابھارا۔ یہ سب امریکہ کی سازش تھی کہ یہ کویت کیخلاف حملہ کریگا عرب سارے اس کے مخالف ہو جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ یہ بڑی خبیث قومیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی نہیں فرمایا یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ [مائدہ:۵۱] ”اے ایمان والو! نہ بناؤ یہود ونصاری کو دوست۔“ اسی نکتے کو لیا ہے اسامہ بن لادن نے اور وہ بے چارہ ساری دنیا میں معتوب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ امریکہ کو کیا حق ہے کہ ہمارے علاقے میں فوج رکھے اور اس کا سارا

خرچہ سعودیہ برداشت کرے۔اس میں ان کی شراب وغیرہ ساری بدمعاشیاں شامل ہیں۔ اس حق گوئی کی وجہ سے اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔اب امریکہ کے جاسوس قبائلی علاقے میں آئے ہوئے ہیں اس کو ڈھونڈنے کیلئے۔اللہ تعالیٰ ان کو ناکام کرے۔تو یہ یہودونصاریٰ بڑی خبیث قومیں ہیں۔پہلی مرتبہ انہوں نے نافرمانی کی تو بخت نصّر نے ان پر حملہ کردیا ان کے گھروں میں داخل ہوگئے،مکان تباہ کیے،مردوں کو قتل کیا،عورتوں کی بے عزتی کی اور ایسے موقع پر جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ کیا،اس کا ذکر ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقَضَيْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور ہم نے فیصلہ سنادیا بنی اسرائیل کو فِی الْکِتٰبِ کتاب تورات کے ذریعے۔قبل از وقت فیصلہ سنادیا تھا لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ البتہ تم ضرور فساد کروگے زمین میں مَرَّتَیْنِ دو مرتبہ۔اللہ تعالیٰ کے صریح احکام کو توڑنا اور اپنی من مانی کرنا یہ سب فساد فی الارض ہے وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا اور ضرور تم سرکشی کروگے بڑی سرکشی فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا پس جب آیا وعدہ ان سرکشیوں میں پہلی سرکشی کا یعنی پہلی سرکشی کا وقت آگیا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ ہم نے مسلط کیے تم پر عِبَادًا لَّنَآ اپنے بندے۔

لفظِ عباد پر امیر شریعت رحمہ اللہ کی وضاحت :

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اس کا مطلب اس طرح بیان کرتے تھے کہ ہم نے ان پر اپنے کمی مسلط کیے۔پھر مثال دے کر سمجھاتے تھے کہ اگر کسی کا بیٹا نافرمان ہوجائے اور بار بار سمجھانے پر بھی نہ سمجھے تو پھر باپ اپنے ملازم اور نوکر کو کہتا ہے کہ میرے سامنے اس کو جوتے لگاؤ تو کمی ملازموں کے ذریعے اس کو جوتے لگواتا ہے اسی طرح جب انہوں نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے کافر کمی کے ذریعے ان کو جوتے لگوائے۔عبادًا کا لفظی معنیٰ ہے بندے،لیکن شاہ صاحب اس کا ترجمہ کمی کا کرتے

تھے۔ تو ایسا ہوتا ہے کہ جب قومیں نافرمانی کرتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ذریعے کہ جن کی دینی حیثیت کچھ نہیں ہوتی مرمت کرواتے ہیں، یہ ایرانی مجوسی تھے۔

تو فرمایا ہم نے اپنے بندے بھیجے اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ جو سخت پکڑ والے تھے فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ پس وہ گھس گئے گھروں کے درمیان۔ تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے اتنی قتل و غارت کی کہ بیت المقدس شہر کی گلیوں کا خون گھوڑوں کے گھٹنوں تک آتا تھا۔ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا اور تھا یہ وعدہ طے شدہ کہ تم نافرمانی کرو گے اور ہم اپنے کمیوں کے ذریعے تمہاری مرمت کروائیں گے۔ چنانچہ خوب ان کی ٹھکائی ہوئی ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ عَلَیْھِمْ پھر ہم نے لوٹائی تمہارے لئے باری ان کے خلاف۔ ان کی نئی پود آئی اس نے توبہ استغفار کیا اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اس پر کچھ صدیاں گذریں وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ اور ہم نے تمہاری مدد کی مال کے ذریعے اور بیٹوں کیساتھ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا نفری کا معنی تعداد۔ اور بنایا ہم نے تمہیں زیادہ تعداد میں۔ صدیاں گزرنے کے بعد ایک وقت آیا کہ ان کا مال بھی بڑھا اور تعداد بھی بڑھی کافی ساری، ہم نے اس وقت تمہیں کہہ دیا اِنْ اَحْسَنْتُمْ اگر تم نیکی کرو گے اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ نیکی کرو گے اپنی جانوں کیلئے۔ اپنے لئے کرو گے تمہاری نیکیوں سے خدا کی شان میں زیادتی نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ تمہاری نیکیوں کا محتاج ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر سارے لوگ بد بخت اور نافرمان ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی شان میں ایک رتی برابر بھی فرق نہیں پڑے گا اور اگر سب کے سب نیک ہو جائیں تو رب تعالیٰ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ تو یہ تمہاری نیکیاں تمہارے۔ لئے ہیں وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَھَا اور اگر تم برائی کرو گے ان جانوں کیلئے ہوگی۔ اس کا وبال تمہاری جانوں پر پڑے گا۔ چنانچہ دوسری دفعہ انہوں نے نافرمانی کی اور یہ وہ

زمانہ تھا جب ان ظالموں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو شہید کیا، حضرت شعیا علیہ السلام کو شہید کیا، حضرت یحیٰ علیہ السلام کو شہید کیا۔ اس دور کے قریب قریب کا واقعہ ہے طیطس رومی بعض طیطاؤس بھی لکھتے ہیں طوطے والی 'طا' کیساتھ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عیسائی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ مشرک تھا اکثر عیسائی کہتے ہیں، اس کی فوجیں آئیں۔ فرمایا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پس جب آیا وعدہ دوسری سرکشی کا اور اس کی سزا کا لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ تاکہ وہ بگاڑ دیں تمہارے چہروں کو۔ جب انہوں نے اس کی فوجیں دیکھی تو ان کے چہرے فق ہو گئے کہ ہمارے ساتھ کیا بنا وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ اور تاکہ وہ داخل ہو جائیں مسجد میں۔ اس وقت مسجد اقصیٰ بڑی وسیع تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑی ٹھاٹھ باٹھ کیساتھ بنائی تھی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو گئے تاکہ ہماری جانیں بچ جائیں مگر انہوں نے مسجد میں بھی کسی کو نہیں چھوڑا كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسا کہ وہ داخل ہوئے پہلی مرتبہ اور کسی کو نہیں چھوڑا تھا اب بھی نہیں چھوڑا وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا اور تاکہ وہ ہلاک کر دیں اس چیز کو جس پر وہ غالب آ گئے ہلاک کرنا۔ نہ آدمی چھوڑے، نہ جانور چھوڑے، نہ مکان چھوڑے، سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔ یہ تمہاری نافرمانی کا نتیجہ تمہیں دنیا میں ملا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ قریب ہے کہ تمہارا رب یہ کہ تم پر رحم کرے۔ اگر تم صحیح معنٰی میں انسان بن جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تم پر نازل ہونے کیلئے تیار اور بے تاب ہیں اور اگر نافرمانی کرو گے تو یہی کچھ ہوگا اور یاد رکھو! وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اور اگر تم لوٹو گے شرارتوں کی طرف ہم لوٹیں گے سزا دیں گے تمہیں۔ یہ تو دنیا کی سزائیں ہیں اور یاد رکھو! وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا اور ہم نے بنائی ہے جہنم کافروں کیلئے قید خانہ۔ حَصِيْر کا معنٰی جیل، قید خانہ۔ یہ روکنے والا ہے یہ سب کو وہاں

روکے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم کیساتھ نافرمانیوں سے بچائے دنیااور
آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے اور نیکی کی توفیق عطا فرمائیں۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ
هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ
لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًاۙ۹ وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۠۱۰ وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِؕ
وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۱۱ وَ جَعَلْنَا الَّیْلَ وَ النَّهَارَ اٰیَتَیْنِ
فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ
فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا۱۲

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ بیشک یہ قرآن کریم یَهْدِیْ راہنمائی کرتا ہے لِلَّتِیْ اس راستے کی هِیَ اَقْوَمُ جو سب سے زیادہ درست ہے وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور خوشخبری دیتا ہے مومنوں کو الَّذِیْنَ وہ مومن یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ جو عمل کرتے ہیں اچھے اَنَّ لَهُمْ بیشک ان کیلئے اَجْرًا كَبِیْرًا اجر ہے بہت بڑا وَّاَنَّ الَّذِیْنَ اور بیشک وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ جو ایمان نہیں لاتے بِالْاٰخِرَةِ آخرت پر اَعْتَدْنَا لَهُمْ ہم نے تیار کیا ہے ان کیلئے عَذَابًا اَلِیْمًا دردناک عذاب وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ اور انسان مانگتا ہے بِالشَّرِّ برائی دُعَآءَهٗ جیسے مانگتا ہے بِالْخَیْرِ بھلائی وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا اور ہے انسان جلد باز وَجَعَلْنَا الَّیْلَ اور بنائی ہم نے رات وَالنَّهَارَ اور دن اٰیَتَیْنِ دو نشانیاں فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ پس ہم نے

مثائی نشانی رات کی وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ اور بنائی ہم نے دن کی نشانی مُبْصِرَةً روشن لِتَبْتَغُوْا تا کہ تم تلاش کرو فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ فضل کو اپنے رب کی طرف سے وَلِتَعْلَمُوْا اور تا کہ تم جان لو عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ سالوں کی گنتی اور حساب وَكُلَّ شَيْءٍ اور ہر چیز کو فَصَّلْنٰهُ ہم نے تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے تَفْصِيْلاً تفصیل کیساتھ بیان کرنا۔

ماقبل سے ربط :

گذشتہ سبق میں تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ''اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور بنایا اس کو بنی اسرائیل کیلئے ہدایت۔'' تو تورات صرف بنی اسرائیل کیلئے ہدایت تھی، زبور بھی صرف بنی اسرائیل کیلئے تھی۔

عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے ان کے متعلق سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۹ میں ہے وَرَسُوْلاً اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ''اور اللہ تعالیٰ اس کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔'' تو عیسیٰ علیہ السلام بھی صرف بنی اسرائیل کیلئے رسول تھے۔ اور انجیل متی میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں اور صحابیوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ ایک عورت نے آکر کہا کہ میں آپ سے کچھ خیر لینا چاہتی ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرا تعلق کس خاندان کیساتھ ہے؟ اس نے کہا میں کنعانی خاندان کیساتھ تعلق رکھتی ہوں۔ فرمایا تیرے لئے میرا فیض نہیں ہے۔ اتنے لفظ کہہ کر اپنا بیان شروع کر

دیا۔ وہ عورت بار بار کہتی تھی میں آپ سے فیض لینا چاہتی ہوں، مجھے بھی فیض دو۔ اس کے بار بار کہنے پر شاگردوں نے کہا حضرت! اس کو کچھ دیں۔ تو فرمایا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کیلئے نہیں بھیجا گیا۔ تو تورات، انجیل، زبور صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے آئی تھیں۔

قرآن تمام جن وانس کیلئے کتابِ ہدایت :

اب اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ بیشک یہ قرآن کریم راہنمائی کرتا ہے لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ اس راستے کی جو سب سے زیادہ درست ہے۔ اور کن کی راہنمائی کرتا ہے؟ ھُدًی لِّلنَّاس [بقرہ:۱۸۵] "تمام انسانوں کیلئے ہدایت ہے۔" اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو فرمایا قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا [اعراف:۱۵۸] "اے پیغمبر آپ کہہ دیں اے انسانو! بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔" اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ سورۃ فرقان میں ہے تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا "بابرکت ہے وہ ذات جس نے اتارا ہے فرقان اپنے بندے پر تاکہ ہو جائے وہ تمام جہانوں کیلئے ڈرانے والا۔" تو عالمین کے لفظ میں جنات بھی شامل ہیں اور حدیث پاک میں آتا ہے بُعِثْتُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ وَاِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ او کما قال "اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کالے اور سرخ کی طرف جنوں اور انسانوں کی طرف۔" تو پہلے پیغمبر آتے رہے خاص خاص قوموں کی ہدایت کیلئے۔ ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ بھی خاص قوموں کی ہدایت کیلئے تھیں اور قرآن کریم تمام انسانوں اور جنات کی ہدایت کیلئے ہے۔ فرمایا بیشک یہ قرآن راہنمائی کرتا ہے اس راستے کی جو سب سے زیادہ درست ہے۔ وہ راستہ مستقیم

ہے۔ ہر نماز میں ہم پڑھتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم. تو قرآن کریم صراط مستقیم کی راہنمائی کرتا ہے۔ اور کیا کرتا ہے؟ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خوشخبری دیتا ہے مومنوں کو۔ کونسے مومن؟ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ وہ مومن جو عمل کرتے ہیں اچھے۔ ایک ہیں زبانی مومن، زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہہ کر نہ بلکہ ساتھ اچھے عمل بھی کرتے ہیں يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ کی قید بھی ہے۔ کیا بشارت سنا تا ہے اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا بیشک ان کیلئے اجر ہے بہت بڑا اور سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر اور جنت کی خوشی، راحت اور آرام کا دنیا میں صحیح معنٰی میں تصور بھی نہیں کر سکتے اور جو سعادت مند نیک بخت جنت میں داخل ہو گیا وہ کبھی جنت سے نکلے گا نہیں ایسی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے کہ سوچتے سوچتے ہمارے دماغ فیل ہو جائیں۔ اور قرآن پاک کیا کہتا ہے؟ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور بیشک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ہم نے تیار کیا ہے ان کیلئے دردناک عذاب۔ مومنوں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں اور نافرمانوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرانا یہ قرآن پاک کے دو اصول ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ انسان کی تلون مزاجی کا ذکر کرتے ہیں کہ انسان بہت جلد بدل جاتا ہے۔ فرمایا وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ اور مانگتا ہے انسان برائی دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ اَیْ كَدُعَاءِهٖ بِالْخَيْرِ جیسے مانگتا ہے بھلائی یعنی انسان جسطرح راحت مانگتا ہے کبھی تنگ آکر اپنی برائی بھی مانگ لیتا ہے کہ میں مر جاؤں، اولاد سے تنگ آکر کہتا ہے اولاد مر جائے، کبھی مال سے پریشان ہو کر مال کیلئے بددعا کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کیلئے بددعا نہ کرو اور نہ اپنے مال کیلئے بددعا کرو ہو سکتا ہے وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو۔ بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ

دعا جلدی قبول کر لیتے ہیں اگر قبول ہوگئی تو بعد میں خود پریشان ہوگا وَ کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً اور ہے انسان جلد باز، بڑی جلدی فیصلے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں :

آگے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں بتلاتے ہیں۔ فرمایا وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ اور بنائی ہم نے رات اور دن دو نشانیاں اپنی قدرت کی فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ پس ہم نے مٹائی رات کی نشانی وَجَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً اور بنائی ہم نے دن کی نشانی روشن۔ رات تاریک ہے اور دن روشن ہے ان کو روشن کیوں بنایا؟ لِتَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ تاکہ تم تلاش کرو اپنے رب کے فضل کو۔ روزی کماؤ، روزی کمانا بھی عبادت کا حصہ ہے جسطرح اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم امر کیساتھ دیا ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اور زکوٰۃ کا حکم امر کیساتھ دیا ہے اٰتُوا الزَّكٰوةَ اسی طرح روزی کمانے کا حکم بھی امر کیساتھ دیا ہے فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ [سورہ جمعہ] "پس جب فارغ ہو جاؤ جمعہ کی نماز سے تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ تعالیٰ کا فضل۔" یعنی روزی کماؤ تو وَابْتَغُوْا امر کا صیغہ ہے۔

تن آسانی حرام ہے :

اور مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضَیِّعَ مَنْ یَّقُوْتُ "آدمی کے گنہگار ہونے کیلئے کافی ہے کہ وہ ضائع کرے ان کو جن کی روزی کا یہ ذمہ دار ہے۔" تو جو شخص تن آسانی کی وجہ سے کماتا نہیں ہے ھٹا کٹا ہے اور گھر کے افراد تنگ ہیں دال روٹی کو ترستے ہیں تو یہ بھی بڑے گناہوں میں سے ہے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الشَّابَّ الصَّحِیْحَ الْفَارِغَ اَوْ كَمَا قَالَ"

بیشک اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہے ایسے نوجوان سے جو تندرست ہے اور فارغ رہتا ہے۔'' تو حلال کمائی بھی عبادت کا حصہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دن بنایا تا کہ تم اللہ تعالیٰ کا فضل رزق حاصل کرو۔

ایک آدمی کا حیرت ناک وعبرت ناک خواب دیکھنا :

بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ میں جنگل کے ایک میدان میں اکیلا جارہا ہوں اور کوئی ہتھیار بھی میرے پاس نہیں ہے میں نے اچانک دیکھا تو میرے پیچھے ایک موٹا تازہ شیر دوڑتا ہوا آرہا ہے میں بڑا گھبرایا کہ اکیلا ہوں اور میرے ہاتھ میں تلوار وغیرہ کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے اور شیر بڑا موٹا تازہ ہے۔ بھاگنا شروع کر دیا دیکھا تو ایک کنواں ہے جس میں درخت کی دو ٹہنیاں لٹک رہی ہیں میں نے سوچا کہ ٹہنیوں کو پکڑ کر نیچے لٹک جاتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو ٹہنیاں پکڑ کر باہر آ جاؤں گا۔ ٹہنیاں بڑی مضبوط تھیں لٹک کر نیچے دیکھا تو بہت بڑا اژدھا ہے جس کا منہ کھلا ہوا ہے پھر دیکھا تو ایک سیاہ رنگ کا چوہا ہے اور ایک سفید رنگ کا جو ٹہنیوں کو کاٹ رہے ہیں میں بڑا خوفزدہ ہوا کہ اوپر شیر ہے نیچے اژدھا ہے اور ٹہنیوں کو چوہے کاٹ رہے ہیں۔ اوپر جاتا ہوں شیر کا خطرہ ہے ٹہنیاں کٹیں گی تو اژدھا کے منہ میں جاؤں گا اللہ تعالیٰ ہی بچانے والا ہے۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ مجھے جاگ آ گئی ہے۔ الحمد للہ! پڑھا کہ خواب تھا میرا وہ غم اور خوف ٹل گیا اس سخت پریشانی سے نجات ملی۔ صبح کو مُعَبِّر کے پاس پہنچا کہ خواب کی تعبیر پوچھوں۔ خواب سنایا تو اس نے تعبیر بتلائی کہ وہ شیر موت ہے جو تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے ملک الموت فرشتہ ہے جس نے تیری جان نکالنی ہے اور وہ اژدھا قبر ہے جس کے منہ میں تو نے جانا ہے اور وہ ٹہنیاں جو تو نے پکڑیں ہیں وہ زندگی کی دو ٹہنیاں ہیں اور کالے اور سفید رنگ

کے چوہے رات اور دن ہیں جو تمہاری زندگی کو ختم کر رہے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم رات کی نشانی کو مٹاتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن کیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا رزق تلاش کرو وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ اور تاکہ تم جان لو سالوں کی گنتی اور حساب۔ یہ رات دن، چاند، سورج، مہینے اور سالوں کی گنتی کیلئے بھی ہیں اور فرمایا وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا اور ہر چیز کو ہم نے تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے تفصیل کیساتھ بیان کرنا۔ یعنی جو اصول اور قواعد ہیں، کلیات دین ہیں ان کو ہم نے تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے۔ باقی جزئیات ہیں وہ آنحضرت ﷺ نے قولاً اور فعلاً بیان فرمائی ہیں وہ قرآن پاک کی تفصیل ہے۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ؕ ۝ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اور ہر انسان اَلْزَمْنٰهُ ہم نے لازم کر دیا ہے اس پر طٰٓئِرَهٗ اس کا اعمالنامہ فِیْ عُنُقِهٖ اس کی گردن میں وَنُخْرِجُ لَهٗ اور ہم نکالیں گے اس کو یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن كِتٰبًا ایک نوشتہ یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ملے گا اس کو کھلا ہوا اور اس سے کہا جائے گا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ پڑھ اپنی کتاب کو كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ کافی ہے تیرے نفس کیلئے آج کے دن عَلَیْكَ حَسِیْبًا تجھ پر محاسبہ کرنے والا

مَنِ اھْتَدٰی جس نے ہدایت حاصل کی فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ اس نے ہدایت حاصل کی اپنی ذات کیلئے وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوا فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے یَضِلُّ عَلَیْھَا وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے ہی نقصان میں وَلَاتَزِرُ اور نہیں اٹھائے گا وَازِرَۃٌ کوئی اٹھانے والا وِّزْرَاُخْرٰی دوسرے کا بوجھ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ اور ہم نہیں سزا دیتے حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یہاںتک کہ ہم رسول بھیجتے ہیں وَاِذَآ اَرَدْنَآ اور جس وقت ہم ارادہ کرتے ہیں اَنْ نُّھْلِکَ قَرْیَۃً یہ کہ ہلاک کردیں کسی بستی کو اَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا حکم دیتے ہیں ہم اس بستی کے آسودہ حال لوگوں کو فَفَسَقُوْافِیْھَا پس وہ نافرمانی کرتے ہیں اس بستی میں فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ پس لازم ہوجاتا ہے اس پر قول فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا پس ہم اس کو ہلاک کر دیتے ہیں ہلاک کرنا وَکَمْ اَھْلَکْنَا اور ہم نے ہلاک کی ہیں مِنَ الْقُرُوْنِ کتنی ہی جماعتیں مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کے بعد وَکَفٰی بِرَبِّکَ اور کافی ہے آپ کا رب بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ اپنے بندوں کے گناہوں کو خَبِیْرًا بَصِیْرًا خبر رکھنے والا دیکھنے والا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی زندگی کا عَجَّلْنَا لَہٗ ہم اس کیلئے جلدی کردیتے ہیں فِیْھَا دنیا میں مَا نَشَآءُ جو ہم چاہتے ہیں لِمَنْ نُّرِیْدُ جس کیلئے چاہتے ہیں ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَھَنَّمَ پھر ہم بناتے ہیں اس کیلئے جہنم یَصْلٰھَا اس میں داخل ہوگا مَذْمُوْمًا مذمت کیا ہوا مَّدْحُوْرًا پھٹکارا ہوا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ اور جو شخص ارادہ کریگا آخرت کا وَسَعٰی لَھَا

سَعْیَهَا اور اس کیلئے کوشش کرتا ہے کوشش کرنا وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْکُوْرًا پس یہی لوگ ہیں ان کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

انسان جو کچھ کرتا یا بولتا ہے اس کا ریکارڈ محفوظ ہے :

ہم جو کچھ کرتے ہیں یا بولتے ہیں ان سب چیزوں کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ جیسے یہ ٹیپ ریکارڈر ہے کہ میں جو بولتا ہوں اور جس انداز میں بولتا ہوں اس میں محفوظ ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جو لفظ زبان سے نکالتا ہے اور جو عمل کرتا ہے وہ درج ہوتا جاتا ہے اور قیامت والے دن وہ کھلی کتاب سامنے آجائے گی۔ جیسے تم نے دیکھا ہوگا کہ ایک کاغذ پر پورا قرآن لکھا ہوا ہے مگر حفاظ کے بغیر اور خوردبین کے بغیر پڑھا نہیں جاسکتا لیکن بسم اللہ سے لے کر والناس تک مکمل قرآن کریم ایک کاغذ پر لکھا ہوا ہے اور سارا سامنے نظر آتا ہے۔ تو اسی طرح اعمال نامہ بھی سارا نظر آئے گا۔ ایک فرشتہ ہمارے دائیں طرف بیٹھا ہوا ہے اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے۔ سورت ق آیت نمبر ۱۷ میں ہے اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ جب لیتے ہیں دو لینے والے دائیں اور بائیں طرف سے جو بیٹھے ہوئے ہیں۔'' اور آیت نمبر ۱۸ میں ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ''نہیں بولتا وہ کوئی لفظ مگر اس کے پاس ایک نگران ہوتا ہے تیار۔'' جو بھی لفظ زبان سے نکلتا ہے وہ اس کو نوٹ کرتے ہیں۔ دائیں طرف والا نیکیاں لکھنے والا ہے اور یہ افسر ہے اور بائیں طرف والا گناہ لکھتا ہے اور یہ ماتحت ہے دائیں طرف والے کا۔ جب کوئی اچھی بات منہ سے نکلتی ہے تو اس کو تو فرشتہ فوراً نوٹ کر لیتا ہے اور جب کوئی بری بات منہ سے نکلتی ہے اور فرشتہ لکھنے کی تیاری کرتا ہے تو اسکو افسر حکم دیتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا لَعَلَّهٗ یَتُوْبُ

اَوْ یَسْتَغْفِرُہٗ ''ہوسکتا ہے کہ یہ شخص توبہ کرلے یا معافی مانگ لے۔'' جب کچھ وقفے تک وہ توبہ نہیں کرتا تو پھر وہ افسر فرشتہ حکم دیتا ہے اُکْتُبْ اب لکھ لو۔ تو تمام چیزوں کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ اس کا ذکر ہے وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ اور ہر انسان پر ہم نے لازم کردیا ہے اس کا اعمال نامہ، پروانہ فِیْ عُنُقِهٖ اس کی گردن میں۔ جب قبر سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جائے گا تو وہ اعمال نامہ اس کی گردن میں لٹکا ہوا ہوگا۔ فرمایا وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور ہم نکالیں گے اس کو قیامت کے دن كِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ایک نوشتہ ہے ملے گا اس کو کھلا ہوا۔ وہ کتاب اس کے سامنے آجائے گی۔ دنیا میں کتنے لوگ ان پڑھ ہیں جو خود نہیں پڑھ سکتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اتنا ادراک اور بصیرت دے گا کہ وہ اپنا اعمال نامہ خود پڑھے گا۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے اِقْرَاْ كِتٰبَكَ پڑھ تو اپنی کتاب اعمال نامے کو كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا کافی ہے تیرے نفس کیلئے آج کے دن تجھ پر محاسبہ کرنے والا۔ آج دنیا میں ہمارے حافظے کمزور ہیں بہت سی چیزیں ہم کرکے بھول جاتے ہیں قیامت کے دن کی خصوصیت ہوگی کہ حافظے اتنے تیز کردیئے جائیں گے کہ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ [آل عمران: ۳۰] ''جس دن حاضر پائے گا اپنے سامنے ہر نفس جو کچھ اس نے عمل کیا ہے نیکی سے اور جو اس نے برائی کی ہے۔'' نیکی بدی جو بھی اس نے کی ہے سب ذہن میں آجائے گی۔

تفسیروں میں آتا ہے اور روایات میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے! اپنا پرچہ پڑھ۔ صفحہ دو صفحے یا اس سے کم وبیش پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مَهْلًا ذرا ٹھہر جا هَلْ ظَلَمَكَ كَتَبَتِیْ میری طرف سے جو فرشتے لکھنے والے تھے

انہوں نے کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ کہے گا نہیں! حکم ہوگا اور پڑھو۔ مزید چند صفحے پڑھے گا اللہ تعالیٰ پھر سوال کریں گے اب بتلاؤ میرے فرشتوں نے کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ بندہ کہے گا نہیں جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے، اپنا سارا پروانہ پڑھے گا اور کہے گا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا [کہف: ۴۹] ''کیا ہے اس کتاب کو نہیں چھوڑتی یہ کسی چھوٹی چیز کو نہ بڑی چیز کو مگر اس کے کہ اس کو سنبھال رکھا ہے اور وہ پائیں گے جو بھی انہوں نے عمل کئے ہیں موجود اور نہیں زیادتی کرے گا تیرا رب کسی پر۔'' تو تمام نیکیوں اور برائیوں کا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنِ اهْتَدٰى جس نے ہدایت حاصل کی فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے وہ ہدایت حاصل کرے گا اپنی ذات کیلئے وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوا فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا پس پختہ بات ہے وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے ہی نقصان میں اس کی گمراہی اس کے نفس پر ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى اور نہیں اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ یہودی کہتے ہیں ہمارے گناہ حضرت عزیر علیہ السلام نے اٹھا لئے، عیسائی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں وہ ہمارے منجی ہیں ہم چاہے جتنے گناہ کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹک کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے ہیں۔ عجیب منطق ہے کہ گناہ کرو تم اور سولی پر لٹکیں وہ اور تم گناہ کرو دو ہزار سال بعد اور وہ سولی پر لٹک جائیں دو ہزار سال پہلے۔ بھئی یہ کونسا انصاف ہے؟ سب باطل نظریات ہیں نہ کوئی کسی کا بوجھ اٹھائے گا اور نہ کوئی کسی کے گناہوں کا کفارہ ہو گا حاشا وکلا ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے بعد سزا دیتے ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ اور ہم نہیں سزا دیتے کسی کو حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلاً یہاںتک کہ ہم رسول بھیجتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی تک اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ہر کونے میں ہر قوم کی طرف پیغمبر بھیجے اور بھیجے بھی ان کی زبان میں تاکہ قوم یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں ان کی زبان سمجھ نہیں آئی، معجزات دکھائے، کتابیں سنائیں، پیغمبروں نے سمجھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں حق اور باطل سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ لیکن جب قوموں نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور حق ماننے کی بجائے حق کو مٹانے پر آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر مجرموں کا صفایا کر دیا۔

حضور اکرم ﷺ آخری پیغمبر ہیں :

اور یہ مسئلہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بعد اب قیامت تک دنیا میں کوئی نبی رسول پیدا نہیں ہو سکتا اور دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر کی امت پر ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس امت نے دین کو محفوظ رکھا ہے اور قیامت تک رہے گا باطل قوتیں اس دین کو مٹانے کی کوشش کرتی رہی ہیں اور کر رہی ہیں اور کرتی رہیں گی لیکن جتنا مرضی زور لگا لیں دین حق کوئی نہیں مٹا سکتا۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ "میری امت کے علماء حق ایسے ہیں کہ جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء۔" جیسے انہوں نے دین کی حفاظت کی تھی، انہوں نے بھی دین کی حفاظت کی جانوں کی قربانی دے کر حق کو محفوظ اور باقی رکھا۔ یہ علماء پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں۔ یہ دنیائے کفر یہ خیال کرتی ہے کہ اسلام مٹ جائے گا

حاشا وکلا یہ نہیں مٹے گا اس کو جتنا دباؤ گے انشاء اللہ یہ اتنا ہی ابھرے گا۔ یہ دین آج تک اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے اگرچہ اہل بدعت نے بدعت کو دین بنایا ہوا ہے لیکن الحمدللہ ثم الحمدللہ! دنیا کے کونے کونے میں توحید وسنت بھی برقرار اور موجود ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کسی قوم کو سزا نہیں دیتے جب تک پیغمبر پہنچ کر اتمام حجت نہ کر دیں۔

ظالم کیسے ہلاک ہوتے ہیں :

آگے فرمایا وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا اور جس وقت ہم ارادہ کرتے ہیں یہ کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو تو حکم دیتے ہیں اس بستی کے آسودہ حال لوگوں کو۔ قرآن پاک کے امت میں اول نمبر کے مفسر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ جس وقت ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کر دیں تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو مال اور زیادہ دے دیتے ہیں اور جب مال زیادہ مل جائے تو پھر فَفَسَقُوْا فِيْهَا پس وہ نافرمانی کرتے ہیں اس بستی میں۔ اس مال کے بل بوتے پر جب مال چار گنا ہوگا تو نافرمانیاں بھی چار گنا ہوگی فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ پس لازم ہو جاتا ہے اس بستی پر قول اللہ تعالیٰ کے عذاب کا۔ سورت شوریٰ آیت نمبر ۲۷ میں ہے لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ ''اور اگر اللہ تعالیٰ کشادہ کر دے اپنے بندوں کا رزق تو البتہ وہ سرکشی کریں زمین میں۔'' یعنی سب باغی ہو جائیں۔ عموماً پیسے کا یہ اثر ہے کہ جس کے پاس آجاتا ہے وہ دین پر اس طرح کار بند نہیں رہتا جسطرح غریب رہتا ہے۔ پھر وہ شراب پئے گا، شادیوں پر بے جا خرچ کرے گا، ٹھاہ ٹھاہ کرے گا، بدمعاشی کرے گا ہزار میں سے کوئی ایک ہو جو بچ جائے کہ ہو بھی مالدار اور شریعت کے تقاضے بھی پورے کرے ورنہ اکثریت کا برا ہے۔ تو فرمایا پھر رب کے عذاب کا قول لازم ہو جاتا ہے فَدَمَّرْنٰهَا

تَدْمِیْرًا پس ہم اس کو ہلاک کر دیتے ہیں ہلاک کر دینا۔ تو زیادہ مال ہلاکت کا پیش خیمہ ہے کھا کر ہضم کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ اِلَی الْغُرَبَآءِ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ ''فرمایا اسلام کی ابتداء بھی غریبوں میں ہوئی ہے اور رہے گا بھی غریبوں میں اے غریبو! میری طرف سے تمہیں مبارکباد ہو۔'' فرمایا وَکَمْ اَهْلَکْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ اور کتنی ہلاک کیں ہم نے جماعتیں مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کے بعد۔ قوم ہود تباہ ہوئی، قوم ثمود تباہ ہوئی، قوم لوط تباہ ہوئی، قوم شعیب تباہ ہوئی مدین والی اور بے شمار قومیں تباہ ہوئیں وَکَفٰی بِرَبِّکَ اور کافی ہے آپ کا رب بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا۔ ظاہر باطن قول فعل سب اس کے سامنے ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی زندگی کا عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ ہم اس کیلئے جلدی کر دیتے ہیں دنیا میں جو ہم چاہتے ہیں لِمَنْ نُّرِیْدُ جس کیلئے چاہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ جو دنیا حاصل کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے اس کو مل جائے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے جتنی چاہتا ہے اس کو اتنی مل جاتی ہے۔ لیکن یاد رکھو! ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ پھر ہم بناتے ہیں اس کیلئے جہنم۔ مطلب یہ ہے کہ نہ ایمان ہے نہ آخرت کی فکر نہ دین ہے صرف دنیا ہی دنیا ہے دنیا کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے لیکن وہ بھی اس کو اتنی نہیں ملتی جتنی وہ چاہتا ہے بلکہ اتنی ملتی ہے جتنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ پھر یَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا داخل ہوگا دوزخ میں مذمت کیا ہوا پھٹکارا ہوا۔ اور اس کے برعکس وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ اور جو شخص ارادہ کرتا ہے آخرت کا وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا اور اس کیلئے کوشش کرتا ہے کوشش کرنا۔ اگلے دو رکوعوں میں آخرت کی کوشش کا ذکر آئیگا کہ آخرت

کیلئے یہ کام کرنے ہیں۔تو فرمایا جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کیلئے کوشش بھی کی جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور بشرطیکہ وہ مومن ہو پھر اس کیلئے آخرت ہے کیونکہ آخرت کا سارا دارومدار ایمان پر ہے۔

ہر عمل کی قبولیت کیلئے تین شرطیں :

بات اچھی طرح سمجھ لیں اور دماغ میں بٹھالیں کہ ہر عمل کی قبولیت کی تین شرطیں ہیں۔

o……پہلی شرط ایمان ہے۔

o……دوسری شرط اخلاص ہے کہ عمل صرف رب کی رضا کیلئے ہو۔

o…… اور تیسری شرط اتباع سنت ہے کہ عمل سنت کی پیروی میں ہو۔

اگر یہ تینوں چیزیں حاصل ہیں تو پھر خوشی ہونی چاہئے کہ آخرت میں سرخرو ہوگا اور اگر ایمان بھی نہیں اور اخلاص بھی نہیں ریاکاری ہے، ناک ہے اور اس میں اچھلتا پھر رہا ہے اور سنت کے مطابق بھی نہیں پھر مشقت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔اس کی ساری محنت رائیگاں جائے گی اور اگر ایمان، اخلاص، اتباع سنت ہے فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا پس یہی لوگ ہیں ان کی کوشش کی قدر کی جائے گی رائیگاں نہیں جائے گی ان کو ضرور صلہ ملے گا۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ

وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

كُلًّا سب کو نُّمِدُّ ہم امداد دیتے ہیں هٰۤؤُلَآءِ ان کو بھی وَهٰۤؤُلَآءِ اور ان کو بھی مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ یہ تیرے رب کا عطیہ ہے وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ اور نہیں ہے تیرے رب کا عطیہ مَحْظُوْرًا روکا ہوا اُنْظُرْ دیکھ كَيْفَ فَضَّلْنَا کیسے ہم نے فضیلت دی ہے بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ان میں سے بعض کو بعض پر وَلَلْاٰخِرَةُ اور البتہ آخرت اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ بہت بڑی ہے درجات کے لحاظ سے

وَّاَکۡبَرُ تَفۡضِیۡلاً اور بہت بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰہِ
اِلٰـھًا اٰخَرَ نہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود فَتَقۡعُدَ پس بیٹھا رہے گا
مَذۡمُوۡمًا مذمت کیا ہوا مَّخۡذُوۡلاً رسوا کیا ہوا وَقَضٰی رَبُّکَ اور آپ کے رب
نے حکم دیا ہے اَلَّا تَعۡبُدُوۡٓا اِلَّآ اِیَّاہُ یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اسی کی
وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اور والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو اِمَّا یَبۡلُغَنَّ اگر پہنچ
جائیں عِنۡدَکَ تمہارے پاس اَلۡکِبَرَ بڑھاپے کو اَحَدُھُمَآ ان میں سے ایک
اَوۡ کِلٰھُمَا یا دونوں فَلَا تَقُلۡ لَّھُمَآ اُفٍّ پس نہ کہو تم ان کو اُف وَّلَا تَنۡھَرۡ ھُمَا
اور نہ ان کو جھڑک وَقُلۡ لَّھُمَا اور کہو ان دونوں کو قَوۡلاً کَرِیۡمًا بات شریفانہ
وَاخۡفِضۡ لَھُمَا اور پست رکھو ان کیلئے جَنَاحَ الذُّلِّ نرمی کا بازو مِنَ الرَّحۡمَۃِ
شفقت کرتے ہوئے وَقُلۡ اور کہو رَّبِّ اے میرے رب ارۡحَمۡھُمَا ان پر رحمت
نازل فرما کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا جیسا کہ انہوں نے میری تربیت کی ہے بچپن میں
رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ تمہارا رب خوب جانتا ہے بِمَا فِیۡ نُفُوۡسِکُمۡ جو تمہارے دلوں میں
ہے اِنۡ تَکُوۡنُوۡا صٰلِحِیۡنَ اگر ہو گے تم نیکی کرنے والے فَاِنَّہٗ کَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ
غَفُوۡرًا پس بیشک وہ اللہ تعالیٰ ہے رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا وَاٰتِ ذَا
الۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ اور دو قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق وَالۡمِسۡکِیۡنَ اور مسکین کو وَابۡنَ
السَّبِیۡلِ اور مسافر کو وَلَا تُبَذِّرۡ اور مت اڑاؤ مال کو بے جا تَبۡذِیۡرًا بے جا اڑانا اِنَّ
الۡمُبَذِّرِیۡنَ بیشک فضول خرچی کرنے والے کَانُوۡٓا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ہیں

شیطانوں کے بھائی وَكَانَ الشَّيْطٰنُ اور ہے شیطان لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا اپنے رب کا سخت نافرمان۔

پچھلے سبق میں تم نے پڑھا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ جو شخص چاہتا ہے صرف دنیا ہم جلدی کرتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو ہم چاہیں اور جس کیلئے چاہیں۔ نہ ہر ایک کو دیتے ہیں اور نہ اس کی مرضی کے مطابق دیتے ہیں لیکن اس کی آخرت برباد ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے اور وہ اس کیلئے کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن ہے تو اس کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔ باقی رہا معاملہ خوراک، لباس اور صحت وغیرہ کا تو كُلًّا نُّمِدُّ ہر ایک کو ہم دیتے ہیں هٰٓؤُلَآءِ ان کو بھی جو دنیا کے طالب ہیں وَهٰٓؤُلَآءِ اور ان کو بھی جو آخرت کے طالب ہیں۔ بقدر ضرورت رزق سب کو ملے گا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ''کوئی جاندار چیز نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔'' رزق کا دروازہ رب تعالیٰ کسی پر بند نہیں کرتے۔ باقی کسی کو زیادہ دینا یا تھوڑا دینا وہ الگ بات ہے۔ رزق کسی کا وہ بند نہیں کرتا چاہے کوئی اسے گالیاں دے یا جھوٹا کہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت خدا کو گالی دینا ہے :

حدیث قدسی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں يَسُبُّنِيْ ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ ''ابن آدم مجھے گالیاں نکالتا ہے حالانکہ اسے گالیاں نکالنے کا کوئی حق نہیں ہے وَيُكَذِّبُنِيْ ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے اس کا بھی اسے حق نہیں پہنچتا۔ گالیاں کیسے نکالتا ہے؟ يَدْعُوْلِيْ وَلَدًا میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔'' رب تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا رب کو گالی دینا ہے۔ جیسے ہماری ثابت النسب اولاد کے بارے میں کوئی ہمیں کہے یہ تمہاری نہیں ہے یہ ہمارے حق میں گالی ہے

۔اسی طرح رب تعالیٰ کیلئے اولاد ثابت کرنا اس کیلئے گالی ہے۔اور جھٹلاتا کس طرح ہے؟ کہتا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی۔میں کہتا ہوں قیامت ضرور برپا ہو گی تو یہ کہتا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی، یہ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانا ہے۔تو یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتے ہیں اور جھٹلاتے ہیں رزق، خوراک، صحت وغیرہ ان کو بھی دیتا ہے۔فرمایا مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ یہ تیرے رب کا عطیہ ہے سب کیلئے وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا اور نہیں ہے تیرے رب کا عطیہ روکا ہوا۔خوراک، صحت کا عطیہ کسی سے روکا ہوا نہیں ہے چاہے کوئی فرماں بردار ہے یا نافرمان ہے۔ اُنْظُرْ دیکھو اے مخاطب! کَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کیسے ہم نے فضیلت دی ہے ان میں سے بعض کو بعض پر۔کسی کو شکل میں فضیلت دی، کسی کو قد میں، کسی کو مال میں، کسی کو علم میں فضیلت دی، کسی کو کسی چیز میں اور کسی کو کسی چیز میں۔فرمایا یہ دنیا کی فضیلتیں کیا ہیں؟ کچھ بھی نہیں ہیں وَلَلْاٰخِرَةُ اَکْبَرُ دَرَجٰتٍ اور البتہ آخرت بہت بڑی ہے درجات کے لحاظ سے۔یہ کوشش کرو کہ آخرت کے درجوں میں کمی نہ آئے دنیا کا کیا اعتبار ہے؟ اب ہے ایک لمحے کے بعد نہیں ہے، صبح ہے شام کو نہیں ہے، آج ہے کل نہیں ہے، یہ بالکل بے وفا زندگی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے وَّاَکْبَرُ تَفْضِیْلًا اور بہت بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے اور آخرت کیلئے کرنا کیا ہے؟

مشرک ذلیل وخوار ہوگا :

سب سے بڑی چیز فرمایا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود، مشکل کشا، حاجت روا، کوئی فریاد رس، کوئی دستگیر، کوئی قانون بنانے والا، کوئی رزق دینے والا، کوئی اولاد دینے والا، کوئی صحت دینے والا رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔اے مخاطب! اگر تو نے رب تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا

مَخۡذُوۡلاً پس بیٹھا رہے گا مذمت کیا ہوا رسوا کیا ہوا۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہو گے اور ساری کائنات مذمت اور رسوا کرے گی لہذا آج وقت ہے دنیا میں ہی سمجھ جاؤ اور رب تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ کو ذات میں بھی وحدہ لاشریک سمجھو اور صفات میں بھی وحدہ لاشریک سمجھو۔

والدین کے ساتھ حسن وسلوک کا حکم :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَضٰی رَبُّکَ اور حکم دیا ہے آپ کے رب نے اَلَّا تَعۡبُدُوۡٓا اِلَّآ اِیَّاہُ یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اسی رب کی۔ عبادت صرف رب تعالیٰ کی ہے چاہے بدنی ہو یا زبانی ہو یا مالی ہو ہر قسم کی عبادت صرف رب کیلئے ہے۔ رب کا اور کیا حکم ہے؟ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اور والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو۔ ماں باپ مسلمان ہوں تو ان کا حق تو بہت زیادہ ہے اور اگر کافر ہیں تو اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تو ان کی بات نہیں ماننی یعنی اگر وہ کوئی ایسی بات کریں جو اللہ اور رسول اللہ کے خلاف ہو تو نہیں ماننی اور دنیاوی لحاظ سے ان کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھنی۔ سورت لقمان آیت نمبر ۱۵ میں ہے وَاِنۡ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡھُمَا وَصَاحِبۡھُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ''اور اگر وہ تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ تم میرے ساتھ شریک کرو اس چیز کو جس کا تمہیں علم نہیں ہے پس ان کی بات نہ مانو اور رفاقت اختیار کرو ان کیساتھ دستور کے مطابق۔'' کفر شرک پر آمادہ کریں تو ان کی بات نہیں ماننی لَا طَاعَۃَ لِمَخۡلُوۡقٍ فِیۡ مَعۡصِیَۃِ الۡخَالِقِ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں، رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی بات نہیں ماننی۔ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس وہ بڑھاپے کو اَحَدُھُمَآ ان میں سے ایک۔ تم جوان ہو ان میں سے

کوئی ایک بوڑھا ہے مطلب یہ ہے کہ رشتہ بے جوڑ ہوا ہے رشتے کے وقت کسی کی عمر زیادہ تھی۔ دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ مرد زیادہ عمر کا ہوتا ہے اور بیوی کم عمر کی اَوْ کِلٰهُمَا یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ پس نہ کہو تم ان کو اُف۔ بڑھاپے میں عموماً انسان دوسرے کا محتاج ہوتا ہے اٹھنے بیٹھنے میں وضو کرنے میں اور بسا اوقات ان کی کوئی بات اچھی نہیں لگتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمہیں اُف کہنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ اف کا معنیٰ ہے ہوں، ہاں۔ ماں باپ کیسامنے ہوں ہاں کی بھی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان الفاظ میں تلخی ہے۔ اگر ماں باپ بلائیں تو نہایت عاجزی کیساتھ جی کہے، لہجہ ایسا ہو کہ اس میں سختی کی بو بھی نہ ہو۔ اسی آیت کی تفسیر میں رئیس التابعین حضرت سعید ابن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے ایسے انداز سے گفتگو کرے جیسے سخت آقا کے سامنے غلام نرمی سے بات کرتا ہے۔ لیکن اب تم اپنا ماحول بھی دیکھ لو۔ فرمایا وَلَا تَنْهَرْ هُمَا اور نہ ان کو جھڑک۔ بیچارے ان پڑھ تھے ان سے کوئی غلطی ہوگئی ہے، مالی نقصان ہو گیا ہے تو ان کو جھڑکو نہ تاکہ تمہارا دین محفوظ رہے۔ اگر پیسوں کی خاطر جھڑکو گے تو تمہارا دین برباد ہو جائے گا آخرت برباد ہو جائے گی وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا اور کہو ان دونوں کو بات شریفانہ، نرمی کیساتھ بات کرو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ بھی نافرمانی کی قسم میں شامل ہے کہ بیٹا آگے چلے اور باپ پیچھے ہو۔ ہاں! اگر باپ خود بیٹے کو آگے بھیجے تو بات علیحدہ ہے۔ خود بلند جگہ پہ بیٹھے اور باپ پست جگہ پر بیٹھے یہ بھی گستاخی ہے، ماں باپ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا بھی گناہ ہے اور یہی حکم چچے تائے کا ہے۔ جو بھی اپنے سے بڑا ہے اس کا یہی حکم ہے۔ آج ہمارا معاشرہ اتنا گندہ ہو چکا ہے کہ خدا کی پناہ! کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہماری شکلیں انسانوں والی ہیں باطن میں ہم انسانیت سے محروم ہیں۔ مسلمان بننا تو بڑی مشکل بات ہے اللہ

کرے ہم انسان بن جائیں تو یہ بھی ہمارے لئے بڑی بات ہے۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ اور پست رکھوان کیلئے نرمی کا بازو مِنَ الرَّحْمَةِ شفقت کرتے ہوئے۔ تم نے بچوں کو دیکھا ہوگا کہ جب ان کو کوئی کام کہے بیٹا، برخوردار، عزیز! یہ کام کرو۔ اگر انہوں نے کرنا ہوتو کندھا برابر رہتا ہے اور اگر نہ کرنا ہوتو کندھا مارتے ہیں کہ میں نے نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے کندھا پست رکھنا ہے یہ اونچا نہیں کرنا اس حرکت میں بھی گستاخی اور نافرمانی ہے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا اور کہو اے میرے رب ان پر رحمت نازل فرما كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا جیسا کہ انہوں نے میری تربیت کی ہے بچپن میں جب کہ میں چھوٹا تھا انہوں نے مجھے پالا تھا۔ آج اس بات کو کون سمجھتا ہے۔ آج تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے ہم اب ہیں اسی طرح پیدا ہوئے ہیں آج سو میں سے کوئی ایک ہوگا ماں باپ کی قدر کرنیوالا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے خیالات اور وساوس سب رب تعالیٰ کے علم میں ہیں اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ اگر تم نیک ہوگے فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا پس بیشک ہے وہ اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا۔ اَوَّابٌ کہتے ہیں جو رب کی طرف کثرت سے رجوع کرے۔ سوائے پیغمبروں کے انسان معصوم نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کی برکت سے معاف کرتے رہتے ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنا حق بتایا پھر والدین کا اس کے علاوہ اور بھی حقوق ہیں ان کا ذکر ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ اے مخاطب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دے۔ تیرے ذمہ رشتہ داروں کا حق بھی ہے۔ وہ حق مالی بھی ہے اور بدنی بھی ہے اگر وہ مالی طور پر کمزور ہیں تو ان کی مالی مدد کرو اور اگر بدنی طور پر کمزور ہیں تو ان کی امداد کرو مگر آج ہم نے یہ باتیں سمجھی ہی نہیں ہیں وَالْمِسْكِيْنَ اور مسکین کو اس کا حق دو۔ مسکین وہ ہے جو صاحب

نصاب نہیں ہے۔اس کی بھی امداد کرنی ہے مالی بھی اور قولی بھی وَابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافر کو بھی اس کا حق دو اس کی مالی امداد کرو۔اور اے مخاطب! وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اور مت اڑاؤ مال کو بے جا، بے جا اڑانا۔

اسراف اور تبذیر کی تعریف :

ایک ہے اسراف اور ایک ہے تبذیر۔اسراف کہتے ہیں جہاں خرچ کرنا جائز ہو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے۔اور تبذیر کہتے ہیں جہاں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے وہاں خرچ کیا جائے۔یہ شادیوں کے موقع پر ٹھاہ ٹھاہ کرتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، مرچیں لگاتے ہیں یہ تمام شیطانی کام ہیں سب گناہ ہیں۔

مسجدوں میں ضرورت سے زیادہ روشنی بھی گناہ ہے :

فقہاء کرامؒ نے مسئلہ لکھا ہے کہ مسجدوں میں ضرورت سے زیادہ روشنی بھی گناہ ہے۔عام طور پر لوگ شب قدر اور شب برأت کے موقع پر ایسا کرتے ہیں رب تعالیٰ کی طرف سے پکڑ ہوگی اور یاد رکھو! گھروں میں جتنی ضرورت ہے اتنی روشنی کرو اور جو ٹیوبیں، بلب ضرورت سے زائد ہیں ان کو بجھا دو بند کر دو یہ اسراف کی مد میں آئے گا۔شریعت نے نہ اسراف کی اجازت دی ہے اور نہ فضول خرچی کی اجازت دی ہے۔

بے جا خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں :

فرمایا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْآ اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔اپنی طرف سے خرچ کر کے شیطانوں کے بھائی بنتے ہیں کیسے بھائی بنتے ہیں شیطان جن ہے؟ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ [کہف: ۵۰] ''پس نافرمانی کی

اس نے اپنے رب کی۔'' جنات میں بھی اللہ تعالیٰ نے خیر اور شر کی قوت رکھی ہے اپنی مرضی کیساتھ نیکی بدی کرسکتا ہے۔ تو شیطان نے اپنی قوت شر میں خرچ کی اور تم نے بھی رب تعالیٰ کے دیئے ہوئے پیسے بُرے کاموں میں لگادیئے تو شیطان کے بھائی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مال دولت دی تھی اچھے کاموں میں لگانے کیلئے تم نے برے کاموں میں لگادی۔ عموماً مشاہدے میں آیا ہے دیکھنے میں آیا ہے لوگ منگنی شادی کی رسموں میں وہ کچھ کرتے ہیں کہ بندہ حیران رہ جاتا ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ تمہارے ہاں دینی مدارس ہیں جن میں لڑکے بھی پڑھتے ہیں لڑکیاں بھی پڑھتی ہیں ان کی امداد کرو مدرسے کا کوئی کمرہ بنادو مسجد بنادو تو ان کے منہ کا عجیب ماڈل بن جاتا ہے ان پر موت طاری ہو جاتی ہے اور شرارتوں اور جنایتوں میں رقم اڑاتے پھرتے ہیں یہ شیطانوں کے بھائی ہیں وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا اور ہے شیطان اپنے رب کا سخت نافرمان۔ نافرمانی چھوڑ دو اور فرمانبرداری کرو اور وہ کام کرو جو آخرت میں کام آئیں۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ اور اگر آپ اعراض کریں عَنْهُمُ ان سے اِبْتِغَآءَ تلاش کرتے ہوئے رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ اپنے رب کی رحمت تَرْجُوْهَا جس کی آپ امید رکھتے ہیں فَقُلْ لَّهُمْ پس آپ ان سے کہیں قَوْلًا مَّيْسُوْرًا نرم بات وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ اور نہ کریں اپنا ہاتھ مَغْلُوْلَةً باندھا ہوا اِلٰى عُنُقِكَ اپنی گردن کی طرف وَلَا تَبْسُطْهَا اور نہ پھیلا دیں اپنے ہاتھ کو كُلَّ الْبَسْطِ پوری طرح

پھیلا دینا فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا پھر آپ بیٹھ جائیں ملامت کیا ہوا اور تھکا ہارا ہوا اِنَّ رَبَّکَ بیشک آپ کا رب یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَنْ یَّشَآءُ جس کیلئے چاہے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ بیشک وہ ہے اپنے بندوں سے خَبِیْرًا ۢبَصِیْرًا خبردار اور دیکھنے والا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ اور نہ قتل کرو تم اپنی اولاد کو خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ فقر کے خوف سے نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ ہم ان کو رزق دینگے وَاِیَّاکُمْ اور تمہیں بھی دیتے ہیں اِنَّ قَتْلَھُمْ بیشک ان کا قتل کرنا کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا ہے گناہ بہت بڑا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اور نہ قریب جاؤ زنا کے اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً بیشک یہ بے حیائی ہے وَسَآءَ سَبِیْلًا اور برا راستہ ہے وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ اور نہ قتل کرو اس نفس کو حَرَّمَ اللّٰہُ کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کیساتھ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا اور جو شخص قتل کیا گیا مظلوم فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ پس تحقیق ہم نے بنایا اس کے وارثوں کیلئے سُلْطٰنًا غلبہ فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ پس وہ اسراف نہ کریں قتل میں اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا بیشک اس کی مدد کی جائے گی وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے اِلَّا بِالَّتِیْ مگر ایسے طریقے کیساتھ ھِیَ اَحْسَنُ جو بہت ہی اچھا ہو حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ یہانتک کہ وہ پہنچ جائے اپنی قوت اور جوانی کو وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اور پورا کرو عہد کو اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا بیشک وعدے کے متعلق سوال ہوگا وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اور پورا کرو ماپ کو اِذَا کِلْتُمْ جس وقت تم ماپو وَزِنُوْا اور تولو

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ایسے ترازو کیساتھ جو بالکل درست ہو ذٰلِکَ خَیْرٌ یہ بہتر ہے وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا اور اچھا ہے انجام کے اعتبار سے۔

کامیابی آخرت کا انحصار درج ذیل کاموں پر ہے :

جن کاموں سے آخرت بنتی ہے اور آخرت کی کامیابی ان پر موقوف ہے ان کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ان میں سے پہلی بات تو یہ ہے کہ فَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ''پس نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور الٰہ۔''

- ☆ دوسرا حکم تھا کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی۔
- ☆ تیسرا حکم والدین کیساتھ اچھا سلوک۔
- ☆ چوتھا حکم قریبی رشتہ داروں کا حق ادا کرو۔
- ☆ پانچواں حکم مسکینوں اور مسافروں کی مالی امداد کرو۔
- ☆ چھٹا حکم یہ تھا کہ فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

ضرورت مند کو احسن طریقہ سے جواب دو :

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مالی امداد کی امید لے کر آتا ہے لیکن جن کے پاس آتا ہے اس کے حالات سازگار نہیں ہوتے کہ ملازم ہے تو ابھی تنخواہ نہیں ملی، زراعت پیشہ ہے تو ابھی فصل گھر نہیں آئی، تاجر ہے تو وصولی کسی وجہ سے نہیں ہو سکی۔اور بھی بہت سی صورتیں پیش آسکتی ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی مالی معاونت نہیں کر سکتا۔تو اس کا ذکر ہے کہ اگر ان میں سے کوئی تمہارے پاس آئے اے مخاطب! وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ اور اگر آپ ان سے اعراض کریں اِبْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّکَ تلاش کرتے ہوئے اپنے رب کی

رحمت تَرْجُوْهَا جس کی آپ امید رکھتے ہیں کہ مجھے تنخواہ ملے گی ابھی نہیں ملی، فصل میری پکے گی پھر میں کچھ کرسکوں گا، رقم میری پھنسی ہوئی ہے ملے گی تو تمہاری امداد کروں گا۔ یہ وجوہات بیان کروتا کہ وہ محسوس نہ کرے کہ مجھے ٹرخا دیا ہے اور اس کو سمجھ آجائے کہ واقعی بات ٹھیک کہتا ہے کیونکہ اگر تم خالی کہو گے کہ میرے پاس نہیں ہیں میں معذرت خواہ ہوں تو اس کے دل میں رنجش پیدا ہوگی لہذا وجہ بیان کرو کہ اس وجہ سے میں تیری مدد نہیں کرسکتا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلاً مَّيْسُوْرًا پس آپ ان سے کہیں نرم بات۔ نرمی کیساتھ بتلا دو کہ میں تمہاری اس وقت مدد نہیں کرسکتا کہ یہ مجبوری ہے۔ اور یہ حکم بھی سن لیں وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ اور نہ کریں اپنا ہاتھ باندھا ہوا اپنی گردن کی طرف۔ مطلب یہ ہے کہ پیسے ہوتے ہوئے گھر کے افراد پر خرچہ کرنے میں تنگی نہ کرو ہاتھ نہ روکو یہ بھی گناہ ہے۔ جو آدمی عرف کے مطابق مناسب خرچہ گھر کے افراد پر نہیں کرتا بخل سے کام لیتا ہے تو یہ گناہ ہے۔ اور ایسا بھی نہ کرو وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور نہ پھیلا دیں آپ اپنے ہاتھ کو پوری طرح پھیلانا کہ ہاتھ کو کھلا چھوڑ دو کہ جو آیا اڑا دیا، جو آیا اڑا دیا، جو آیا اڑا دیا، کیونکہ تم اگر ایسا کرو گے فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا پس آپ بیٹھ جائیں گے ملامت کیا ہوا تھکا ہارا ہوا۔ آخر انسان ہے اس کو غمی بھی پیش آتی ہے خوشی بھی۔ اگر تم سارا پیسہ اڑا دو گے تو ایسے موقع پر کیا کرو گے پھر یہی رشتہ دار تمہیں ملامت کریں گے کہ تمہارا ہمارے ساتھ برتاؤ اچھا نہیں ہے اور تم تھکے ہارے ہو گے لہذا افراط وتفریط دونوں جائز نہیں ہیں کہ رقم پاس ہو تو بخل سے بھی کام نہیں لینا چاہئے اور سارا اڑا بھی نہیں دینا چاہئے تا کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔

نیوندرہ حرام ہے :

مسئلہ یاد رکھنا! کہ شادی کے موقع پر سلامی اور نیوندرہ (نیوتا) کے طور پر جو امداد کی جاتی ہے یہ بالکل حرام ہے ہاں اس کی ایک صورت جائز ہے کہ واپس لینے کی نیت سے نہ دے اور اگر اس نیت سے دیتا ہے کہ میرے لڑکے لڑکی کی شادی ہوگی تو یہ مجھے اس سے زیادہ دے گا یہ بالکل حرام ہے۔ یہ مسئلہ نہ بھولنا ویسے غریب ساتھی یا غریب رشتہ دار سمجھ کر مدد کرتا ہے اور غریب نہ بھی ہو تو تحفہ دینا جائز ہے۔ عورتیں بھی بیٹھی ہوئی ہیں وہ بھی مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ بیشک آپ کا رب رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے جس کیلئے چاہے۔ رزق کا کشادہ اور تنگ کرنا رب تعالیٰ کا کام ہے اِنَّـهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا بیشک وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار اور دیکھنے والا۔

فقر کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو :

اور حکم سنو! وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ اور نہ قتل کرو تم اپنی اولاد کو خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ فقر کے خوف سے۔ زمانہ جاہلیت میں بیچاری لڑکیوں کو تو زندہ در گور کر دیتے تھے کہ ان کے اخراجات کون برداشت کریگا ان کے رشتے کون کرے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس نے دو لڑکیوں کی نگرانی کی تربیت کی اس کی اپنی ہوں یا غیر کی یہاں تک کہ وہ جوان ہوگئیں تو وہ بچیاں ان کے درمیان اور دوزخ کے درمیان دیوار بن جائیں گی۔ اور جب لڑکے زیادہ ہو جاتے تھے تو ان کو اس لئے قتل کر دیتے تھے کہ ان کو کہاں سے کھلائیں گے؟ بھئی آج سے پچاس سال پہلے مخلوق کم تھی پیداوار کے ذرائع بھی کم تھے لوگ زمین کاشت

کرتے تھے پیداوار کم ہوتی تھی جیسے جیسے مخلوق بڑھتی جارہی ہے اللہ تعالیٰ رزق بھی بڑھاتے جارہے ہیں لہذا تمہیں رزق کا فکر نہیں ہونا چاہیئے۔اور فقر کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ ہم ان کو رزق دینگے وَإِيَّاكُمْ اور تمہیں بھی دیتے ہیں اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا بیشک ان کا قتل کرنا ہے گناہ بہت بڑا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اور نہ قریب جاؤ زنا کے۔زنا کرنا تو درکنار اس کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی ایسے اسباب (ذرائع) اختیار نہ کرو جن کا نتیجہ زنا ہو اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً بیشک یہ بے حیائی ہے وَسَآءَ سَبِيلًا اور برا راستہ ہے۔اس سے بچو گے تو پھر آخرت بنے گی۔آج اخبارات پڑھ کر آدمی حیران ہوتا ہے کہ انسان کہاں چلا گیا ہے کوئی شرم نہیں کوئی حیا نہیں بے حیائی حد سے بڑھ گئی ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس عورت نے غیر کا نطفہ اپنے خاوند کے نسب کیساتھ ملایا اس پر جنت حرام ہے کیونکہ اس سلسلے میں دنیا کے مسائل بھی ہیں اور آخرت کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے دنیا کے مسائل تو یہ کہ اس کا خرچہ کون اٹھائے گا تربیت کون کرے گا؟ وراثت کے مسائل ہیں۔نطفہ کسی کا ہے وارث کسی کا بنے گا اور آخرت کا مسئلہ یہ ہے کہ اس عورت نے حرام کا ارتکاب کیا ہے۔شریعت حرام اور حلال کی بڑی تمیز کرتی ہے اسی لئے عدت کی پابندی ہے کہ طلاق اور وفات کے بعد عورت کوئی حرکت نہ کرے تاکہ نسب میں کوئی گڑبڑ نہ ہو۔نسب کی حفاظت کا شریعت نے بڑا انتظام کیا ہے۔وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ اِلَّا بِالْحَقِّ اور نہ قتل کرو اس نفس کو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کا قتل کرنا مگر حق کیساتھ۔

قتل حق کی تین صورتیں :

قتل حق کی تین صورتیں ہیں۔پہلی صورت یہ ہے کہ العیاذ باللہ کوئی شخص مرتد ہو گیا

اسلام چھوڑ گیا اس کو تین دن تک سمجھایا جائے گا اس کے شکوک وشبہات دور کیے جائیں گے ۔ اگر تین دن تک بھی اس کو سمجھ نہ آئی تو پھر اس کو قتل کر دیا جائے گا ۔ لیکن عزیزو، برخوردارو! مسئلہ یاد رکھنا یہ قتل حکومت کرے گی ہم تم اس کے مجاز نہیں ہیں ۔ چور کی سزا قرآن نے ہاتھ کاٹنا بیان فرمائی ہے مگر ہاتھ حکومت نے کاٹنا ہے ہم تم نے نہیں کاٹنا ۔ اسی طرح زانی غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے ہیں اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے تو یہ سزائیں حکومت نے دینی اور جاری کرنی ہیں ہم اس کے مُجاز نہیں ہیں ۔

قتل حق کی دوسری صورت...... شادی شدہ مرد عورت زنا کا ارتکاب کریں جس کے ثبوت کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ خود اقرار کریں یا شرعاً چار گواہ گواہی دیں تو ان کو قتل کیا جائے گا ۔ یہ قتل کرنا بالحق ہے ۔ اس حکم پر صرف طالبان کے علاقے میں عمل ہو رہا ہے اور خدائی خدائی میں کسی جگہ عمل نہیں ہو رہا ۔

اور قتل حق کی تیسری صورت کسی کو ناحق قتل کرنا ہے تو قاتل کو قصاص میں قتل کرنا بھی قتل حق ہے ۔ اس حکم پر بھی اس وقت صرف طالبان کے علاقے میں عمل ہو رہا ہے اور کسی جگہ پر نہیں ہے ۔

ان تین صورتوں کے علاوہ قتل حق کی اور کوئی صورت نہیں ہے ۔ نہ کوئی مسلمان کو قتل کر سکتا ہے نہ کافر کو ۔ کافر کو کافر کہو کیونکہ اگر تم کافر کو کافر نہیں کہو گے تو تم خود مسلمان نہیں رہو گے ۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ کافر کو کافر کہو اور پھر اس کو کاٹنا شروع کر دو ۔ یہ جو دہشت گردی کی فضا ایران سے نکلی اور اٹھی ہے ۔ سنیوں کو قتل کرنے کی ابتداء ایران نے کی ہے وہ دہشت گردی کا مبدأ ہے ۔ پہلے انہوں نے ابتدا کی پھر یہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔ اس قتل وغارت کی شریعت قائل نہیں ہے ۔ پہلے یہاں سارے ہوتے تھے عیسائی بھی ، پارسی

بھی، یہودی بھی یہ سب کافر ہیں اکٹھے رہتے تھے کوئی ان کے ساتھ لڑتا تھا؟ نہیں!

مگر دہشت گردی کی لہر جب ایران سے اٹھی تو پھر یہ سارا کچھ ہوا۔ شریعت قاعدے کے مطابق قتل کی قائل ہے۔ فرمایا وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا اور جو شخص قتل کیا گیا مظلوم فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا پس تحقیق ہم نے بنایا اس کے وارثوں کیلئے غلبہ۔ وہ اس طرح کہ قانون مقتول کے وارثوں کا ساتھ دے گا اور ظاہر بات ہے کہ جب قانون ساتھ دے گا تو غلبہ ہوگا اور خود بخود سارا مسئلہ حل ہو جائے گا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ پس وہ اسراف نہ کریں قتل میں۔ اسراف یہ ہے کہ قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کر دیا جائے کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی کو قتل کر دیا تو اس کے رشتہ دار جذبات میں آ کر قاتل کو بھی اور اس کے باپ کو بھی اور اس کے بھائیوں کو بھی قتل کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔ گنہگار ایک ہے دوسروں کا کیا گناہ ہے، اس کے باپ کا کیا قصور ہے، اس کے بھائیوں کا کیا قصور ہے، بیٹے کا کیا قصور ہے اور قتل کرنے کے بھی تم مجاز نہیں ہو یہ کام اور ذمہ داری حکومت کی ہے اور شرعی احکامات پر عمل کرنے میں امن ہے۔

ذمیوں کی حفاظت فرض ہے:

جتنا امن قرآن نے بتلایا ہے، اسلام نے بتلایا ہے اور کسی نے نہیں بتلایا۔ اور حدیث پاک میں ہے جو ذمی کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آ رہی ہو گی۔ ذمی ان کافروں کو کہتے ہیں جو مسلمانوں کی حکومت میں رعایا کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ تو اقلیت کی حفاظت جس طرح اسلام نے کی ہے اور کسی مذہب نے نہیں کی مگر افسوس کہ یہ تمام چیزیں کتابوں میں ہیں عمل میں کچھ بھی نہیں ہے۔

تو فرمایا قتل میں اسراف نہ کرو اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا بیشک اس کی مدد کی جائے گی۔ اور کیا کام کرنا ہے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ مگر اس طریقے کیساتھ جو بہت ہی اچھا ہو حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ یہانتک کہ وہ پہنچ جائے قوت اور جوانی کو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ اور معاف کرنا! ہم سارے ہی کھا کرآتے ہیں تیجے میں، ساتے میں، دسویں اور چالیسویں میں۔ کیونکہ مال ابھی تک وارثوں میں شرعی طور پر تقسیم نہیں ہوا ہوتا مشترک کھاتہ ہوتا ہے اور وراثوں میں یتیم بچے بھی ہوتے ہیں جن کی اجازت کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ تو ایسے مال میں سے کھانا بالکل حرام ہے۔ ایک ہے ان رسموں کا بدعات ہونا وہ الگ بات ہے ایک ہے ان رسموں میں یتیم کا مال کھانا، یہ بالکل حرام ہے۔ مگر ہم ان رسموں کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور کیا کرنا ہے؟ فرمایا وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اور پورا کرو عہد کو۔ جو وعدہ تم نے کسی کے ساتھ کیا ہے اس کو پورا کرو اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا بیشک وعدے کے متعلق سوال ہوگا وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ اور پورا کرو ماپ کو جس وقت تم ماپو وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ اور تولو ایسے ترازو کیساتھ جو بالکل درست ہو ذٰلِكَ خَيْرٌ یہ چیزیں جو بتلائی گئی ہیں بہتر ہیں وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا اور ان کا انجام بہت اچھا ہے۔ یہ آخرت کے کام ہیں جن سے آخرت بنتی ہے۔ کچھ کل تم نے پڑھے ہیں اور کچھ آج پڑھے ہیں اور زندگی رہی تو کچھ اگلے حصے میں آئیں گے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾

وَلَا تَقْفُ اور نہ پیچھے پڑو مَا اس چیز کے لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ جس کا تمہیں علم نہیں ہے اِنَّ السَّمْعَ بیشک کان وَالْبَصَرَ اور آنکھ وَالْفُؤَادَ اور دل كُلُّ اُولٰٓئِكَ ان سب چیزوں کے بارے میں كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا سوال کیا جائے گا وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ بیشک تم زمین کو نہیں پھاڑ سکتے وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا اور نہیں پہنچ سکتے پہاڑوں کی بلندی تک كُلُّ ذٰلِكَ یہ سب چیزیں كَانَ

سَیِّئُہٗ ہے ان کی بڑائی عِنْدَ رَبِّکَ مَکْرُوْھًا تیرے رب کے نزدیک بہت
ناپسندیدہ ذٰلِکَ یہ چیزیں مِمَّآ اس میں ہیں اَوْحٰی اِلَیْکَ رَبُّکَ جووحی کی
ہیں آپ کی طرف آپ کے رب نے مِنَ الْحِکْمَةِ دانائی کی باتیں وَلَا تَجْعَلْ
مَعَ اللّٰهِ اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کیساتھ اِلٰھًا اٰخَرَ کسی دوسرے کو معبود فَتُلْقٰی پھر تم
ڈالے جاؤ گے فِیْ جَھَنَّمَ جہنم میں مَلُوْمًا ملامت کیے ہوئے مَدْحُوْرًا دھکیلے
ہوئے اَفَاَصْفٰکُمْ رَبُّکُمْ کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے پروردگار نے بِالْبَنِیْنَ
بیٹوں کیساتھ وَاتَّخَذَ اور اللہ نے بنالیں مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ اِنَاثًا فرشتوں سے
لڑکیاں اِنَّکُمْ بیشک تم لَتَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہو قَوْلًا عَظِیْمًا بات بہت بڑی
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیا فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ اس
قرآن پاک میں لِیَذَّکَّرُوْا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں وَمَا یَزِیْدُھُمْ اور نہیں
زیادہ کیا ان کیلئے اِلَّا نُفُوْرًا مگر نفرت قُلْ آپ کہہ دیں لَّوْ کَانَ مَعَهٗٓ اٰلِھَةٌ اگر
ہوتے اللہ تعالیٰ کیساتھ اور الٰہ کَمَا یَقُوْلُوْنَ جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں
اِذًا لَّابْتَغَوْا اس وقت البتہ وہ ضرور تلاش کرتے اِلٰی ذِی الْعَرْشِ عرش والے کی
طرف سَبِیْلًا راستہ سُبْحٰنَهٗ اس کی ذات پاک ہے وَتَعٰلٰی اور بلند ہے عَمَّا
یَقُوْلُوْنَ ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں عُلُوًّا کَبِیْرًا بہت بڑی بلند ذات۔

وہ چیزیں جن سے آخرت بنتی ہے ان کا ذکر تھا کہ رب تعالیٰ کیساتھ شریک نہ
ٹھہراؤ، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو، قریبی رشتہ داروں کو،
مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو، فضول خرچی نہ کرو، عزیز رشتہ داروں کو کسی وقت دینے

کی توفیق نہ ہو تو تسلی کیساتھ جواب دو۔ پھر فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو بالکل روکو بھی نہ اور زیادہ خرچ بھی نہ کرو اور فقر کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو، وعدہ کرو تو پورا کرو، ماپو تو پورا ماپو اور تو لو تو پورا تو لو۔

بغیر تحقیق کے کوئی بات نہیں کرنی چاہئے :

اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اور نہ پیچھے پڑو اس چیز کے اے مخاطب! جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ جس چیز کی تحقیق نہیں ہے اس کو بیان ہی نہ کرو۔ یہ ایک ایسا اہم اصول ہے کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو گھروں کی برادریوں اور جماعتوں کی اکثر لڑائیاں ہی ختم ہو جائیں۔ بات سنتے ہیں اور اس کو بغیر تحقیق کے پلے باندھ لیتے ہیں تحقیق نہیں کرتے کہ یہ بات ہے بھی یا نہیں، کہی ہے یا نہیں اور اگر کہی ہے تو کس انداز میں کہی ہے۔ کیونکہ بیان کرنے والے نے تو اپنی سمجھ کے مطابق بیان کرنی ہے لہذا جس بات کی تحقیق نہ ہو وہ نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ ''آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے کہ وہ بیان کرے ہر سنی ہوئی بات کو۔'' یعنی وہ بڑا جھوٹا آدمی ہے جو ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرتا ہے۔ بات وہ بیان کرنی چاہئے جس کا ثبوت ہو بغیر ثبوت کے بات نہیں کرنی چاہئے۔ برائی کے اسباب میں آج اخبارات بھی شامل ہیں کہ ہر قسم کی بات شائع کر دیتے ہیں۔ نوجوان طبقہ اس کو اخذ کرتا ہے اور برائیاں شروع کر دیتا ہے۔ اخبارات والے اس کے ذمہ دار ہیں۔ تو فرمایا ایسی چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہیں ہے کیوں؟ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ بیشک کان اور آنکھ اور دل کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ان سب چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اے بندے میں نے تجھے کان دیئے تھے کہاں استعمال کئے، میں نے

تجھے آنکھیں دیں کہاں استعمال کیں، تجھے دل دیا تھا اس دل کیساتھ کیا کچھ غور کیا فکر کیا
ایک ایک چیز کے بارے میں سوال ہوگا وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا اور نہ چلو زمین
میں اکڑ کر اس لئے کہ اے انسان اکڑ کر چلنے سے اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ بیشک تم
زمین کو نہیں پھاڑ سکتے چاہے جتنا زور سے پاؤں زمین پر مارو وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا
اور نہیں پہنچ سکتے پہاڑ کی بلندی تک چاہے گردن کو جتنا مرضی اکڑاؤ۔ ان دو رکوعوں میں اللہ
تعالیٰ نے حقوق اللہ بھی بیان فرمائے ہیں اور حقوق العباد بھی، عقیدہ بھی بیان فرمایا اور
اخلاق اور اعمال بھی بیان فرمائے جن پر عمل کرنے سے آخرت بنتی ہے كُلُّ ذٰلِكَ یہ تمام
چیزیں جو اوپر بیان ہوئی ہیں تکبر وغیرہ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ہے ان کی
برائی تیرے رب کے نزدیک بہت ناپسندیدہ۔ یتیم کا مال کھانا، زنا کرنا، وعدہ خلافی کرنا،
بے پر کی اڑانا، سنی سنائی بات آگے چلا دینا، اکڑ کر چلنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اپنے
عزیزوں کو تنگ کرنا، یہ تمام باتیں رب تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰى
اِلَيْكَ رَبُّكَ یہ چیزیں اس میں ہیں جو وحی کی ہیں آپ کے رب نے آپ کی طرف یعنی
آپ کو وحی کے ذریعے بتلائی ہیں مِنَ الْحِكْمَةِ دانائی کی باتیں ہیں ان پر غور کرو۔ آگے
اللہ تعالیٰ نے اس بات کو دوبارہ پھر دہرایا ہے۔

ردِ شرک :

یہ مضمون یہاں سے شروع ہوا تھا کہ شرک نہ کرنا۔ فرمایا وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دوسرے کو معبود، مشکل کشا، حاجت روا نہ بناؤ۔ اللہ
تعالیٰ کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ کوئی مسجود ہے، نہ کوئی فریادرس ہے نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق
ہے، نہ کوئی کسی سے کوئی چیز لے سکتا ہے اور نہ کوئی کسی کو فوق الاسباب دے سکتا ہے۔ یہ

ساری خوبیاں اور کمالات صرف رب تعالیٰ کے پاس ہیں وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ [آل عمران:۲۶] "اور جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے تیرے ہاتھ میں ہے بھلائی۔" یہ سب کچھ تم آنکھوں کیساتھ دیکھتے ہو اور کانوں کیساتھ سنتے ہو کہ سب کام رب تعالیٰ کرتا ہے۔ اے مخاطب! اگر تم اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ پھر تم ڈالے جاؤ گے جہنم میں مَلُوْمًا ملامت کئے ہوئے مَّدْحُوْرًا دھکیلے ہوئے، لہذا شرک کے قریب نہ جانا۔

آگے بھی شرک کی تردید ہے۔ عرب میں بھی ایسے لوگ موجود تھے اور دوسرے علاقوں میں بھی جو فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے کہ فرشتے رب تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ سورۃ النحل آیت نمبر ۵۷ میں ہے وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ اور بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں اور پہلے تم پڑھ چکے ہو کہ اگر ان میں سے کسی کو یہ خوشخبری سنائی جائے کہ تمہارے ہاں لڑکی ہوئی ہے تو ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ہو جاتا ہے چہرہ اس کا سیاہ اور بڑا پریشان ہو جاتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ اخبارات میں تم پڑھتے ہو گے کئی ایسے بے وقوف لوگ بھی ہیں پاکستان میں رہنے والے کلمہ پڑھنے والے کہ لڑکی پیدا ہوئی تو بیوی کو طلاق دیدی، یکے بعد دیگرے دو تین لڑکیاں ہوئیں تو بیوی کو طلاق دے دی کہ تم لڑکیاں کیوں جنتی ہو؟ بھئی کیا یہ اس کے اختیار میں ہے؟ یہ تو رب تعالیٰ کا کام ہے تم رب تعالیٰ کیساتھ مقابلہ کرتے ہو مگر جہالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ فرمایا اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے پروردگار نے بیٹوں کیساتھ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اور اس اللہ نے بنالیں اپنے لئے فرشتے بیٹیاں۔ تمہیں بیٹے دے اور اپنے لئے بیٹیاں؟ اگر اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد مناسب ہوتی تو سارے بیٹے ہوتے ایک بھی بیٹی نہ ہوتی۔

ردِ عیسائیت پر ایک اہم اور دلچسپ واقعہ :

ہندوستان میں ایک پادری تھا جارجیا کے علاقے کا جو کہ امریکہ کی ایک ریاست ہے۔ فانڈر اس کا نام تھا بتیس (۳۲) زبانیں وہ جانتا تھا۔ اس وقت ہمارے پاکستان میں بتیس زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہ بڑا ذہین اور زبان آور آدمی تھا اور للکارتا پھرتا تھا کہ کوئی اپنے اسلام کو سچا ثابت کرے، قرآن کو سچا ثابت کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا خود محافظ ہے اس نے اس کی سرکوبی کیلئے مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مولانا وزیر خان اور مولانا ابوالمنصور جیسی شخصیات کو کھڑا کیا۔ انہوں نے اس کیساتھ مناظرے کئے اور ہندوستان سے بھگایا۔ ایک دفعہ اس نے شاہی مسجد دھلی کی سیڑھیوں میں کھڑے ہوکر تقریر شروع کی اور کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رب کے بیٹے ہیں اور ہمارے منجی ہیں۔ پاس ہی ایک کالے رنگ کا بھٹیارا کرتا اتارے ہوئے دانے بھون رہا تھا پادری کے سامنے بڑا مجمع تھا جس میں ہندو، مسلمان اور سکھ بھی تھے۔ اس پادری نے جب زور دار آواز میں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اس کو رب کا بیٹا مانو اور ہمارے منجی ہیں اسے تسلیم کرو۔ وہ مومن بھٹیارا ہاتھ میں درانتی پکڑے ہوئے آکھڑا ہوا کہنے لگا پادری صاحب میری بھٹی گرم ہے نقصان نہ ہو جائے مجھے یہ بتلاؤ کہ رب کا ایک بیٹا ہے یا زیادہ ہیں؟ فانڈر نے کہا ایک ہی بیٹا ہے۔ بھٹیارے نے کہا کہ پھر تو تمہارا رب مجھ سے بھی پیچھے رہ گیا میں روٹی کا محتاج ہوں اور میرے چوداں بیٹے ہیں اور رب کا ایک بیٹا ہے۔ پادری سے اس کا جواب نہ بن آیا تو اس نے جا کر پھر بھٹی گرم کر لی اور دانے بھوننے لگ گیا۔

تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا بیشک تم البتہ کہتے ہو بات بہت بڑی اور بہت بری۔ اس سے پہلے قرآن پاک کے

متعلق فرمایا تھا اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ ''بیشک یہ قرآن رہنمائی کرتا ہے اس راستے کی طرف جو بہت درست اور سیدھا ہے۔'' اب رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیا اس قرآن پاک میں مختلف مثالوں کیساتھ اور مختلف انداز کیساتھ۔ کیوں؟ لِیَذَّكَّرُوْا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ کبھی عقلی دلائل کیساتھ بیان کیا کبھی نقلی دلائل کیساتھ، کبھی آسمان کی طرف توجہ دلائی، کبھی زمین کی طرف، کبھی فضا کی طرف اور کبھی فرمایا وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [ذاریات: ۲۱] ''اور تمہارے نفسوں میں نشانیاں کیا تم سوچتے نہیں۔'' تو ہمیں مختلف انداز میں سمجھایا۔

وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا کی تفسیر :

وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا اور نہیں زیادہ کیا ان کیلئے مگر نفرت۔ قرآن پاک تو بڑی عظمت اور برکت والی کتاب ہے اس کیساتھ نفرت کیسے بڑھی اور پھیلی؟ اس بات کا جواب شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ نے بڑے پیارے انداز میں سمجھایا ہے۔ شیخ سعدیؒ بڑے اکابر بزرگوں میں سے تھے۔ ان کی کتابیں ہیں ''گلستان، بوستان، کریما وغیرہ'' جو آج تک درسیات میں شامل ہیں۔ ان میں توحید وسنت، اخلاقیات، زبان بہت کچھ ہے۔ وہ گلستان صفحہ نمبر ۴۹ میں فرماتے ہیں......

؎ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم وخس

''بارش کہ اس کے پاکیزہ ہونے میں اختلاف نہیں ہے۔ باغ میں گل لالہ اُگاتی ہے اور خراب زمین میں کانٹے دار گھاس۔'' بارش سے زرخیز زمین میں اچھی چیزیں پیدا ہوتی

ہیں۔سبزیاں ،اناج ،پھل پھول اور شور زدہ زمین میں نکمی اور بری چیزیں کانٹے دار گھاس وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ بارش تو وہی ہے بارش کا تو کوئی قصور نہیں ہے قصور تو جگہ کا ہے زمین کا ہے۔اسی طرح قرآن پاک تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہے اس کے قطرے تو بالکل صاف ہیں جس کا دل پاک صاف ہے وہاں اچھے اخلاق پیدا ہونگے اور جس کا دل گندگی اور نجاست سے بھرا ہوا ہے اس سے بدبو پھیلے گی سچے دین کیخلاف نفرت بڑھے گی۔ بارش کے قطرے وہی ہیں۔

ایک الٰہ ہونے کی دلیل :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ فرمادیں لَوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ اگر ہوتے اللہ تعالیٰ کیساتھ اور الٰہ كَمَا يَقُوْلُوْنَ جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں اور بہت سارے الٰہ بنائے ہوئے ہیں اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا اس وقت البتہ وہ ضرور تلاش کرتے عرش والے کی طرف راستہ۔دنیا میں متعدد بادشاہ ہوتے ہیں کسی نہ کسی وقت ان کا آپس میں ٹکراؤ بھی ہو جاتا ہے۔یہ آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ دنیا کے بادشاہ آپس میں کبھی نہیں ٹکرائے آپس میں کبھی نہیں لڑے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اور الٰہ ہوتے تو سب مل جل کر عرش والے کے خلاف چڑھائی کرتے مگر رب تعالیٰ کے مقابلے میں کون ہے؟ کوئی بھی نہیں۔تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اگر ہوتے تو عرش والے کے خلاف ایکا کر کے چڑھائی کرتے جیسے اس وقت مسلمانوں کے خلاف ساری کفریہ حکومتیں اندر سے ایک ہو چکی ہیں کیا امریکہ، کیا برطانیہ، کیا فرانس ،کیا جرمنی یہ جتنے خبیث ہیں انہوں نے مسلمانوں کیخلاف ایکا کیا ہے۔ کیونکہ یہ ڈرتے ہیں کہ کہیں اسلام نہ نافذ ہو جائے ان کو پسو پڑے ہوئے ہیں ،کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں کبھی کوئی

شوشہ چھوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان قوم کو سمجھ عطا فرمائے اور یہ حق کو حق سمجھیں اور باطل کو باطل سمجھیں۔ مسلم ممالک میں ان کے آلہ کار افسر موجود ہیں جن کے ذریعے وہ مداخلت کرتے ہیں۔

دین کے متعلق سازشیں :

آج کل اخبارات میں یہ باتیں آرہی ہیں تم پڑھتے ہوگے دینی مدارس پر حکومت کنٹرول کرنا چاہتی ہے کہ اپنا نصاب ان میں داخل کرے اور جہاد کے متعلق مضامین نصاب سے نکال دیں۔ محکمہ تعلیم آزاد کشمیر نے کہا ہے کہ سورت توبہ مشکل ہے بچوں کو سمجھ نہیں آتی اور نہ پڑھانے والوں کو سمجھ آتی ہے لہذا اس کو نصاب سے نکال دیں۔ حالانکہ یہ سورت کوئی مشکل نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ اس میں جہاد کے احکام ہیں بچے پڑھیں گے ان کا ذہن جہادی بنے گا اور کشمیر انڈیا کے ساتھ ملتا ہے کل پرسو ہمارے لئے مشکلات پیدا ہونگی نہ پڑھیں، نہ جہادی ذہن بنے اور نہ ہمارے لئے مشکلات پیدا کریں۔ یہ ہے ذہن ان بے ایمانوں کا۔ ہمارا حکمران طبقہ بھی پکا بے دین ہے ان کے نام اسلامی ہیں اندر سے سارے گنڈا سنگھ ہیں۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور الٰہ ہوتے تو ضرور عرش والے کے خلاف چڑھائی کرتے سُبْحٰنَهٗ اس کی ذات پاک ہے وَتَعٰلٰی اور بلند ہے عَمَّا يَقُوْلُوْنَ ان باتوں سے جو یہ کرتے ہیں کہ رب کے شریک ہیں رب کا بیٹا ہے بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بہت بلند ہے، نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ اسکا کوئی بیٹا ہے نہ رب کی کوئی بیٹی ہے عُلُوًّا كَبِيْرًا بہت بڑی بلند ذات ہے۔ اس کی طرف ان چیزوں کی نسبت کرنی اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے اور اپنی زندگی برباد کرنی ہے رب تعالیٰ کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ ع

تُسَبِّحُ پاکیزگی بیان کرتے ہیں لَهُ اللہ تعالیٰ کیلئے السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ سات آسمان وَالْاَرْضُ اور زمین وَمَنْ اور وہ مخلوق فِيْهِنَّ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اور نہیں ہے کوئی بھی چیز اِلَّا يُسَبِّحُ مگر پاکیزگی بیان کرتی ہے بِحَمْدِهٖ اللہ تعالیٰ کی تعریف کیساتھ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اور لیکن تم نہیں سمجھتے ان کی تسبیح کو اِنَّهٗ كَانَ بیشک وہ ہے حَلِيْمًا غَفُوْرًا تحمل کرنے والا بخشنے والا وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ اور جس وقت آپ پڑھتے ہیں قرآن کو جَعَلْنَا ہم ڈال دیتے ہیں بَيْنَكَ آپ کے درمیان وَبَيْنَ الَّذِيْنَ اور ان لوگوں کے درمیان لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ جو ایمان نہیں لاتے

آخرت پر حِجَابًا پردہ مَّسْتُوْرًا لٹکا ہوا وَّجَعَلْنَا اور کردیتے ہیں ہم عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر اَكِنَّةً پردے اَنْ يَّفْقَهُوْهُ اس بات سے کہ وہ قرآن کو سمجھیں وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور ان کے کانوں میں ڈاٹ لگا دیتے ہیں وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ اور جس وقت آپ یاد کرتے ہیں اپنے رب کو فِي الْقُرْاٰنِ قرآن میں وَحْدَهٗ اکیلے رب کو وَلَّوْا پھرتے ہیں عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ اپنی پشتوں پر نُفُوْرًا نفرت کرتے ہوئے نَحْنُ اَعْلَمُ ہم خوب جانتے ہیں بِمَا جس چیز کو يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ سنتے ہیں وہ جس کی وجہ سے اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ جس وقت وہ کان لگاتے ہیں آپ کی طرف وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اور جس وقت وہ سرگوشیاں کرتے ہیں اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ جس وقت کہتے ہیں وہ ظالم اِنْ تَتَّبِعُوْنَ نہیں پیروی کرتے تم اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو ہوا ہے اُنْظُرْ دیکھو كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ کیسے بیان کرتے ہیں آپ کیلئے مثالیں فَضَلُّوْا پس وہ گمراہ ہوئے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا پس وہ نہیں طاقت رکھتے راستے کی۔

تسبیح کا معنیٰ اور اس کے طریقے :

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ پاکیزگی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی سات آسمان۔ تسبیح کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیبوں اور کمیوں (کوتاہیوں) اور کمزوریوں سے پاک ہے وَالْاَرْضُ اور زمین بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ آسمان اور زمین زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں وَمَنْ فِيْهِنَّ

اور وہ مخلوق جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ بھی تسبیح پڑھتے ہیں۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں جن کا کام ہی تسبیح پڑھنا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آسمانوں پر ہتھیلی کے برابر بھی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ نہ کھڑا ہو اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کی تسبیح نہ پڑھ رہا ہو۔ دن رات، نہ وہ تھکتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں کھانے پینے اور سونے سے وہ مستغنی ہیں، وہ ہر وقت تسبیح میں ہیں۔ اور فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ اور نہیں ہے کوئی چیز مگر پاکیزگی بیان کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی تعریف کیساتھ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اور لیکن تم نہیں سمجھتے ان کی تسبیح کو۔ ایک ایک ذرہ ایک ایک پتا اس کی تسبیح کرتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے مگر تم نہیں سمجھتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح۔ بڑی بات ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ چار کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں ایک سُبْحَانَ اللّٰہِ دوسرا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تیسرا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور چوتھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور تسبیح آہستہ آہستہ پڑھنی چاہیے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم آنحضرت ﷺ کیساتھ سفر میں تھے ہم آہستہ آہستہ ذکر کرتے تھے اور کچھ لوگ اونچی اونچی بھی ذکر کرتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا "اپنی جانوں پر نرمی کرو بیشک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے۔" تو بلند آواز سے ذکر کرنا ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی آدمی اکیلا ہے کسی کی نیند، کسی کے آرام اور کسی کے مطالعہ اور نماز میں خلل پیدا نہیں ہوتا تو بلند آواز سے کر سکتا ہے ورنہ بلند آواز سے ذکر کرنا حرام ہے۔ کئی دیوانے قسم کے لوگ بلند آواز سے ذکر کر کے اپنا شوق پورا کرتے ہیں اور بجائے ثواب کے گناہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی

العظیم. آپ ﷺ نے الفاظ نہیں سنے فرمایا ابوموسیٰ میں تجھے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتلاؤں۔ عرض کی حضرت! ضرور۔ فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم. تو سب مل کر تیسرا کلمہ بن گیا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. یہ کم از کم دن میں دوسو مرتبہ پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس کے پڑھنے کیلئے وضو شرط نہیں ہے بیٹھنا بھی شرط نہیں ہے چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہیں اور عورتیں ان دنوں میں بھی پڑھ سکتی ہیں جن دنوں میں انہوں نے نماز نہیں پڑھنی ہوتی۔ ہماری کوتاہی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ کی تشریح :

اور بخاری شریف کی آخری حدیث ہے کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ” دو کلمے ہیں جو رحمان کو بہت پیارے ہیں زبان پر ہلکے پھلکے ہیں ترازو میں بڑے وزنی ہیں قیامت والے دن جب ترازو پر تولے جائیں گے تو بڑے وزنی ہونگے۔ ایک کلمہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور دوسرا کلمہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ. اور نماز والا درود شریف درود ابراہیمی اگر ایک دفعہ پڑھو گے اور دوسرا درود دس دفعہ پڑھو گے تو پھر بھی درود ابراہیمی کا ثواب زیادہ ہے۔ بعض لوگ اس کے لمبا ہونے سے گھبراتے ہیں مختصر الفاظ والے درود شریف پڑھتے ہیں سب جائز ہیں ناجائز کوئی بھی نہیں ہے لیکن ثواب کا اتنا فرق ہے۔ کیونکہ درود ابراہیمی کا ایک ایک لفظ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ اگرچہ باقی درود بھی اپنی جگہ ثابت ہیں۔ اور کثرت کیساتھ استغفار پڑھا کرو

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْم کی بڑی فضیلت آئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی سلبی اور ایجابی دونوں صفتیں آجاتی ہیں۔

سلبی اور ایجابی صفات کی وضاحت :

سلبی سے مراد وہ صفتیں ہیں جن کی اللہ تعالیٰ سے نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا باپ نہیں ، ماں نہیں ، بیوی نہیں ہے ،اس کا بیٹا بیٹی نہیں ہے ، وہ کھاتا نہیں پیتا نہیں سوتا نہیں ،تو ''نہیں نہیں'' کیساتھ جتنی صفتیں ہیں یہ سلبی ہیں۔ جب کہا سبحان اللہ تو یہ ساری صفتیں اس میں آگئی۔ ویسے الگ الگ آدمی کتنی دیر بیان کرتا رہے گا۔

اور ایجابی سے مراد وہ صفتیں ہیں جو رب تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں کہ اللہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے، اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناضر ہے، خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، بادشاہ بناتا ہے، گدا بناتا ہے، بیمار کرتا ہے، شفا دیتا ہے، یہ ''ہے ہے'' کے ساتھ جتنی صفتیں ہیں کوئی کتنی بیان کرے گا۔ایک دفعہ کہا وَبِحَمْدِهٖ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو یہ ساری اس میں آگئی۔ان کو اپنا ورد بنالو مرد بھی اور عورتیں بھی۔جتنی چیزیں میں نے بیان کی ہیں تیسرا کلمہ، درود شریف، استغفار اور سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

فرمایا اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا بیشک اللہ تعالیٰ تحمل کرنے والا ہے بخشنے والا ہے وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ اور جس وقت آپ پڑھتے ہیں قرآن کو جَعَلْنَا ڈال دیتے ہیں ہم بَیْنَكَ آپ کے درمیان وَبَیْنَ الَّذِیْنَ اور ان لوگوں کے درمیان لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر حِجَابًا پردہ مَّسْتُوْرًا لٹکا ہوا وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اور کر دیتے ہیں ہم ان کے دلوں پر اَكِنَّةً پردہ اَنْ یَّفْقَهُوْهُ اس بات سے کہ وہ اس قرآن کو

سمجھیں وَفِیۡۤ اٰذَانِھِمۡ وَقۡرًا اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ڈال دیتے ہیں قرآن کو نہیں سمجھ سکیں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب :

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ نے ان دلوں پر پردے ڈال دیئے، کانوں میں ڈاٹ چڑھا دیئے تو پھر ان کا کیا قصور ہے؟ لہٰذا بات کو اچھی طرح سمجھنا ہے کیونکہ جب کوئی قرآن پاک کو سطحی طور پر پڑھتا ہے تو اس طرح کے اشکالات اس کے ذہن میں آتے ہیں۔ قرآن آسان بھی ہے اور مشکل بھی ہے۔ اس طرح کے مضمون کی آیات جب کوئی آدمی پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، مہر لگادی اللہ تعالیٰ نے دلوں پر اور کانوں پہ ڈاٹے چڑھا دیئے اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے تو پریشان ہو جاتا ہے کہ پھر اس میں بندے کا کیا دخل اور اختیار ہے۔ یا تو معاذ اللہ تعالیٰ بندہ اللہ تعالیٰ سے طاقتور ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ڈالے ہوئے پردے اتار دے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جبراً اور پیدائش کیساتھ ہی کسی پر پردے نہیں ڈال دیتا بندہ جب خود ان چیزوں کو اختیار کر لیتا ہے اور راضی ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس کیفیت پر پکا کر دیتا ہے۔ چوبیسواں پارہ سورۃ سجدہ نکالو آیت نمبر ۵ ہے وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ ''اور کہا انہوں نے بطور فخر کے ہمارے دل پردوں میں ہیں اس چیز سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو، قرآن پاک سننے کیلئے وَفِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگائے ہوئے ہیں وَمِنۡۢ بَیۡنِنَا وَبَیۡنِکَ حِجَابٌ اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے، ہم نے پردہ لٹکایا ہوا ہے فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ پس آپ اپنا عمل کریں ہم اپنا عمل کر رہے ہیں۔'' جب انہوں نے اس چیز کو اپنے لئے پسند کر لیا کہ ہم

نے حق کو سمجھنا نہیں سننا نہیں اہل حق کو دیکھنا نہیں اور کفر شرک پر ہی جم کر رہنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی [نساء:۱۱۵] ''ہم پھیر دیں گے اس کو اسی طرف جس طرف اس نے رخ کیا۔'' آدمی جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی توفیق دے دیتے ہیں۔ پہلے دن سے اللہ تعالیٰ نے کسی کے دل پر پردہ نہیں ڈالا نہ کان میں ڈاٹ چڑھایا ہے نہ کسی کی آنکھ پر پردہ ڈالا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جب انہوں نے اپنی مرضی سے ان چیزوں کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ویسا ہی کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے کہ جس راستے پر کوئی چلتا ہے اسی راستے پر چلا دیتے ہیں۔ صورہ صف میں ہے فَلَمَّا زَاغُوْآ اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ ''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔'' تو ان کا اپنا جرم اور قصور ہے۔ تو فرمایا ہم نے کر دیئے ان کے دلوں پر پردے کہ قرآن سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ۔ وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ اور جب آپ ذکر کرتے ہیں اپنے رب کا قرآن میں وَحْدَہٗ اکیلے رب کا وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ نُفُوْرًا پھرتے ہیں اپنی پیٹھوں پر نفرت کرتے ہوئے۔ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت سے۔ اور سورۃ صفت میں ہے اِنَّھُمْ کَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ ''بیشک یہ لوگ کہ جب ان کے سامنے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں ہے تو تکبر کرتے ہیں، اچھلتے کودتے ہیں اور کہتے ہیں اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا [ص:۵] ''کیا بنا دیا ہے اس نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود۔'' باقی کوئی الٰہ نہیں، مشکل کشا کوئی نہیں، حاجت روا کوئی نہیں، فریاد رس کوئی نہیں، دستگیر کوئی نہیں، ایک ہی رہ گیا ہے۔ مشرک کیلئے رب کی وحدانیت بڑی مشکل ہے۔ کسی نہ کسی طرح دوسروں کیلئے کونے تلاش کرتا ہے۔ تو فرمایا کہ جب آپ قرآن میں یاد کرتے ہیں اپنے رب کی وحدانیت کو تو

یہ نفرت کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور ان میں سے کچھ سنتے بھی ہیں نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِہٖٓ ہم خوب جانتے ہیں اس چیز کو سنتے ہیں وہ جس کی وجہ سے قرآن کریم کو اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْکَ جس وقت وہ کان لگاتے ہیں آپ کی طرف وَاِذْ ھُمْ نَجْوٰٓی اور جس وقت وہ سرگوشیاں کرتے ہیں جا کر اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ جس وقت کہتے ہیں وہ ظالم اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا نہیں پیروی کرتے تم مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو ہوا ہے۔ پاگل کے پیچھے کیوں چلتے ہو؟ استغفر اللہ تعالیٰ۔ وہ قرآن اس لئے سنتے تھے کہ ہمیں کوئی اعتراض کا نکتہ مل جائے۔ اس لئے نہیں سنتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

چنانچہ سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۴۲ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی مثال بیان فرمائی ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ ''مثال ان لوگوں کی جنہوں نے بنائے اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز ایسے ہی ہے جیسے مکڑی اِتَّخَذَتْ بَیْتًا اس نے بنایا اپنا گھر وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ اور بیشک تمام گھروں میں کمزور گھر البتہ مکڑی کا گھر ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر دوسروں کا جو سہارا تلاش کرتا ہے وہ مکڑی کے جالے میں رہتا ہے۔ یہ رب تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ قادر مطلق کو چھوڑ کر دوسری جگہ پناہ لیتے ہو تو یوں سمجھو کہ مکڑی کے جالے میں رہتے ہو جو نہ سردی سے بچا سکتا ہے اور نہ گرمی سے۔ ذرا تنکا لگنے سے جالا اڑ جاتا ہے۔ اور سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ''جن کو تم پکارتے ہو مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر وہ مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سب اکٹھے ہو جائیں۔'' اسی طرح کی آیات سننے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ خدا کا کلام ہے؟ جس میں کہیں مکھی کا ذکر

ہے اور کہیں مکڑی کا ذکر ہے اور کہیں مچھر کا ذکر ہے۔ تو وہ قرآن اعتراض کرنے کیلئے سنتے تھے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے نہیں سنتے تھے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔ فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ دیکھو کیسے بیان کرتے ہیں آپ کیلئے مثالیں۔ کبھی مسحور، کبھی ساحر، کبھی مجنون، کبھی کاہن، کبھی مفتری، کبھی کذاب کہتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ، کسی ایک بات پر بھی نہیں ٹھہرتے کیونکہ یہ ساری باتیں ہی غلط ہیں۔ فَضَلُّوْا نتیجہ یہ ہوا کہ پس وہ گمراہ ہوئے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا پس وہ نہیں طاقت رکھتے راستے کی کہ حق پر آجائیں جب اتنی ضد ان میں ہے تو رب تعالیٰ بھی جبراً کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ع

وَقَالُوْٓا اور کہا کافروں نے ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں وَّرُفَاتًا اور ریزہ ریزہ ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا بیشک ہم کھڑے کیے جائیں گے خَلْقًا جَدِيْدًا نئی مخلوق بنا کر قُلْ آپ کہہ دیں كُوْنُوْا حِجَارَةً تم ہو جاؤ پتھر اَوْ حَدِيْدًا یا لوہا اَوْ خَلْقًا یا کوئی اور مخلوق مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ جو بڑی نظر آتی ہو تمہارے دلوں میں فَسَيَقُوْلُوْنَ پس بتاکید وہ کہیں گے مَنْ يُّعِيْدُنَا کون ہمیں لوٹائے گا قُلِ آپ کہہ دیں الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ جس نے تمہیں پیدا کیا پہلی دفعہ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ پس بتاکید وہ ہلائیں گے آپ کی طرف رُءُوْسَهُمْ اپنے سروں کو وَيَقُوْلُوْنَ اور کہیں گے مَتٰى هُوَ کہ وہ کب ہے قُلْ آپ کہہ دیں عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ممکن ہے یہ کہ وہ قریب ہو يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ جس دن وہ بلائے گا تمہیں فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ پس تم اللہ کے حکم کو قبول کرو گے اس کی تعریف کرتے ہوئے وَتَظُنُّوْنَ اور تم یقین کرو گے

اِنْ لَّبِثْتُمْ کہ تم نہیں ٹھہرے دنیا میں اِلَّا قَلِیْلاً مگر بہت تھوڑا۔

بنیادی چیز توحید ہے :

قرآن کریم میں جن چیزوں پر زور دیا گیا ہے ان میں سے پہلی چیز توحید ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات میں بھی وحدہ لاشریک ہے اور صفات میں بھی وحدہ لاشریک ہے اور وہ اپنے افعال میں بھی وحدہ لاشریک ہے۔ اور دوسری چیز جس پر زور دیا گیا ہے وہ شرک کا رد ہے۔ عقلی اور نقلی دلائل کیساتھ شرک کی تردید کی گئی ہے۔ ایک مسئلہ رسالت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے ہیں اور چوتھا مسئلہ قیامت کا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ مشرکین مکہ قیامت کے منکر تھے انہوں نے مختلف الفاظ میں قیامت کا انکار کیا ہے کہ قیامت کوئی چیز نہیں ہے اور قرآن پاک نے اس کو ثابت کیا ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ یہ بنیادی مسائل ہیں یہ سمجھ آ جائیں تو باقی فرعی مسائل ہیں ان کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ قرآن پاک کی کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں ان میں سے چھیاسی (۸۶) سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں جن میں انہی مسائل پر زور دیا گیا ہے۔

بعث بعد الموت کا مسئلہ :

قیامت کے متعلق کافروں کے الفاظ یہ ہیں وَقَالُوْٓا اور کہا کافروں نے ءِ اِذَا کُنَّا عِظَامًا کیا جس وقت ہم ہو جائیں گے ہڈیاں وَّرُفَاتًا اور چورا چورا، ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ءِ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا کیا بیشک ہم کھڑے کیے جائیں گے نئی مخلوق بنا کر۔ ہڈیاں گل کر چورا چورا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گی کون دوبارہ زندہ کرے گا۔ عرب کے مشرک مردوں کو جلاتے نہیں تھے نہ یہودی اور عیسائی جلاتے تھے نہ صابی اور مجوسی جلاتے تھے یہ سارے دفن کرتے تھے۔ یہ جلانے کی رسم ہندوؤں کی ہے اور سکھوں کی ہے۔

تفسیروں میں ابوجہل کا نام بھی آتا ہے اور عقبہ بن ابی معیط کا نام بھی آتا ہے، عاص ابن وائل اور امیہ بن خلف کا نام بھی آتا ہے کہ اس کو کسی پرانی قبر سے کھوپڑی مل گئی۔ وہ ایسی بھربھری تھی کہ ہاتھ لگانے سے ریزہ ریزہ ہوتی تھی وہ اس کھوپڑی کو رومال میں ڈال کر آنحضرت ﷺ کے پاس آیا ستانے کیلئے۔ آپ ﷺ کی مجلس میں ہمیشہ تھوڑے بہت آدمی رہتے تھے جن میں اپنے بھی ہوتے تھے اور مسخرے کیلئے آنے والے بھی ہوتے تھے۔ سب نے دیکھا کہ کپڑے میں کوئی چیز لپٹی ہوئی ہے۔ ساتھیوں نے نگرانی کی کہ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ خیر جب اس نے کپڑا ہٹایا تو وہ پرانی سی کھوپڑی نکلی۔ کہنے لگا یا محمد (ﷺ) اس کو ذرا ہاتھ لگاؤ۔ آپ ﷺ نے جس وقت ہاتھ لگایا تو وہ ریزہ ریزہ ہونے لگی کیونکہ پرانی بوسیدہ ہڈی تھی تو ابوجہل ٹھاہ ٹھاہ کر کے ہنسا اور کہنے لگا مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ''کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہونگی۔'' اللہ تعالیٰ نے اس کے چار جواب دیئے جو سورت یٰسین کے آخری رکوع میں مذکور ہیں۔

پہلا جواب...... اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ''کیا نہیں دیکھتا انسان کہ بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا ہے ایک پانی کے قطرے سے پس اچانک وہ جھگڑے والا ہے۔'' کیا جس نے اس کو حقیر قطرے سے پیدا کیا ہے وہ دوبارہ اس کھوپڑی کو بندہ نہیں بنا سکتا۔

دوسرا جواب...... قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ''آپ کہہ دیں زندہ کرے گا ان کو وہ جس نے پیدا کیا ہے ان کو پہلی مرتبہ۔''

تیسرا جواب...... الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا ''وہ پیدا کرے گا جس نے بنائی تمہارے لئے سبز درخت سے آگ۔''

عرب میں تین قسم کے درخت ہوتے تھے۔ ایک کا نام تھا مَرْخ، دوسرے کا نام تھا کَلَخ، اور تیسرے کا نام تھا عَفَار۔ ان کی ٹہنیاں آپس میں رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی تھی۔ یہ لوگ جب سفر پر جاتے تھے تو ان درختوں کی ٹہنیاں کپڑوں میں لپیٹ کر ساتھ لے جاتے تھے جہاں ضرورت پیش آتی تھی ٹہنیاں رگڑ کر آگ نکال لیتے تھے اور استعمال کرتے تھے جیسے آجکل لوگ ماچس کی ڈبی جیب میں رکھتے ہیں۔ تو فرمایا وہ زندہ کرے گا جو سبز درختوں سے آگ کے شعلے نکالتا ہے۔

چوتھا جواب۔۔۔ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ''کیا نہیں ہے وہ ذات جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو اس بات پر قادر کہ پیدا کر دے ان جیسے۔''

تو فرمایا یہ کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم کھڑے کیے جائیں گے نئی مخلوق بنا کر قُلْ آپ ان سے کہہ دیں کُوْنُوْا حِجَارَةً ہو جاؤ تم پتھر اَوْ حَدِیْدًا یا لوہا۔ یہ تو بوسیدہ ہڈی ہے تم پتھر اور لوہا بن جاؤ رب اس میں بھی جان ڈال دے گا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ یا کوئی اور مخلوق جو بڑی نظر آتی ہو تمہارے دلوں میں بڑی سخت اور مشکل نظر آتی ہو پھر بھی تم ضرور کھڑے کیے جاؤ گے۔ پتھر لوہا تو سخت ہونے کے باوجود گھس جاتے ہیں ہیرا ان سے زیادہ سخت ہے وہ گھستا نہیں ہے گھڑیوں کی جو لیں ہیرے کی ہوتی ہیں تو ایسی کوئی سخت چیز بن جاؤ پھر بھی وہ تمہیں کھڑا کرے گا۔ پتھروں کی مختلف خاصیتیں ہوتی ہیں۔ افغانستان میں ایک پہاڑ ہے اس میں لَاجْ وَرْد پتھر پیدا ہوتا ہے اس کی خاصیت ہے کہ اس پر کسی بھی درجے کی زہر ڈالی جائے تو وہ تڑتڑ کر کے بتلا دیتا ہے کہ میرے اوپر زہر رکھا گیا ہے۔ لوگ اس پتھر کے پیالے بناتے ہیں۔ پہلے زمانے میں

وہ پیالے بادشاہ رکھتے تھے۔ گلاس بھی بناتے ہیں، پلیٹیں بھی بناتے ہیں ان میں اگر کوئی زہریلی چیز ڈالی جائے تو وہ تڑ تڑ کرتے ہیں۔ تو بادشاہ لاجَ وَرْد کے برتنوں میں کھاتے پیتے تھے تاکہ کسی دشمن یا خانسامے نے زہر ملایا ہے تو پتہ چل جائے۔ آجکل تو ڈاکٹر ٹیسٹ کرتے ہیں۔ یہ پتھر صرف افغانستان میں ہوتا ہے اور کسی علاقے میں نہیں ہے۔ تو فرمایا تم پتھر بن جاؤ، لوہا بن جاؤ یا اور کوئی سخت چیز بن جاؤ پھر بھی رب تعالیٰ تمہیں دوبارہ کھڑا کرے گا۔ پھر اس سیڑھی سے اتر کر دوسری سیڑھی پر چڑھ گئے **فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا** پس تاکید وہ کہیں گے کون ہمیں لوٹائے گا دوبارہ ہمیں کون انسان بنائے گا **قُلِ** آپ کہہ دیں **الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ** جس نے پیدا کیا ہے تمہیں پہلی مرتبہ۔ جس ذات نے پہلی مرتبہ تمہارے اندر جان ڈالی ہے، زندگی دی ہے وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ جن قوموں میں آخرت کی فکر نہیں ہے وہ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں نیکی بدی کی ان میں کوئی تمیز نہیں ہوتی کیونکہ ان کو انجام کا فکر ہی نہیں ہے۔ اور جس آدمی کو یقین ہو قیامت آئے گی حساب کتاب ہوگا اور اعمال کے نتائج سامنے آنے والے ہیں تو اس سے اولاً تو کوئی گناہ سرزد نہیں ہو سکتا اور اگر ہو بھی جائے تو فوراً پچھتائے گا اور توبہ کرے گا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ** "لذتوں کو توڑنے والی کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔" یعنی موت کو ہر وقت یاد رکھو۔

مردوں کو قبرستان جانے کی اجازت دینے کی وجہ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ **كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ** میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ مشرک قبر پرستی کرتے تھے۔ قبر دیکھی سجدے میں گر گئے، طواف شروع کر دیا جیسے آج کل قبر پرست لوگ کرتے ہیں۔ تو فرمایا میں نے تمہیں پہلے منع

کیا تھا قبرستان جانے سے، بخاری اور مسلم کی روایت ہے، اب تمہیں اجازت دیتا ہوں قبرستان جانے کی (کیونکہ اب ذہن پختہ ہو گئے تھے۔) لیکن کس نظریے کے تحت جانا ہے؟ تاکہ تمہیں قبر دیکھ کر موت یاد آجائے قبر دیکھ کر آخرت یاد آجائے۔ اور یہ اجازت بھی مردوں کیلئے ہے عورتوں کو اجازت نہیں ہے۔ صحاح ستہ کی چھ کتابوں میں سے چار کے اندر یہ روایت موجود ہے ابوداؤد، ترمذی شریف، ابن ماجہ اور نسائی لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَوَّرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا سُرُجَ ''آنحضرت نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کی زیارتوں کیلئے جاتی ہیں اور ان لوگوں پر بھی رب کی لعنت ہے جو قبروں پر چراغ جلاتے ہیں۔'' اندازہ لگاؤ جس کام پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے وہ کام ہم اچھل اچھل کر کرتے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایصال ثواب کیلئے جاتے ہیں تو ایصال ثواب ہر جگہ سے ہو سکتا ہے۔ جہاں کوئی چاہے ثواب پہنچائے۔ قبر پر کھڑے ہو کر کوئی قبر والے کی جھولی اور جیب میں تو نہیں ڈال سکتا۔ رب ہر جگہ موجود ہے اور ہر جگہ سے ثواب رب تعالیٰ نے ہی پہنچانا ہے۔ ایصال ثواب اچھی چیز ہے۔ قرآن پڑھ کر بخشو نفل پڑھ کر بخشو، نفلی روزے رکھ کر بخشو، صدقہ خیرات کر کے بخشو۔ تو خیر آخرت سے بے فکر لوگ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھنے والے انسانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور موت یاد ہو تو آدمی کا مزاج صحیح رہتا ہے۔

موت کے متعلق ایک واقعہ :

ایران کا ایک بادشاہ تھا وہ دن بدن موٹا ہوتا جاتا تھا حکیموں نے بہت علاج کیے پرہیز بتلائے مگر اس کا بدن بڑھتا ہی گیا۔ بعض بلغمی مزاج ہوتے ہیں چاہے تھوڑا ہی کھائیں بدن ان کا پھولتا جاتا ہے اور بعض صفراوی مزاج ہوتے ہیں چاہے زیادہ کھائیں

ان کا بدن نہیں پھولتا۔ تو وہ دن بدن موٹا ہوتا گیا وہاں سے سارے حکیم عاجز آ گئے۔ دور بستی میں کوئی حکیم رہتا تھا اس کی شہرت سنی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو بلاؤ۔ حکیم نے آ کر کہا کہ پہلے میں تمہارا ستارہ دیکھوں گا پھر علاج شروع کروں گا کیونکہ وہ ستارہ پرست تھے تو اس نے بادشاہ کے اطمینان کیلئے کہا کہ میں پہلے ستارے کے ذریعے تمہاری بیماری کی تشخیص کرونگا۔ بادشاہ نے کہا بہت اچھا۔ ایک دو دن کے حساب کے بعد حکیم نے کہا کہ میں نے حساب لگایا ہے کہ تم نے چالیس دن کے بعد مر جانا ہے اگر تم چالیس دن کے بعد نہ مرے تو مجھے سولی پر لٹکا دینا میں نے ستارہ دیکھ لیا ہے تمہاری موت مقدر ہے۔ جوں ہی اس نے موت سنی تو سارے کام شروع کر دیئے کھیل وغیرہ ختم ہو گئے، روٹی کم کر دی، غم میں مبتلا ہو گیا وہ چالیس دنوں میں دبلا پتلا ہو گیا مگر مرا نہیں۔ کہنے لگا حکیم کو بلاؤ وہ کہتا تھا تو چالیس دنوں کے بعد مر جائے گا میں مرا تو نہیں ہوں۔ حکیم آیا اور مسکرا کر کہنے لگا بادشاہ سلامت یہ تو میں نے آپ کا علاج کیا ہے مرنا تو آپ نے اپنے وقت پر ہے۔

آج اگر ہمیں بھی پتہ چل جائے کہ اس سال کے بعد ہم نے مر جانا ہے تو ہم ابھی سے کمزور ہونا شروع ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ موت کا راز اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔

؂ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

اگر اللہ تعالیٰ سب کو علم دے دیتا کہ فلاں نے فلاں وقت فلاں جگہ مرنا ہے تو نظام زندگی معطل ہو جاتا اس لئے اس نے یہ راز اپنے پاس رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ اس نے کب مرنا ہے۔

مشرکوں کی تیسری سیڑھی فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ پس بتاکید وہ ہلائیں

گے آپ کی طرف اپنے سروں کو مسخرہ کرتے ہوئے وَيَقُوْلُوْنَ اور کہیں گے مَتٰى هُوَ وہ کب ہے ہمارا اٹھنا ،ہمیں کون اٹھائے گا اور کب اٹھیں گے۔ جس نے بات نہ ماننی ہو وہ کج بحثی کرتا ہے۔ لیکن کج بحثی سے حق تو نہیں ٹلتا قیامت ضرور آ کر رہے گی قُلْ آپ ان سے کہہ دیں عَسٰى ممکن ہے اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا یہ کہ وہ قریب ہو۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے قیامت سب کے آگے ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ ''جو مرا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔''

مومن اور کافر کی موت کا نقشہ :

موت کے وقت دو فرشتوں کو آگے دیکھے گا اور اٹھارہ فرشتوں کی لائن ان کے پیچھے ہوگی ۔ ملک الموت سامنے ہوگا مرنے والے کو نظر آ رہے ہونگے ۔ حکیم ڈاکٹر ماں باپ، عزیز رشتہ دار جو وہاں ہونگے ان کو نظر نہیں آئیں گے۔ مومن ہے تو اس کو کہیں گے تجھ پر رب کی رحمتیں اور سلامتی ہو یہ تیرا جنت کا نقشہ یہ کوٹھی ہے جہاں تو نے جانا ہے اور خوشخبریاں سنائیں گے بڑی خوشی اور چاہت کیساتھ اس کی جان نکلے گی اور اگر برا ہے تو کہیں گے اے خبیث روح رب تجھ سے ناراض ہے روح بدن سے نکلنے کا نام نہیں لے گی فرشتے کھینچ کر نکالیں گے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ''قسم ہے اُن فرشتوں کی جو غوطہ لگا کر جان کو کھینچنے والے ہیں۔'' مومن کیلئے جنت کی خوشبوؤں والا کفن ہوگا جس میں روح کو رکھ کر لے جائیں گے اور جہنمی کیلئے جہنم کے بدبودار ٹاٹ ہونگے جس میں اس کی روح کو رکھ کر لے جائیں گے۔ تو فرمایا آپ کہہ دیں ممکن ہے قریب ہو يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ جس دن وہ اللہ تعالیٰ بلائے گا تمہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا بگل پھونکنے کا جس جگہ وہ بگل پھونکیں گے مشرق، مغرب، شمال جنوب والے سارے وہاں اکٹھے ہو جائیں گے۔ قبروں سے سارے

ننگ دھڑنگ نکلیں گے پھر ہر ایک کو ان کے اعمال کے مطابق لباس پہنایا جائے گا، کسی کو چار قدم کے بعد کسی کو دس قدم کے بعد۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پہلا نمبر اس لئے ہوگا کہ ان کو جب ظالموں نے آگ کے بھٹے میں ڈالا تھا تو کپڑے اتار کر برہنہ کر کے ڈالا تھا۔ اس کے بدلے میں ان کو اللہ تعالیٰ پہلے لباس دیں گے۔ تو فرمایا جس دن رب تعالیٰ تمہیں بلائیں گے فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ پس تم اللہ کے حکم کو قبول کرو گے اس کی تعریف کرتے ہوئے۔ ہر ایک کی زبان پر ہوگا سبحان اللہ، سبحان اللہ مگر کافر کے سبحان اللہ کہنے کا کوئی اعتبار اور حیثیت نہیں ہوگی کیونکہ وہ دار العمل نہیں ہے دار الجزاء ہے۔ وہاں کی نیکی کا کوئی بدلہ نہیں ہے اس جہان میں جو نیکی کرے گا اس کا بدلہ ملے گا وَتَظُنُّونَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيلًا اور تم یقین کرو گے کہ ہم دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر بہت تھوڑا سا۔ وہ آخرت جو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اس کے مقابلے میں دنیا کے دس بیس، پچاس، سو سال، ہزار سال کچھ بھی نہیں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک تقریباً چودہ سو سال تھی۔ وفات کے وقت کسی نے پوچھا حضرت تم نے بڑا لمبا عرصہ حیات پائی ہے دنیا کو کیسا دیکھا؟ فرمایا یوں سمجھو کہ ایک مکان کے دو دروازے ہیں ایک سے داخل ہوا ہوں دوسرے سے نکل کر جا رہا ہوں۔ لیکن ہم نے یہ سمجھا ہوا ہے کہ ہم نے زندگی کے پٹے لکھوائے ہوئے ہیں۔ ساتھیو! موت کو، آخرت کو، قبر کو کبھی نہ بھولو ہر وقت یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ

هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ کَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾

وَقُلْ اور آپ کہہ دیں لِعِبَادِیْ میرے بندوں کو یَقُوْلُوْا کہ وہ کہیں الَّتِیْ ایسی بات هِیَ اَحْسَنُ جو بہت اچھی ہو اِنَّ الشَّیْطٰنَ بیشک شیطان یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ پھوٹ ڈالتا ہے ان کے درمیان اِنَّ الشَّیْطٰنَ بیشک شیطان کَانَ لِلْاِنْسَانِ ہے انسان کیلئے عَدُوًّا مُّبِیْنًا دشمن کھلا رَبُّکُمْ اَعْلَمُ تمہارا رب خوب جانتا ہے بِکُمْ تم کو اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ یا اگر چاہے تو تم کو سزا دے وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو عَلَیْهِمْ ان پر وَکِیْلًا وکیل بنا کر وَرَبُّکَ اَعْلَمُ اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے بِمَنْ ان کو فِی السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور جو زمین میں

ہیں وَلَقَدْ فَضَّلْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے فضیلت دی بَعْضَ النَّبِیّٖنَ بعض انبیاء کو عَلٰی بَعْضٍ بعض پر وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا اور عطا کی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ آپ کہہ دیں پکارو تم ان کو زَعَمْتُمْ جن کے بارے میں تم خیال کرتے ہو مِّنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے فَلَا یَمْلِكُوْنَ پس وہ نہیں ہیں مالک كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ تکلیف کو دور کرنے کے تم سے وَلَا تَحْوِیْلًا اور نہ کسی اور پر ڈالنے کے اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یہ لوگ ہیں یَدْعُوْنَ جن کو یہ پکارتے ہیں یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ تلاش کرتے ہیں اپنے رب کی طرف الْوَسِیْلَةَ وسیلہ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ کون ان میں سے زیادہ قریب ہو وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ اور امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اور ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ بیشک تیرے رب کا عذاب كَانَ مَحْذُوْرًا ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

مومنوں کیلئے سبق :

کافروں کی کج بحثی تم نے سنی کہ کہتے تھے کہ اس پر جادو ہوا ہے اور کہتے کہ یہ ہڈیاں جب چورا چور ہو جائیں گی تو کیا ہم دوبارہ اٹھائیں جائیں گے۔ تو ان کی ایسی لایعنی باتوں سے مومنوں کو طبعاً صدمہ ہوتا تھا، تکلیف ہوتی تھی، رنج پہنچتا تھا تو ایسے موقع پر آدمی سخت بات بھی کہہ سکتا ہے اور کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو سبق دیا۔ فرمایا وَقُلْ لِّعِبَادِیْ اور اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں میرے بندوں کو یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ وہ کہیں ایسی بات جو بہت اچھی ہو۔ یہ جاہل بے وقوف احمق ہیں جو ایسی نازیبا باتیں کرتے ہیں اگر تم

بھی جواب میں ایسی باتیں شروع کر دو گے تو معاملہ طول پکڑ جائے گا لہذا مومنوں کو اچھی بات کہنی چاہیے۔ اچھی بات کا مطلب یہ ہے کہ ان کے سوالوں کے جواب معقول انداز میں دو، لہجہ پیار محبت والا ہو اور ان کی بات کو رد کرو کیونکہ یہ تمہارا فریضہ ہے۔ لیکن ایسے انداز کو شریعت پسند نہیں کرتی جس سے فتنہ فساد برپا ہو اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ بیشک شیطان پھوٹ ڈالتا ہے ان کے درمیان۔ اختلاف کی باتیں ان میں پیدا کرتا ہے۔ شیطان کہے گا کہ دیکھو جی تمہاری موجودگی میں تمہارے نبی کو مجنون کہا گیا ہے جھوٹا اور مفتری کہا گیا ہے تم بھی ان کو کہو۔ طبعاً یہ باتیں ذہن میں آتی ہیں شیطان اور ابھارے گا اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا بیشک شیطان ہے انسان کا دشمن کھلا۔ شیطان سے کبھی خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے اگر بظاہر کوئی چیز خیر کی نظر بھی آئے گی تو اس میں شیطان کا فائدہ ہوگا۔

شیطان سے کبھی خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے، ایک حکایت :

ایک مشہور کہانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نیک بندہ تھا جو شیطان کی بات نہیں مانتا تھا۔ گرمی کے موسم میں وہ ایک دیوار کے سائے کے نیچے لیٹ گیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلْقَيْلُوْلَةُ مِنْ دَابِ الصّٰلِحِيْنَ ''دوپہر کے وقت تھوڑا سا سونا نیک لوگوں کی عادت ہے۔'' کیونکہ وہ دوپہر کو سوئیں گے تو رات کو تہجد کیلئے آسانی سے اٹھیں گے۔ دوپہر کا سونا گویا رات کے جاگنے کی تمہید ہے۔ تو وہ دیوار کے سائے میں سوئے تھے شیطان نے کہا جلدی سے اٹھ جاؤ دیوار گرنے والی ہے اور ایسا ہی ہوا کہ وہ اٹھ کر ایک دو قدم چلے تو دیوار گر گئی۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو میرے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہو؟ اس نے کہا تمہارا مقصد حاصل ہو گیا ہے کہ تمہاری جان بچ گئی اگلی بات چھوڑ و۔ انہوں نے کہا نہیں

مجھے تم ضرور بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں۔ اس نیک بندے نے پڑھا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ میں نے تو کبھی ابلیس کا ساتھ نہیں دیا تم نے میرے ساتھ ہمدردی کیوں کی ہے۔ ابلیس نے کہا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص دیوار کے نیچے آ کر مر جائے، مکان کے نیچے دب کر مر جائے وہ شہید ہوتا ہے تو میں اپنے دشمن کو شہید ہونے کا موقع کیوں دیتا؟ تو شیطان کی ہمدردی میں بھی دشمنی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بلا وجہ نہیں فرمایا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ تمہارا رب خوب جانتا ہے تمہیں اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے رحمت نازل فرمائے۔ رحمت کے مستحق ہونے کے اس نے طریقے بھی بتلائے ہیں کہ توحید کو تسلیم کرو اس کی عبادت کرو اس کے احکام مانو گے تو رحمت نازل ہوگی۔ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ یا اگر چاہے تو تمہیں سزا دے۔ اس کے پیغمبروں کیساتھ عداوت کرو گے نافرمانی کرو گے تو رب تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو گے۔

اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو تسلی دینا کہ پریشان نہ ہوں آپ ﷺ کے ذمہ پہنچانا ہے ہدایت دینا نہیں:

آنحضرت ﷺ جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دیتے اور لوگ نہ مانتے تو آپ ﷺ کو تکلیف اور بڑا صدمہ ہوتا تھا کوفت ہوتی تھی کہ میں ان کی زبان اور بولی میں بغیر کسی لالچ اور طمع کے ان کی خیر خواہی کرتا ہوں یہ الٹا مجھے دیوانہ اور کذاب کہتے ہیں کبھی جادوگر کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان پر وکیل بنا کر۔ آپ مبلغ ہیں يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ [مائدہ:٦٧] اے

رسول آپ حق کو پہنچا دیں سنا دیں اگر یہ منکر ہو کر جہنم میں جاتے ہیں تو لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ [بقرۃ:۱۱۹] ''آپ سے دوزخیوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا'' کہ یہ جہنم میں کیوں گئے ہیں۔ یہ سوال اس وقت ہو سکتا تھا اگر آپ ﷺ کوتاہی کرتے اور اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تبلیغ میں کوتاہی کرے۔ پیغمبروں نے جانیں دے دیں لیکن تبلیغ میں کوتاہی نہیں کی۔ یا آپ ﷺ سے سوال کی دوسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ آپ ﷺ کو ہدایت دینے کا اختیار ہوتا تو پھر سوال ہوتا کہ آپ ﷺ نے ان کو ہدایت کیوں نہیں دی اور یہ بات بھی صاف ہے کہ ہدایت کا اختیار آپ کو نہیں ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [قصص:۵۶] ''آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' آپ ﷺ کا کام ہے ہدایت پیش کرنا ہدایت دینا آپ ﷺ کے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر دینا آپ ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو اپنے چچا ابو طالب عبد مناف کو کبھی دوزخ میں نہ جانے دیتے۔ اس نے آپ کی پچاس سال خدمت کی ہے اور خدمت بھی ایسی کہ دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی کہ کسی چچا نے بھتیجے کی ایسی خدمت کی ہو۔ مگر دھڑا دھڑا ہوتا ہے اس نے آخر دم تک کفر کا دھڑا نہیں چھوڑا دوزخ میں گیا اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا کہ آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے اس کا دماغ ایسے اُبلے گا جیسے تیز آگ پر ہنڈیاں کا پانی کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ فرمائے۔ تو فرمایا ہم نے آپ کو ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ان کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ ساتوں آسمانوں میں فرشتے ہیں جن کی تعداد رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وَمَا یَعْلَمُ

جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ [سورہ مدثر] ''اور تیرے رب کے لشکروں کو صرف وہی جانتا ہے۔''
ایک ایک انسان اور جن کیساتھ چوبیس چوبیس فرشتے ہیں اور زمین کی مخلوق کو بھی رب ہی
جانتا ہے۔ زمین میں انسان ہیں جنات ہیں کیڑے مکوڑے ہیں نہ معلوم کیا کیا مخلوق ہے
تمام مخلوقات کا علم رب تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ اور البتہ
تحقیق ہم نے فضیلت دی بعض انبیاء کو عَلٰی بَعْضٍ بعض پر۔ ایمان کے سلسلے میں مومن کا
فریضہ ہے کہ سب پیغمبروں پر ایمان لائے اور یہ کہے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ
[بقرۃ:۲۸۵] ''ہم نہیں تفریق کرتے کسی میں اس کے رسولوں میں سے۔'' ہمارا سب پر
ایمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اور اپنے اپنے زمانہ میں ہدایت کا بہترین نمونہ تھے۔
جبکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے بلکہ نبی ماننا تو درکنار معاذ اللہ کہتے تھے
حلال زادہ ہی نہیں ہے، اتنے بے ایمان تھے۔ پھر عیسائی ضد میں آکر کہتے تھے ہم تمہارے
نبی موسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ تو انہوں نے تفریق شروع کی ہوئی تھی۔ عرب کے مشرک
کہتے تھے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ کسی کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کہا
قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ کہو ہم ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ نازل کیا گیا ہے ہماری
طرف اور جو اتارا گیا ہے ابراہیم علیہ السلام پر، اسماعیل علیہ السلام پر، اسحاق علیہ السلام پر،
یعقوب علیہ السلام پر اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو
اور جو دیا گیا دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ''ہم
ان میں سے کسی ایک کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔'' باقی درجے کے لحاظ سے ان میں
فرق ہے جس کا ثبوت تیسرے پارے کی پہلی آیت کریمہ میں تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا
بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ ''یہ سب رسول ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی

ہے۔''تمام پیغمبروں کے امام سردار خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ ہیں۔آپ کی ذات گرامی کے بعد دوسرا نمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے اور تیسرا نمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ہے۔تو فرمایا ہم نے فضیلت دی بعض نبیوں کو بعض پر۔ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا اور عطا کی ہم نے داوٗد علیہ السلام کو زبور۔

خصوصیت کیساتھ زبور کے ذکر کرنے کی وجہ :

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زبور کے ذکر کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں آخری دور کے نبی اور آپ کی امت کی خلافت ارضی کا ذکر ہے وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ''ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ بات لکھ دی کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے۔''اور نیک بندوں کی تشریح میں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لوگ آتے ہیں۔آج بھی زبور،انجیل،تورات کوئی بھی آسمانی کتاب قرآن کریم کے علاوہ صحیح شکل میں موجود نہیں ہے ان میں بڑی تحریفات ہو چکی ہیں۔پھر بھی کچھ چیزیں آج ملتی ہیں جن کا تعلق آخری پیغمبر اور آخری امت کیساتھ ہے۔چنانچہ انجیل داوٗد کا سینتیسواں (۳۷) باب آیت نمبر ۹-۱۰ میں ایسا مضمون موجود ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کا ذکر موجود ہے۔انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو کہا میں جاتا ہوں دنیا کا سردار آئے گا اس کا مجھ میں کچھ نہیں ہے۔یعنی جو خوبیاں اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہیں وہ مجھے حاصل نہیں ہیں۔یہ آیت آج بھی انجیل یوحنا میں موجود ہے لیکن پادری بے ایمان کہتے ہیں کہ اس سے مراد ابلیس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جاتا ہوں ابلیس آئے گا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی عیسائی پادریوں سے گفتگو :

سردیوں کا موسم تھا میں نصرت العلوم سے اسباق پڑھا کر گھر پہنچا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے بچوں کو کہا جا کر دیکھو کون ہے؟ بچہ واپس دوڑتا ہوا آیا کہ کوٹ پتلون والے دو آدمی ہیں۔ میں نے کہا بیٹھک میں بٹھا کر چائے پلاؤ میں آتا ہوں۔ میں گیا ملاقات کی میں نے پوچھا تم کون ہو؟ ایک نے کہا کہ میرا نام پطرس گل ہے اور میں پادری ہوں دوسرے کا نام مجھے یاد نہیں ڈائری کے اندر لکھا ہوا ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگے انارکلی لاہور والے گرجے سے، یہ اسکا انچارج ہے اور میں اس کا معاون ہوں۔ میں حیران ہوا کہ یہ پادری کا میرے ساتھ کوئی جوڑ ہے؟ کوئی مولوی ملنے آتا، کوئی حافظ، قاری، طالب علم آتا تو سمجھ میں آسکتا تھا پادریوں کا میرے ساتھ کیا جوڑ ہے؟ یہ میرے دل میں سوچ تھی میں نے کہا کیسے آئے ہو؟ کہنے لگا ہم نے آپ کی کتاب ''عیسائیت کا پس منظر'' پڑھی ہے اس کے حوالے سے بات کرنے آئے ہیں آپ نے اس میں انجیل یوحنا کا حوالہ دیا ہے اور اس کا مصداق اپنے پیغمبر کو بنایا ہے یہ آپ نے غلط لکھا ہے۔ میں نے کہا دنیا کے سردار سے مراد تمہارے نزدیک کیا ہے؟ کہنے لگے اس سے مراد شیطان ہے۔ میں نے کہا پادری صاحب بڑی عجیب بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابلیس کو دنیا کا سردار کہہ رہے ہیں اور کیا ابلیس پہلے نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہیں کہ میں جا رہا ہوں اور ابلیس صاحب آئیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو جنت سے کس نے نکالا تھا؟ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو دنیا کا سردار کیسے کہا؟ پھر وہ پہلے سے موجود تھا تو اس کے آنے کی خوشخبری دینے کا کیا مطلب ہوا؟ میں نے کہا پادری صاحب کوئی ایسی تاویل کرو جو کم از کم بندے کے ذہن میں آئے یہ تو نکمی اور بودی تاویل

تم نے کی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ انجیل متی میں ہے جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطان کی جوتیاں اٹھانے کے قابل نہیں یا اس کو جوتیاں مارتے ہیں؟ کچھ تو سوچو۔ آج بھی اگر یہ لوگ ضد چھوڑ دیں تو تورات انجیل اور زبور میں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کے متعلق اشارے موجود ہیں مگر ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

تو فرمایا ہم نے فضیلت دی بعض پیغمبروں کو بعض پر اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور دی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی شے کا اختیار نہیں ہے :

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ آپ کہہ دیں پکارو تم ان کو جن کے متعلق تم خیال کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ تفسیروں میں اس آیت کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان وجہ نامی ایک جنگل تھا وہاں جنات بکثرت رہتے تھے اور متبادل راستہ کوئی نہیں تھا۔ یہ لوگ جب جاتے تو وہاں دھائی دیتے کہ ہمیں کچھ نہ کہنا یہ کھجوریں اور مکھن اور ستو ہم رکھ جاتے ہیں کھاؤ پیو اور ہمیں کچھ نہ کہو۔ جنات بڑے خوش ہوئے کہ مفت میں یہ چیزیں ملتی ہیں۔ جنات بھی ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں۔ بعد میں وجہ جنگل کے سارے جنات مسلمان ہو گئے تھے مگر ان لوگوں نے ان کی پوجا پھر بھی نہ چھوڑی۔ تو فرمایا آپ ان کو کہہ دیں پکارو تم انکو جن کے بارے میں تم خیال کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا پس وہ نہیں ہیں مالک تکلیف کو دور کرنے کے تم سے اور نہ کسی اور پر ڈالنے کے کہ تمہارے اوپر سے اتار کر کسی اور پر ڈال دیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی تکلیف کو دور کرنے والا نہیں ہے۔

سورت یونس آیت نمبر ۱۰۷ میں ہے وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ ’’اور اگر اللہ تعالیٰ پہنچائے آپ کو کوئی تکلیف تو اس کے سوا اس تکلیف کو کوئی دور نہیں کر سکتا وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ اور اگر ارادہ کرے آپ کیساتھ بھلائی کا پس کوئی نہیں روک سکتا اس کے فضل کو۔‘‘ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ وہ لوگ جن کو پکارتے ہیں یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ تلاش کرتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ عبادت اور اطاعت کے ذریعے اَیُّھُمْ اَقْرَبُ کون ان میں سے زیادہ قریب ہو۔ وہ خود رب کی عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں اور رب تعالیٰ کے تقرب کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ اور اُمید رکھتے ہیں رب کی رحمت کی وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ اور ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔ ان کی اپنی یہ کیفیت ہے کہ پہلے وہ باغی تھے لیکن اب وہ رب پرست بن گئے ہیں یہ پھر بھی ان کی پوجا نہیں چھوڑتے۔ مدعی سست اور گواہ چست کا مصداق ہیں اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ کَانَ مَحْذُوْرًا بیشک تیرے رب کا عذاب ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کے قابل ہے کسی وقت بھی رب کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر قسم کے عذاب سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اور نہیں ہے کوئی بستی اِلَّا مگر نَحْنُ ہم مُهْلِكُوْهَا ہلاک کر دیں گے اس کو قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن سے پہلے اَوْ مُعَذِّبُوْهَا یا اس کو سزا دینے والے ہیں عَذَابًا شَدِيْدًا بڑی سخت سزا كَانَ ذٰلِكَ ہے یہ بات فِي الْكِتٰبِ لوح محفوظ میں مَسْطُوْرًا لکھی ہوئی وَمَا مَنَعَنَآ اور نہیں روکا ہمیں اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ کہ ہم بھیجیں نشانیاں اِلَّآ اَنْ مگر اس بات نے كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ کہ جھٹلایا ان نشانیوں کو پہلے لوگوں نے وَاٰتَيْنَا اور دی ہم نے ثَمُوْدَ قوم ثمود کو النَّاقَةَ اونٹنی مُبْصِرَةً روشن فَظَلَمُوْا بِهَا پس انہوں نے زیادتی کی اونٹنی کیساتھ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اور ہم نہیں بھیجتے نشانیاں اِلَّا تَخْوِيْفًا مگر ڈرانے کیلئے وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اور جس وقت ہم نے کہا آپ کو اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ بیشک آپ کا رب احاطہ کرنے والا ہے لوگوں کا وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا اور

نہیں بنایا ہم نے وہ دکھاوا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ جو ہم نے آپ کو دکھایا اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ مگر لوگوں کیلئے آزمائش وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ اور درخت جو ملعون ہے فِی الْقُرْاٰنِ قرآن میں وَنُخَوِّفُهُمْ اور ہم ان کو ڈراتے ہیں فَمَا یَزِیْدُهُمْ پس نہیں زیادہ کرتا اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا مگر سرکشی بڑی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اور نہیں ہے کوئی بستی اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا مگر ہم اسکو ہلاک کردیں گے قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن سے پہلے اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًا یا ہم اس کو سزا دیں بڑی سخت سزا۔

اسبابِ ہلاکت :

ہر چیز کا ایک ظاہری سبب ہوتا ہے اور ایک باطنی سبب ہوتا ہے۔ ہلاکت کا ظاہری سبب یہ ہے کہ حکومتوں کی آپس میں لڑائیاں ہونگی اور مہلک ہتھیار استعمال ہوں گے بستیوں کی بستیاں تباہ ہوجائیں گی اجڑ جائیں گی کوئی بستی نہیں رہے گی۔ اور باطنی سبب یہ ہے کہ انسانوں کے گناہ زیادہ ہوجائیں گے یہ گناہوں کا بڑھنا ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ ہر بستی گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہوگی حکومتوں کے آپس میں اختلافات ہونگے۔ آج نہ سہی کل سہی یہ تباہی دنیا میں پھیلے گی۔ قرآن کریم کے اردو تراجم میں پہلے نمبر کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو بیٹے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے۔ شاہ صاحب کے چار بیٹے تھے بڑے بیٹے کا نام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں۔ تفسیر عزیزی، فتاویٰ عزیزیہ مشہور ہیں۔ یہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور قوم انگریز کیخلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ انگریز نے اس زمانے میں ستر ہزار علماء کو سولی پر لٹکایا۔

انگریز کیخلاف جہاد میں علماء دیوبند کی شرکت :

انگریز کے خلاف جہاد میں ہمارے بزرگ بھی شامل تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، مولانا حافظ ضامنؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، ان حضرات نے شاملی کے مقام پر انگریز کیخلاف جنگ لڑی اور حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ ہندوستان میں علمی لحاظ سے، سیاسی لحاظ سے، اخلاقی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے بڑی شخصیت گزری ہے۔ دوسرے بیٹے کا نام شاہ عبدالقادرؒ ہے جنہوں نے قرآن پاک کا اردو میں ترجمہ کیا۔ حضرت نانوتویؒ فرماتے تھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ الہامی ترجمہ ہے اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ فرماتے تھے کہ قرآن اگر ہندوستان میں نازل ہوتا تو شاہ عبدالقادرؒ کی زبان میں نازل ہوتا۔ یعنی صحیح ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ انہوں نے چالیس سال کے عرصہ میں کیا ہے۔ تو قرآن پاک کا سب سے پہلے اردو میں ترجمہ عبدالقادر صاحبؒ نے کیا ہے۔ تیسرے بیٹے شاہ رفیع الدینؒ ہیں ان کا ترجمہ دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ طبع شدہ تراجم ہیں۔ چوتھے بیٹے شاہ عبدالغنیؒ ہیں جنکے بیٹے ہیں شاہ اسماعیل شہیدؒ۔ بالاکوٹ میں سکھوں کیساتھ لڑے اور شہید ہوئے۔ یہ سارا خاندان ہی انقلابی خاندان تھا۔ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں......

''یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آئے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔''

مطلب یہ ہے کہ ہر بستی کے بزرگوں کو یہ سمجھا ہوا ہے کہ وہ اس شہر کا نگران ہے اس نے اس شہر کو پناہ دی ہوئی ہے۔ کہیں عبداللہ شاہؒ اور کہیں دولے شاہؒ ہے، کہیں علی ہجویریؒ

ہیں۔شادیاں کریں گے تو وہاں جا کر سلامیاں دیں گے اور کوئی بھی کام کریں گے تو وہاں جا کر چادریں چڑھائیں گے۔ قیامت سے پہلے رب تعالیٰ ان سب کو تباہ کرے گا اور بتلائے گا کہ رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے بچانے والا۔ان بزرگوں کا تو کوئی گناہ نہیں ہے یہ تو سارے بڑے نیک اور پارسا تھے لوگوں کا قصور ہے جنہوں نے یہ سمجھا ہوا ہے کہ یہ ہمارے پناہ دہندہ ہیں۔ کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا ہے یہ بات لکھی ہوئی لوح محفوظ میں اور جو بات لوح محفوظ میں درج ہو چکی ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔لوگ آنحضرت ﷺ سے فرمائشی معجزے مانگتے تھے۔اسی سورت میں آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کہتے تھے اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کی کوٹھی سونے کی ہونی چاہئے،آپ کیلئے باغ ہونے چاہیے جن میں ہر قسم کے پھل ہوں اگر آپ پیغمبر ہیں تو صفا مروہ کو سونا بنا دیں،یہ پہاڑ یہاں سے دور کر کے ہموار میدان بنا دیں تا کہ ہم کاشت کر سکیں،آپ اڑ کر آسمانوں پر جائیں اور اوپر سے ہمارے سامنے کتاب لائیں پھر ہم مانیں گے۔

نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے :

ان تمام باتوں کا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا "نہیں ہوں میں مگر بشر ہوں رسول ہوں۔" اور جو فرمائشیں تم کر رہے ہو یہ خدائی کام ہیں اور خدائی اختیارات میرے پاس نہیں ہیں۔اور سورۃ انعام آیت نمبر ۵۸ میں ہے قل آپ کہہ دیں لَوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ "اگر ہو میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کرتے ہو تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا تمہارے اور ہمارے درمیان۔" یعنی اگر خدائی اختیارات میرے پاس ہوتے تو جس دن تم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کیا تھا اور میری رسالت کا انکار کیا تھا اور قیامت کا انکار کیا

تھا اسی دن میں تمہارا بیڑا غرق کر دیتا مگر خدائی اختیارات خدا کے پاس ہیں ۔ ہاں ! اگر مخلوق میں سے کسی کو ملتے تو آنحضرت ﷺ سے بڑی شخصیت کوئی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے صاف اعلان کروایا قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا [سورۃ الجن] '' بیشک میں نہیں ہوں مالک تمہارے نقصان اور نہ نفع کا ۔'' اور سورۃ یونس آیت نمبر ۴۹ میں اپنے متعلق فرمایا لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا '' نہیں ہوں میں مالک اپنے لئے نقصان اور نفع کا ۔'' اختیارات سارے رب تعالیٰ کے پاس ہیں وہی ہوتا ہے جو رب کرتا ہے ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے جواب دیا فرمایا وَمَا مَنَعَنَآ اور نہیں روکا ہمیں اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ کہ ہم بھیجیں نشانیاں اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ مگر اس بات نے کہ جھٹلایا ان نشانیوں کو پہلوں نے ۔ فرمائشی معجزے طلب کئے مگر مانا نہیں تو پکڑے گئے کیونکہ فرمائشی معجزہ ملنے کے بعد اگر نہ مانیں تو گرفت میں آجاتے ہیں اس لئے ہم فرمائشی معجزے نہیں ظاہر کر رہے کہ تم عذاب سے بچ جاؤ ۔ چنانچہ آگے اس کے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ اور دی ہم نے ثمود قوم کو اونٹنی مُبْصِرَةً روشن ، سب کو نظر آتی تھی ۔ حجر کے علاقہ میں ثمود قوم آباد تھی ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ۔ ان لوگوں نے چٹانوں میں مکان بنائے تھے تاکہ زلزلے سے گریں نہ ۔ کیونکہ اینٹوں اور گارے کے مکان زلزلے نے گر جاتے تھے ایک ہی چٹان ہوگی اس کا کیا بگڑے گا ۔ ایک چٹان میں پورا محل تیار کرتے اس میں مختلف کمرے بناتے ، یہ بیڈ روم ہے ، یہ مہمان خانہ ہے ، یہ ناچنے کا کمرہ ہے وغیرہ وغیرہ ۔ خدا کی قدرت جس عذاب سے ڈرتے تھے ان پر وہی عذاب آیا ۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۷۸ میں ہے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ '' پس پکڑا ان کو زلزلے نے ۔'' تو اس قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا اگر

آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو جس چٹان پر ہم ہاتھ رکھیں اس سے اونٹنی نکل آئے اور بعض تفسیروں میں بچے کا بھی ذکر ہے کہ اونٹنی کیساتھ بچہ بھی ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا معجزے اور نشانیاں ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کے آگے دعا کر سکتے ہیں درخواست کر سکتے ہیں کہ اے پروردگار! قوم کا یہ مطالبہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ یہ جو کہتے ہیں ہم کر دیں گے چنانچہ دن مقرر ہوا کہ فلاں دن تم آجاؤ جس چٹان پر ہاتھ رکھو گے اللہ تعالیٰ اس سے اونٹنی نکال دیں گے۔ سب لوگ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے ٹولیوں کی شکل میں ایک دوسرے کیساتھ مذاق کرتے ہوئے آئے کہ آج چٹان سے اونٹنی نکلنی ہے۔ ایک چٹان پر انہوں نے ہاتھ رکھا اللہ تعالیٰ کی قدرت چٹان پھٹی اور اونٹنی باہر آگئی۔ فرمایا هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ [سورۃ ہود] ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے اونٹنی ہے۔'' لیکن یقین جانو اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے باوجود ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا۔ کہنے لگے جادو ہوا ہے۔ اب بتاؤ اس ضد کا بھی دنیا میں کوئی علاج ہے۔ فرمایا فَظَلَمُوْا بِهَا پس انہوں نے زیادتی کی اونٹنی کیساتھ کہ اس کی ٹانگیں کاٹ دی۔ اونٹنی چونکہ خرق عادت کے طور پر تھی کنویں پر جاتی تو سارا پانی پی جاتی۔ قوم نے شکایت کی تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا باری مقرر کرلو ایک دن تمہارے جانور پانی پئیں اور ایک دن یہ اونٹنی، لیکن یہ بھی ان کو برداشت نہ ہوا اور اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ اونٹنی نے آواز نکالی بڑبڑائی حضرت صالح علیہ السلام دوڑتے ہوئے آئے اور فرمایا او ظالمو! تم نے بڑا ظلم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں تین دن کی مہلت ہے ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ [ہود: ۶۵] ''یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوگا۔'' تین دن کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراؤنی آواز نکالی اور ساتھ زلزلہ آیا جہاں جہاں تھے وہیں وہیں ان کے کلیجے پھٹ

گئے اور ڈھیر ہو گئے ۔ وہ مکان ان کے آج بھی موجود ہیں مگر وہاں کوئی بستا رہتا نہیں ہے ۔

ہمارے ایک شاگرد مولوی محمد عقیل صاحب نصرۃ العلوم کے فارغ تھے ۔ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے درخواست دی کہ ہم قوم ثمود کا علاقہ دیکھنا چاہتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ بڑا دور علاقہ ہے اور راستے کچے ہیں جب ہم قریب پہنچے تو وہاں کچھ چرواہے بکریاں اونٹ چرا رہے تھے انہوں نے ہمارے سے پوچھا کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم قوم ثمود کی بستیاں دیکھنا چاہتے ہیں ۔ انہوں نے کہا لَا تَذْهَبُوْا هنا ادھر مت جاؤ هنا عذابُ الله وہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا ہے ۔ کہتے ہیں ہم گئے سو کے قریب ہم نے چٹانیں دیکھیں ۔ مکان ہیں ان کے اندر کمرے بنے ہوئے ہیں لیکن وہاں رہنے والا کوئی نہیں ہے ۔

تو فرمایا انہوں نے اونٹنی پر ظلم کیا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں اِلَّا تَخْوِيْفًا مگر ڈرانے کیلئے ۔ جو ڈرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بچالیں گے وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اور جس وقت ہم نے آپ کو کہا اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ آپ کا رب لوگوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے علماً بھی اور قدرتاً بھی ، رب تعالیٰ کے علم اور قدرت سے کوئی باہر نہیں ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ اور نہیں بنایا ہم نے وہ دکھاوا جو ہم نے آپ کو دکھایا مگر آزمائش لوگوں کیلئے ۔ اس سورت کی ابتدا میں سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ کی تفسیر میں تم سن چکے ہو کہ دکھاوے سے مراد معراج کی رات ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلا آسمان ، دوسرا آسمان ، تیسرا اور چوتھا آسمان اور عرش تک جو کچھ دکھایا وہ آزمائش ہے ۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ رب تعالیٰ نے مجھے معراج کرایا ہے ۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے آنکھیں بند کر کے کہا اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ ۔ کافر

کہنے لگے یہ بھلا سادہ آدمی ہے اس کی ہر بات مان لیتا ہے ہمیں منا کر دکھائے۔ قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یہ بتلاؤ کہ مسجد اقصیٰ کے بڑے مینار کتنے ہیں اور چھوٹے کتنے ہیں اور اس میں سنگ بشپ کے ستون کتنے ہیں اور سنگ مرمر کے کتنے ہیں اور عقیق کے کتنے ہیں؟ فلاں جگہ کیسی ہے اور فلاں جگہ کیسی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ میں لَمْ أُثْبِتْهُ ''میں کوئی ان کو گننے تو نہیں گیا تھا۔'' ایک دن سارے شریر اکٹھے ہو کر آئے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے ان کو دیکھا تو گھبرائے کیونکہ وہ شرارت کیلئے آئے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا گھبرائیں نہیں۔ فرمایا فَجَلَّى اللّٰهُ لِيَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ ''اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔'' وہ جو پوچھتے تھے میں بتاتا جاتا تھا مگر مانے پھر نہیں۔

جہنم کے درختوں کا بیان :

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ اور جو درخت ملعون ہے قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ تھوہر کا درخت اور غسلین کا درخت اور ضریع کا درخت، یہ دوزخ میں پیدا ہوتے ہیں۔ کافروں نے کہا کہ عجیب قسم کی منطق ہے۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں درخت پیدا ہوتے ہیں۔ ان کیلئے تو یہ بات بڑی نرالی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مشہور تفسیر مدارک اور دوسری تفسیروں میں بھی ہے کہ ترکی کے علاقے میں ایک جانور ہے جس کا نام سمندل ہے یہ بھیڑ بکری کی طرح ہوتا ہے اس کی اون کے لوگ کپڑے بناتے ہیں وہ کپڑے جب میلے ہوتے ہیں تو ان کو آگ میں ڈالتے ہیں جس سے میل جل جاتی ہے کپڑا نہیں جلتا۔ صراح لغت کی کتاب

ہے اس میں تصریح ہے کہ ہندوستان میں ایک جانور ہے جس کا نام سمندل ہے وہ آگ میں ایسے خوش ہوتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جنہوں نے مغربی پاکستان کا جھنڈا لہرایا تھا اور مشرقی پاکستان کا جھنڈا مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے لہرایا تھا اور قرار داد مقاصد ان کی کوشش سے پاس ہوئی تھی مگر ترپن (۵۳) سال گذر چکے ہیں اس پر عمل کچھ بھی نہیں ہوا۔ اگر اس پر عمل ہو جاتا تو مشرقی پاکستان ہم سے جدا نہ ہوتا اور یہاں بے دینی نہ ہوتی لیکن افسوس کہ اس پر کسی حاکم نے عمل نہیں کیا جو آتا ہے ایک سے ایک بڑھ کر آتا ہے۔ تمام امریکہ کے بیٹے ہیں سارے باپ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ سہارن پور کمپنی باغ میں ایک درخت ہے جس کی پرورش آگ سے ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑا باغ ہے اس میں جمعیت علماء ہند کا جلسہ تھا حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی صدارت تھی ہم اس جلسے میں شریک تھے لیکن وہ درخت آنکھوں سے نہیں دیکھ سکے۔ بہر حال دنیا میں اس کی نظیریں موجود ہیں اور آخرت کا تو مسئلہ ہی جدا ہے وہ ہمیں یہاں کیا سمجھ آئے گی۔ اس میں سانپ بھی ہونگے جو دوزخیوں کو ڈنگ ماریں گے۔ درد ساری زندگی نہیں جائے گا اور خچر کے برابر بچھو ہونگے ایک دفعہ ڈسیں گے ساری زندگی اس کی جلن ختم نہیں ہوگی لیکن یہ چیزیں ہمیں یہاں سمجھ نہیں آسکتیں کہ آگ بھی ہو، سانپ اور بچھو بھی ہوں اور درخت بھی ہوں مگر سب کچھ صحیح ہے، قرآن میں ہے، حدیث میں ہے۔ فرمایا وَنُخَوِّفُهُمْ اور ہم ان کو ڈراتے ہیں نشانیوں کے ذریعے فَمَا يَزِيدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا پس یہ قرآن نہیں زیادہ کرتا ان کیلئے مگر سرکشی بڑی۔

❁ ❁ ❁

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾

وَ اِذْ قُلْنَا اور جس وقت کہا ہم نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں کو اُسْجُدُوْا سجدہ کرو لِاٰدَمَ آدم علیہ السلام کو فَسَجَدُوْٓا پس سجدہ کیا انہوں نے اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے قَالَ ابلیس نے کہا ءَ اَسْجُدُ کیا میں سجدہ کروں لِمَنْ اس کو خَلَقْتَ طِيْنًا جس کو تو نے پیدا کیا ہے گارے سے قَالَ کہا ابلیس نے اَرَءَيْتَكَ آپ بتلائیں مجھے هٰذَا الَّذِيْ یہ وہ ہے كَرَّمْتَ عَلَيَّ جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اگر تو مجھے مہلت دے گا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ البتہ ضرور میں قابو کروں گا اس کی اولاد کو اِلَّا قَلِيْلًا مگر بہت تھوڑے قَالَ فرمایا رب تعالیٰ نے اِذْهَبْ جاؤ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ پس جو پیروی کرے گا ان میں سے تیری فَاِنَّ جَهَنَّمَ پس بیشک جہنم جَزَآؤُكُمْ تمہارا

بدلہ ہوگا جَزَآءً مَّوْفُوْرًا بدلہ پورا وَاسْتَفْزِزْ اور ملالو تم مَنِ اسْتَطَعْتَ جس پر تم
طاقت رکھتے ہو مِنْهُمْ ان میں سے بِصَوْتِكَ اپنی آواز کیساتھ وَاَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ اور کھینچ لاؤ ان پر بِخَيْلِكَ اپنے سوار وَرَجِلِكَ اور پیدل
وَشَارِكْهُمْ اور شریک ہو ان کیساتھ فِي الْاَمْوَالِ مالوں میں وَالْاَوْلَادِ اور
اولاد میں وَعِدْهُمْ اور ان کو وعدے دو وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اور نہیں وعدہ دیتا
شیطان ان کو اِلَّا غُرُوْرًا مگر دھوکے کا اِنَّ عِبَادِيْ بیشک میرے بندے لَيْسَ
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ نہیں ہوگا تیرے لئے ان پر کوئی زور وَكَفٰى بِرَبِّكَ
وَكِيْلًا اور کافی ہے آپ کا رب کارساز۔

سارے کافر شیطان کے چیلے ہیں :

مسلسل کئی رکوعوں سے یہ مضمون چلا آ رہا ہے کہ کافر دلائل سن کر اور دیکھ کر ایمان نہیں لائے اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو نہیں چھوڑا۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سب شیطان کے چیلے ہیں اور شیطان رب تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ ارشاد ربانی ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور جس وقت کہا ہم نے فرشتوں کو۔ مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خُلِقَتِ الْمَلٰئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ "فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں" اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا ہے اور انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔ تو فرشتے ایک نورانی مخلوق ہیں مگر نور سے وہ نور نہ سمجھنا جو رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام نور بھی ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس نور سے کوئی چیز نہیں نکلی اور ایک نور مخلوق ہے جس طرح آگ مخلوق ہے، پانی مخلوق

ہے، مٹی مخلوق ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مخلوق نور سے پیدا فرمایا ہے۔ فرشتے جنسی خواہشات سے پاک ہیں۔ نہ مرد، نہ عورت، نہ بیٹا، نہ بیٹی کوئی چیز نہیں ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مشغول رہتے ہیں وہ چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔

انسان کا درجہ فرشتوں سے زیادہ کیوں؟

لیکن انسان کا درجہ عبادت میں ان سے چار گنا زیادہ ہے۔ اس لئے کہ فرشتوں کی عبادت کرنے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے نہ ان کیساتھ جنسی خواہشات ہیں نہ ان کے پیٹ ہیں کہ روٹی کی فکر ہو اور نہ ان پر نیند کا غلبہ ہے یہ ساری چیزیں انسان کیساتھ ہیں۔ یہ ان تمام چیزوں پر قابو پا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، کھانے میں حلال حرام کی تمیز کرے، مشکلات کے باوجود نیند پر قابو پا کر رب کو یاد کرے تو اس کا درجہ چار گنا زیادہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ دنیا میں جو مومنوں کی بیویاں ہیں جنت میں ان کا درجہ حوروں سے زیادہ ہوگا وہ حوریں ان سے گفتگو کریں گی کہ ہم زعفران سے پیدا ہوئی ہیں کافور سے پیدا ہوئی ہیں کوئی عنبر اور کستوری سے پیدا ہوئی ہوگی حوروں کا مادہ خاکی نہیں ہے اور تم خاکی ہو کر درجے میں ہم سے بڑھ گئی ہو؟ یہ دنیا والی بیویاں جواب دیں گی، یہ اس لئے کہ ہم نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، تکالیف اٹھائیں، بچوں کی تربیت کی، تم نے جنت میں کوئی تکلیف اٹھائی ہے؟ ہم نے یہ ساری تکالیف برداشت کر کے اپنے دین کو قائم رکھا اس لئے ہمارا درجہ زیادہ ہے۔ اسی طرح انسان کا درجہ فرشتوں سے زیادہ ہے مگر ہر ہر فرد کا نہیں کہ ہر انسان کا درجہ ہر فرشتے سے زیادہ ہو بلکہ مجموعی اعتبار سے ہے۔ چونکہ انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے ہیں ان کی وجہ سے ان کا پلہ بھاری ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں جس وقت ہم نے کہا فرشتوں سے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو۔ سجدے سے مراد یہی سجدہ ہے جو ہم نماز میں کرتے ہیں اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔

ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی ناجائز ہے :

پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز ہوتا تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں ہے۔ قیس ابن اسعد بڑے اونچے درجے کے صحابی ہیں آپ کے زمانے میں جو مختصر سی پولیس تھی اس کے یہ افسر تھے یوں سمجھو کہ اس زمانے میں یہ آئی۔ جی پولیس تھے۔ یہ عراق کے علاقے میں گئے وہاں دیکھا کہ لوگ اپنے سرداروں کو، چودھریوں کو، راجوں کو سجدہ تعظیمی کرتے ہیں۔ آکر کہنے لگے حضرت! میں نے دیکھا ہے کہ عراق کے علاقے میں لوگ اپنے بڑوں کو سجدے کرتے ہیں فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ یُّسْجَدَ لَکَ "آپ زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر میری وفات ہو جائے اور قبر میں دفن کر دیا جاؤں اور تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو قبر کو سجدہ کرو گے؟ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا جیسے قبر کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح زندگی میں بھی سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ دونوں مسئلے حل کر دیئے کہ نہ قبر کو سجدہ کرنا درست ہے اور نہ زندہ کو۔ فرمایا میری شریعت میں اگر کسی کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اس کے بڑے حقوق ہیں۔ تو فرمایا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ فَسَجَدُوْآ پس سجدہ کیا انہوں نے اور سورت حجر آیت نمبر ۳۰ میں ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ تمام فرشتوں نے اکٹھا سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِیْسَ مگر ابلیس نے نہیں کیا۔ ظاہراً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سجدے کا حکم تو فرشتوں کو تھا ابلیس تو فرشتہ نہیں تھا؟ اسی پارے میں آگے آئے گا انشاء اللہ

تعالیٰ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ''ابلیس جنات میں سے تھا پس نافرمانی کی اس نے اپنے پروردگار کی۔'' یہ جنات کا بابا تو ناری مخلوق میں سے تھا اور سجدے کا حکم نوری مخلوق کا تھا پھر اس پر عتاب کیوں ہوا؟ تو یاد رکھنا! جس طرح فرشتوں کو سجدے کا حکم تھا اس کو بھی حکم تھا۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۲ میں ہے مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ''کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔'' یہ آیت بتلا رہی ہے کہ جس طرح فرشتوں کو حکم تھا اسی طرح ابلیس کو بھی حکم تھا اس نے نہ کیا۔ آگے ابلیسی منطق سنو قَالَ کہنے لگا ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا کیا میں سجدہ کروں اس کو جس کو تو نے پیدا کیا ہے گارے سے اور سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۲ میں ہے کہنے لگا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ''میں اس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے، آگ میں روشنی اور بلندی ہوتی ہے، اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔'' میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کروں؟ پھر آگے رب کے آگے طعنے پیش کرتا ہے۔ قَالَ کہا ابلیس نے اَرَءَیْتَکَ آپ بتلائیں مجھے هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ یہ وہ ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ یہ رب تعالیٰ کیساتھ گفتگو ہو رہی ہے۔ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اگر تو مجھے مہلت دے گا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن تک لَاَحْتَنِکَنَّ البتہ ضرور میں قابو کروں گا ذُرِّیَّتَهٗ اس کی اولاد کو اِلَّا قَلِیْلًا مگر بہت تھوڑے۔

اکثریت ہمیشہ گمراہوں کی رہی ہے۔ اس وقت دنیا کی آبادی چھ ارب بتلاتے ہیں ان میں ایک ارب اور کچھ اوپر کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں پھر ان مسلمانوں میں باطل فرقے بھی ہیں رافضی، قادیانی، ذکری، بابی، بہائی، تو مخلص کلمہ پڑھنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ جس ایمان کو قرآن نے ایمان کہا ہے، آنحضرت ﷺ نے ایمان کہا ہے،

صحابہ کرام ؓ تابعین اور تبع تابعین نے ایمان کہا ہے، ائمہ مجتہدین نے، فقہاء کرام اور محدثین بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایمان کہا ہے اس معیار پر پورا اترنے والے تو بہت تھوڑے مومن ہیں۔ قَالَ فرمایا رب تعالیٰ نے اِذْهَبْ جاؤ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ پس جس نے پیروی کی تیری ان میں سے فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا پس بیشک جہنم تمہارا بدلہ ہوگا پورا پورا بدلہ۔ تمہارے لئے دوزخ ہے۔

شیطان ناری کو نار میں کیسے عذاب ہوگا :

ملحد قسم کے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جہنم نار ہے اور ابلیس بھی ناری ہے تو آگ کو آگ میں کیا تکلیف ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علماء کرام کو وہ فرماتے ہیں کہ شیطان دنیا کی آگ سے پیدا ہوا ہے اور جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ اور بخاری، مسلم کی حدیث میں ہے کہ دوزخ کے بعض طبقات نے دوسرے بعض طبقات کا شکوہ کیا کہ اے پروردگار! مجھے اس سے تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طبقے کو اجازت دی کہ ایک سانس لے لو۔ یہ جو گرمی ہے یہ دوزخ کا سانس ہے اور ایک طبقہ زمہریر کا ہے سردی کا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جو تم سخت سردی محسوس کرتے ہو یہ جہنم کے اس طبقے کا ایک سانس ہے۔ تو جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا زیادہ تیز ہے اس میں جائے گا تو تکلیف ہوگی۔ اس آگ میں کسی کو مارنا مقصود ہو تو ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى [سورہ اعلیٰ] ''وہاں نہ مرے گا نہ جئے گا۔'' اگر مر جائے تو سزا کون بھگتے اور عذاب کی زندگی کوئی زندگی نہیں ہے۔ کافر خود آرزو کریں گے يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ''کاش کہ یہ موت مجھے ختم ہی کر دیتی۔'' [سورہ الحاقہ] اور سب جل کر جہنم کے انچارج فرشتے مالک کو کہیں گے يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ''اے مالک

علیہ السلام چاہئے کہ فیصلہ کر دے ہم پر تیرا پروردگار۔'' ہمیں مار ہی دے لیکن موت بھی نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ اور ملالو تم جس پر تم طاقت رکھتے ہو مِنۡهُمۡ ان انسانوں میں سے بِصَوۡتِكَ اپنی آواز کیساتھ۔ یہ گانوں کی جو آوازیں ہیں یہ تمام اس مد میں آتی ہیں۔

جو شخص گانے سن کر خوش ہو وہ کافر ہے :

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات شریف سات جلدوں میں ہیں۔ ان میں ان کا فتویٰ ہے کہ جو شخص گانے سن کر خوش ہو وہ کافر ہے مسلمان نہیں رہتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گانے کو پسند کرے خوشی منائے اور لذت محسوس کرے تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔ آج تو ہمارے سب گھرانے اس سے بھرے ہوئے ہیں۔ ایک ساتھی مجھے بتا رہے تھے کہ اب ایک تار آگئی ہے معلوم نہیں اس کو کیا کہتے ہیں کیبل سسٹم یا کچھ اور بلا ہے۔ مسلمان دن بدن ابتری کی طرف جا رہے ہیں۔ آج تم عہد کرو کہ اگر ہم طاقتور ہوئے تو نہیں لگانے دیں گے۔ آدمی کھڑا ہو جائے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ دھکے کیساتھ تو کوئی کچھ نہیں کرا سکتا۔ آدھے شیطان تو ہم ہیں ہم نے خود خود چن چن کر خرابیاں کرنی ہیں۔ یاد رکھنا تم تو الحمد للہ! کچھ نمازیں بھی پڑھتے ہو روزے بھی رکھتے ہو نئی نسل کی فکر کرو اگر یہی حالت رہی تو آنے والی نسل کلمے سے بھی محروم ہو جائے گی اور ذمہ دار تم ہو گے کیونکہ تم نے اس قسم کے حالات پیدا کیے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے قیامت کے قریب کچھ لوگ رات کو اکٹھے ہو کر گانے سنیں گے صبح کو اللہ تعالیٰ ان میں سے جو بوڑھے ہونگے ان کو خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیں گے اور جوانوں کو بندروں کی شکل میں۔ پوچھا گیا حضرت! وہ کلمہ نہیں پڑھتے ہونگے؟ مسند احمد کی روایت ہے کہ کلمہ کہتے ہو یُصَلُّوۡنَ وَیَصُوۡمُوۡنَ

وَيَحُجُّوْنَ نمازیں بھی پڑھتے ہونگے، روزے بھی رکھتے ہونگے، حاجی بھی ہونگے۔ نری نمازوں پر خوش نہ ہو۔ نمازوں کی حفاظت بھی کرو کہ برائی سے بچو اور اپنی اولاد کے کلمے کی فکر کرو اگر یہی حالات رہے تو وہ کلمے سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ اور کھینچ لاؤ ان پر اپنے سوار اپنے لشکروں کیساتھ، ان پر حملہ آور ہو وَرَجِلِكَ اور پیدل لشکروں کیساتھ۔ قرآن پاک کے نزول کے وقت سوار لشکر ہوتا تھا یا پیدل ہوتا تھا فضائی نہیں ہوتا تھا۔ فرمایا تم اپنے سوار لشکر بھی تیار کرلو اور پیدل بھی جتنا کر سکتے ہو کرلو وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اور شریک ہو ان کیساتھ مالوں میں اور اولاد میں۔ آج حلال حرام کی تمیز کرنے والے لوگ بہت کم ہیں اکثریت کا حال یہ ہے کہ دیکھتے ہیں کہ زیادہ کمائی کہاں سے آتی ہے۔ حلال حرام کی کوئی تمیز نہیں ہے جائز ناجائز کی کوئی پرواہ نہیں کرتے یہ سب شیطانی اثرات ہیں وَعِدْهُمْ اور ان کیساتھ وعدے کرتے رہو وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اور نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر دھوکے کا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ہی فرمادیا تھا اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ بیشک میرے بندوں پر نہیں ہوگا تیرے لئے کوئی زور کوئی تسلط نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے جو خاص بندے ہیں وہ شیطان کے چیلے نہیں بنتے، وہ پہلے بھی تھے اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے گو تھوڑے ہی سہی۔ وہ شیطانی کاروائیوں سے گریز کریں گے اور شیطان کی اطاعت نہیں کریں گے۔ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا اور کافی ہے آپ کا رب کارساز۔ اب غریبوں کا کام رب خود کرتا ہے کرتا رہے گا تھوڑا کھائیں گے مگر حلال کا کھائیں گے آخرت برباد نہیں ہوگی۔ آج اکثریت زیادہ کی فکر میں ہے۔ کہتے ہیں صبح اٹھتے ہی امیر بنے ہوئے ہوں۔ یہ منشیات وغیرہ سب برے کام ہیں۔ بھئی زیادہ اکٹھا کرکے کتنا عرصہ کھالو گے؟ یہ چند دن

کھا کے ہمیشہ کی زندگی برباد کرلو گے۔ آخرت کو نہ بھولو، قبر کو نہ بھولو، حلال حرام کی تمیز کرو، شیطان کے چیلے نہ بنو رحمٰن کی اطاعت کرو۔

❁❁❁

رَبُّكُمُ الَّذِىْ يُزْجِىْ لَكُمُ الْفُلْكَ
فِى الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا
مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ
اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ
بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ
وَكِيْلًا ۙ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ
عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا
لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ
وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ
خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع

رَبُّكُمْ تمہارا پروردگار اَلَّذِیْ وہ ہے یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ جو چلاتا ہے تمہارے لئے کشتیاں فِی الْبَحْرِ سمندر میں لِتَبْتَغُوْا تاکہ تلاش کرو تم مِنْ فَضْلِہٖ اس کے فضل کو اِنَّہٗ بیشک وہ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ہے تمہارے ساتھ بڑا مہربان وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ اور جس وقت پہنچتی ہے تمہیں تکلیف فِی الْبَحْرِ سمندر میں ضَلَّ غائب ہو جاتے ہیں مَنْ وہ تَدْعُوْنَ جن کو تم پکارتے ہو اِلَّآ اِیَّاہُ مگر اسی اللہ تعالیٰ کی ذات فَلَمَّا نَجّٰکُمْ پس جس وقت وہ تمہیں نجات دیتا ہے اِلَی الْبَرِّ خشکی کی طرف اَعْرَضْتُمْ تو تم اعراض کرتے ہو وَکَانَ الْاِنْسَانُ کَفُوْرًا اور

ہے انسان ناشکری کرنے والا اَفَاَمِنْتُمْ کیا پس تم امن میں ہو اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اس سے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے خشکی کے کنارے اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا یا بھیجے تم پر سنگریزے اور پتھر ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے وَکِیْلًا کسی کو وکیل اَمْ اَمِنْتُمْ کیا تم امن میں ہو اَنْ یُّعِیْدَکُمْ یہ کہ لوٹا دے تمہیں فِیْهِ اسی سمندر میں تَارَةً اُخْرٰی ایک مرتبہ اور فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ پھر چھوڑ دے تم پر قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ توڑ پھوڑ کرنے والی ہوا فَیُغْرِقَکُمْ پس وہ غرق کر دے تمہیں بِمَا کَفَرْتُمْ تمہارے کفر کرنے کی وجہ سے ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے عَلَیْنَا ہمارے مقابلے میں بِهٖ تَبِیْعًا اس کا کوئی مطالبہ کرنے والا وَلَقَدْ کَرَّمْنَا اور البتہ ہم نے عزت دی بَنِیْٓ اٰدَمَ اولاد آدم کو وَحَمَلْنٰهُمْ اور ہم نے سوار کیا ان کو فِی الْبَرِّ خشکی میں وَالْبَحْرِ اور سمندر میں وَرَزَقْنٰهُمْ اور ہم نے روزی دی ان کو مِّنَ الطَّیِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں سے وَفَضَّلْنٰهُمْ اور ہم نے ان کو فضیلت دی عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا بہت سی مخلوق پر جو ہم نے پیدا کی تَفْضِیْلًا فضیلت دینا۔

اللہ تعالیٰ کے بے حد و بے شمار احسانات اور انعامات ہیں۔ ان میں کچھ ظاہری اور حسی ہیں اور کچھ باطنی اور معنوی ہیں۔ ظاہری نعمتیں، انسان کا بدن ہے، شکل و صورت ہے، زمین آسمان ہیں، دولت جائیداد وغیرہ ہیں اور باطنی نعمتیں، ایمان ہے، علم ہے، سمجھ اور عقل ہے۔ سمجھ اور عقل بڑی نعمتیں ہیں۔ بسا اوقات ایک آدمی دیکھنے میں بڑا لگتا ہے اس کی قد و قامت لباس دیکھ کر آدمی حیران ہوتا ہے کہ اتنا قد کاٹھ، صحت مند، خوبصورت، مگر جب وہ

بات کرتا ہے تو آدمی کہتا ہے کہ اس کا خاموش رہنا ہی بہتر تھا، عقل نہیں ہوتی ۔ تو عقل رب تعالیٰ کی بڑی نعمت اور دولت ہے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جا بجا فرمایا ہے اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے اَفَلاَ یَعْقِلُوْنَ کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے ۔

اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے بعض نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں رَبُّکُمُ الَّذِیْ تمہارا رب وہ ہے یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ جو چلاتا ہے تمہارے لئے کشتیاں فِی الْبَحْرِ سمندر میں لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو ۔ پہلے زمانے میں صرف کشتیاں ہوتی تھیں جہاز بعد کی ایجاد ہے ۔ کشتیوں کے ذریعے ہی ایک علاقے سے سامان دوسرے علاقے میں لے جاتے تھے تجارت کرتے تھے ۔ اِدھر کا سامان اُدھر اور اُدھر کا سامان اِدھر لاتے تھے ۔ کشتیاں ہوا کیساتھ چلتی تھیں بڑے بڑے ٹاٹ لگا لیتے تھے ہوائیں ان کو دھکیلتی تھیں اور یہ منزل مقصود پر پہنچتے تھے ۔ ہوا مرضی کے مطابق ہوتی تو بڑے خوش ہوتے تھے مسافت بھی جلدی طے ہوتی اور خطرہ بھی نہ ہوتا ۔ تو فرمایا تمہارا رب وہ ہے جو کشتیاں چلاتا ہے سمندر میں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو تجارت کرو نفع کماؤ آمدن حاصل کرو اِنَّہٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا بیشک وہ ہے تمہارے ساتھ بڑا مہربان شفقت کرنے والا ۔

انتہائی مشکل میں مشرک بھی صرف رب تعالیٰ کو پکارتے ہیں :

وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ اور جس وقت پہنچتی ہے تمہیں تکلیف فِی الْبَحْرِ سمندر میں ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ غائب ہو جاتے ہیں وہ جن کو تم پکارتے ہو مگر اسی اللہ تعالیٰ کی ذات ۔ اس وقت پروردگار کے سوا تمہیں کوئی یاد نہیں آتا ۔ اور سورہ عنکبوت آیت نمبر ۶۵ میں ہے فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ’’پس جب یہ سوار ہو

تے ہیں اور ہر طرف سے موجیں آتی ہیں اور خطرے کا الارم بج جاتا ہے تو اس وقت صرف رب تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ بتاتے ہیں کہ ۸ھ میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو وہ نامی گرامی لوگ جنہوں نے اسلام کا مقابلہ کیا تھا اور مسلمانوں پر ظلم ڈھائے تھے سب بھاگ گئے۔ بھاگنے والوں میں صفوان بن امیہ بھی تھا۔ یہ بڑا مالدار آدمی تھا اور کافروں کو سارا اسلحہ یہ سپلائی کرتا تھا بعد میں مسلمان ہو گیا ؓ۔ ہبار بن اسود بھی بھاگ گیا جس نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ٹانگ سے پکڑ کر اونٹ سے نیچے گرایا تھا وہ حاملہ تھیں ایسی چوٹ لگی کہ بیمار ہو گئیں اور فوت ہو گئیں وحشی بن حرب بھی بھاگ گیا جس نے حضرت حمزہ ؓ کو شہید کیا تھا اور عکرمہ ابوجہل کا بیٹا بھی بھاگ گیا۔ اُس وقت جدہ کوئی معروف شہر نہ تھا برائے نام چند جھونپڑیاں تھیں کعبۃ اللہ کے دروازے کے سامنے سے سمندر تیس میل کی مسافت پر تھا۔ جدہ مکہ مکرمہ سے پینتالیس میل کی مسافت پر ہے پندرہ میل کا فرق ہے۔ اس زمانے میں بیت اللہ کے دروازے بالمقابل سمندر کے کنارے چند جھونپڑیاں تھیں دودھ، کھجوریں، ستو وغیرہ قسم کی چیزیں ان کے پاس ہوتی تھیں جو مسافر خریدتے تھے وہیں کشتیاں آتی تھیں لوگ ان پر سوار ہو کر حبشہ یا دوسرے علاقوں کی طرف جاتے تھے۔ یہ عکرمہ جب وہاں پہنچا تو اتفاق کی بات ہے کہ حبشہ کی کشتی آ گئی عکرمہ بھی اس میں سوار ہو گیا کشتی چند میل چلی تو بڑے بڑے طوفان اٹھے کشتی کو خطرہ لاحق ہوا لوگوں نے یَا لَاتُ اَغِثْنِیْ ''اے لات میری مدد کر'' کہنا شروع کیا یَا عُزّٰی اَغِثْنِیْ ''اے عزیٰ میری مدد کر'' ملاحوں نے کہا یہاں رب تعالیٰ کو پکارو فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِیْ هٰهُنَا شَیْئًا ''بیشک تمہارے خدا یہاں کچھ کفایت نہیں کر سکتے۔'' جس

کوتم پکارتے ہو یہاں ان کی ٹانگ نہیں اڑتی حالانکہ ملاح بھی مشرک تھے مگر کہہ رہے ہیں کہ یہاں صرف رب کو پکارو یہاں کسی اور کا بس نہیں چلتا۔ عکرمہ نے کہا کہ اگر ہمارے الٰہ یہاں کام نہیں آسکتے اور کہاں کام آئیں گے میں عہد کرتا ہوں کہ اگر مجھے نجات مل گئی تو جس کلمے سے میں بھاگتا پھرتا تھا وہ پڑھ کر رہوں گا۔ کشتی واپس آگئی آگے نہ جاسکی۔ عکرمہ نے دیکھا کہ کنارے پر اس کی بیوی ام حکیم کھڑی ہے اور کوئی چیز بغل میں لئے ہوئے ہے۔ دیکھ کر خیال کیا کہ انہوں نے بہت زیادتی کی ہے کہ عورتوں کو بھی گھروں میں نہیں رہنے دیا۔ پوچھا ام حکیم تم کیسے آئی ہو خیریت ہے؟ اس نے کہا بالکل خیریت ہے کوئی بات نہیں ہے۔ پھر کیسے آئی ہو؟ کہنے لگی میں تمہارے لئے خیر کا پیغام لے کر آئی ہوں اس وقت تک ام حکیم بھی مسلمان نہیں ہوئی تھی بعد میں مسلمان ہوئی۔

کہنے لگی آنحضرت ﷺ نے صفا کی چٹان پر کھڑے ہو کر مکے والوں کو خطاب کیا ان کے جرائم شمار کر کے بتلائے کہ فلاں نے فلاں موقع پر یہ زیادتی کی، فلاں نے فلاں موقع پر یہ زیادتی کی، تم نے میرے ساتھ یہ کیا اور میرے ساتھیوں کیساتھ یہ سلوک کیا، میرے فلاں ساتھی کو تم نے شہید کیا، فلاں بی بی کو تم نے شہید کیا، فلاں کو تم نے انگاروں پر لٹایا، فلاں کو ریت پر لٹایا، جرائم شمار کرنے کے بعد فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اب تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے؟ سب کے طوطے اڑ گئے لیکن آپ ﷺ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ "میں نے تم سب کو معاف کیا" کسی کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ میں نے کہا میرے خاوند عکرمہ کو بھی معاف کیا؟ فرمایا ہاں معاف کر دیا۔ میں نے کہا وہ وہمی سا آدمی ہے وہ ایسے نہیں آئے گا کوئی نشانی ہونی چاہیے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے کالی پگڑی باندھی ہوئی تھی وہ اتار کر بطور نشانی کے دے دی کہ یہ میری پگڑی لے جاؤ اس کو کہو نہ ڈرے اس کیلئے امان ہے یہ میری بغل

میں وہ پکڑی ہے، (عکرمہ) واپس آکر مسلمان ہو گیا۔ تو مشرکین مکہ جب انتہائی مصیبت میں گرفتار ہوتے تھے تو صرف رب کو پکارتے تھے حالانکہ وہ سکے بند مشرک تھے اور آج کے مشرک کا کیا حال ہے، یہ کہتا ہے......

؎ بگرداب بلا افتاد کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

"ہماری کشتی سخت پھنسی ہوئی ہے معین الدین ہماری مدد کریں۔" وہ سکہ بند مشرک انتہائی مصیبت میں غیروں کو چھوڑ کر صرف رب کو پکارتے تھے اور آج کا کلمہ گو مشرک یہ انتہائی مصیبت میں بھی غیروں کو پکارتا ہے۔

؎ یا بہاء الحق بیڑا دھک

بڑا فرق ہے اُس میں اور اِس میں۔ بزرگان دین کا کوئی قصور نہیں ہے ان کی بڑی خدمات ہیں یہ ان لوگوں کی خرافات ہیں۔ سید علی ہجویریؒ جن کو داتا گنج بخش کہتے ہیں ان کے ہاتھ پر چالیس ہزار ہندو مسلمان ہوئے۔ اور معین الدین چشتیؒ کے ہاتھ پر نوے ہزار ہندو مسلمان ہوئے۔ ان لوگوں کی بڑی خدمات ہیں آج لوگوں نے ان کو الٰہ بنایا ہوا ہے۔ اسلم بیگ چیف کمانڈر تھے ان کی بیوی علی گڑھ کی پڑھی ہوئی تھی۔ جس وقت حضرت علی ہجویریؒ کی قبر کو چالیس من دودھ کیساتھ غسل دیا گیا تو اس نے اعتراض کیا کہ قبر کو دودھ سے دھونے کا کیا فائدہ یہ دودھ غریبوں کو دیدو۔ تو بدعتی مولوی ان کے پیچھے پڑ گئے کہنے لگے تمہارا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ اسلم بیگ صاحب تمہاری بیوی وہابن ہو گئی ہے۔ آج تک ہمارے نظریات نہیں بدلے۔ تو فرمایا جس وقت تمہیں تکلیف پہنچتی ہے سمندر میں تو سارے غائب ہو جاتے ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ پس جس وقت

اللہ تعالیٰ تمہیں نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو اَعْرَضْتُمْ تم اعراض کرتے ہو رب تعالیٰ کی وحدانیت سے وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُوْرًا اور ہے انسان بڑا ناشکرا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا موت سمندر میں ہی ہے؟ اَفَاَمِنْتُمْ کیا پس تم امن میں ہو اَنْ اس سے يَّخْسِفَ بِكُمْ کہ تمہیں دھنسادے زمین میں جَانِبَ الْبَرِّ خشکی کے کنارے پر۔ جب تم سمندر سے نکل کر خشکی پر پہنچو تو کیا اللہ تعالیٰ کو قدرت نہیں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسادے۔ قارون جو موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ [قصص:۸۱] ''پھر ہم نے دھنسادیا قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔'' قارون کی بڑی کوٹھی تھی اس میں اس نے بڑے کمرے بنائے ہوئے تھے، ملازموں کیلئے الگ، مہمانوں کیلئے الگ، اللہ تعالیٰ نے اس کو کوٹھی سمیت زمین میں دھنسادیا اب معلوم نہیں کہاں گیا ہے۔

قیامت کی کچھ نشانیوں کا تذکرہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے قحط سالی بھی ہے، دجال لعین کا نکلنا بھی ہے اور خروج دجال سے پہلے قحط سالی عام ہوگی اور فرمایا تین علاقے زمین میں دھنس جائیں گے خَسْفٌ فِي الْمَشْرِقِ ایک مشرق کے علاقے میں کئی دیہات زمین میں دھنس جائیں گے خَسْفٌ فِي الْمَغْرِبِ اور مغرب کے علاقے میں کئی دیہات زمین میں دھنس جائیں گے وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ اور عرب کے جزیرے میں بھی خسف ہوگا۔ زمین لوگوں کو کھا جائے گی امید ہے یہ وہی جگہ ہوگی جہاں امریکی فوجیں بیٹھی ہیں۔ پاک سرزمین پر ان کی بدمعاشیاں، شراب نوشی جوان کی گھٹی میں ہے ان کو لے ڈوبے گی۔ موت صرف سمندر میں ہی نہیں چاہے تو خشکی پر پاؤں رکھو تو تمہیں

زمین میں دھنسا دے اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا یا بھیجے تم پر سنگریزے اور پتھر۔ لوط علیہ السلام کی قوم پر رب تعالیٰ نے پتھر برسائے تو کیا تم پر نہیں آسکتے؟ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ وَکِیْلًا پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے کوئی وکیل جو تمہاری حمایت کرے اَمْ اَمِنْتُمْ کیا تم امن میں ہو اَنْ یُّعِیْدَکُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰی کہ لوٹا دے تمہیں اسی سمندر میں ایک مرتبہ اور۔ تمہیں کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ تم مجبور ہو جاؤ سمندر کا سفر کرنے پر فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ پھر چھوڑ دے تم پر توڑ پھوڑ کرنے والی ہوا۔ کشتی کے تختے ہی ٹوٹ جائیں ٹاٹ اڑ جائیں فَیُغْرِقَکُمْ پس وہ غرق کر دے تمہیں اور یہ کیوں ہوگا؟ بِمَا کَفَرْتُمْ بوجہ تمہارے کفر کرنے کرنے کے۔ وہ تمہیں سمندر میں بھی ہلاک کر سکتا ہے، خشکی میں بھی اور پتھر برسا کے بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ اس کی قدرت بڑی وسیع ہے۔ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے ہمارے مقابلے میں اس کا کوئی مطالبہ کرنے والا۔ کوئی ہمیں پوچھ نہیں سکتا کہ اے پروردگار! یہ تو نے کیوں کیا ہے؟ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اور البتہ تحقیق ہم نے عزت دی اولاد آدم کو وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور ہم نے ان کو سوار کیا خشکی میں اور سمندر میں وَرَزَقْنٰهُمْ اور ہم نے ان کو روزی دی مِّنَ الطَّیِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں سے وَفَضَّلْنٰهُمْ اور ہم نے ان کو فضیلت دی عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا بہت سی مخلوق پر جو ہم نے پیدا کی فضیلت دینا۔ مجموعی حیثیت سے انسان سب پر فضیلت رکھتا ہے۔

انسان کی فرشتوں پر فضیلت کی وضاحت :

اہل حق اہل سنت والجماعت ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مجموعی حیثیت سے انسان کی فضیلت فرشتوں سے بھی زیادہ ہے جنات سے تو بہر صورت زیادہ ہے۔ مجموعی حیثیت کا

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں پیغمبر بھیجے ان پیغمبروں کی وجہ سے اس نوع کا پلہ بھاری ہوگیا اور تمام پیغمبر تمام فرشتوں سے افضل ہیں ان کی برکت اور وسیلے کی وجہ سے اس نوع کی فضیلت فرشتوں سے زیادہ ہوگئی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ہر آدمی ہر ہر فرشتے سے اعلیٰ ہے۔ شرابی کبابی، بدمعاش غنڈے تو فرشتوں سے اعلیٰ اور افضل نہیں ہیں۔ ہاں! جو صحیح معنیٰ میں انسان ہیں وہ فرشتوں سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنیٰ میں انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع ۸

يَوْمَ اُس دن نَدْعُوْا بلائیں گے ہم كُلَّ اُنَاسٍ ہر گروہ کو بِاِمَامِهِمْ ان کے امام کے نام کیساتھ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ پس جس کو دیا گیا اس کا پرچہ بِيَمِيْنِهٖ اس کے دائیں ہاتھ میں فَاُولٰٓئِكَ پس وہ لوگ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ پڑھیں گے اپنے پرچے وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا اور نہیں ظلم کیا جائے گا ان پر دھاگے کے برابر بھی وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى اور جو شخص ہے اس دنیا میں اندھا فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا وَاَضَلُّ سَبِيْلًا اور وہ بہت بھٹکا ہوا ہے راستے کے لحاظ سے وَاِنْ كَادُوْا اور بیشک شان یہ ہے کہ قریب تھا

لَیَفۡتِنُوۡنَکَ کہ وہ آپ کو فتنے میں ڈال دیں عَنِ الَّذِیۡۤ اس چیز سے اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وحی کی ہم نے آپ کی طرف لِتَفۡتَرِیَ عَلَیۡنَا تاکہ تم افترا باندھو ہم پر غَیۡرَہٗ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا وَاِذًا اور اس وقت لَّاتَّخَذُوۡکَ خَلِیۡلًا البتہ وہ بنالیں آپ کو دوست وَلَوۡلَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰکَ اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے لَقَدۡ کِدۡتَّ البتہ قریب تھا تَرۡکَنُ اِلَیۡهِمۡ آپ مائل ہو جاتے ان کی طرف شَیۡئًا قَلِیۡلًا کچھ تھوڑا سا اِذًا لَّاَذَقۡنٰکَ اس وقت ہم آپ کو چکھاتے ضِعۡفَ الۡحَیٰوۃِ دوگنی سزا دنیا کی زندگی میں وَضِعۡفَ الۡمَمَاتِ اور دوگنی سزا مرنے کے بعد ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ پھر آپ نہ پاتے اپنے لئے عَلَیۡنَا نَصِیۡرًا ہمارے خلاف کوئی مددگار وَاِنۡ کَادُوۡا اور بیشک شان یہ ہے کہ قریب تھا لَیَسۡتَفِزُّوۡنَکَ کہ یہ لوگ آپ کے قدم ہلادیں مِنَ الۡاَرۡضِ زمین سے لِیُخۡرِجُوۡکَ مِنۡهَا تاکہ وہ آپ کو نکال دیں اس زمین سے وَاِذًا اور اس وقت لَّا یَلۡبَثُوۡنَ نہیں ٹھہریں گے خِلٰفَکَ آپ کے بعد اِلَّا قَلِیۡلًا مگر تھوڑا سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا طریقہ ہے ان کا جن کو ہم نے بھیجا قَبۡلَکَ آپ سے پہلے مِنۡ رُّسُلِنَا اپنے رسولوں سے وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِیۡلًا اور نہیں پائیں گے آپ ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی۔

آخری امت کا حساب سب سے پہلے ہوگا :

قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی۔ تمام امتوں سے پہلے اس

امت کا حساب ہوگا حالانکہ قاعدے کے مطابق اس امت کا حساب آخر میں ہونا چاہئے کیونکہ دنیا میں آنے کے اعتبار سے یہ سب سے آخر میں آئی ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ کی برکت سے اس امت کا حساب سب سے پہلے ہوگا اور پل صراط بھی سب سے پہلے یہ امت عبور کرے گی اور جنت میں بھی سب سے پہلے یہ امت داخل ہوگی۔ جنت میں سب سے پہلا قدم آنحضرت ﷺ کا پڑے گا دوسرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اور تیسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور چوتھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اور پانچواں قدم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پڑے گا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر تشریف لائے سب کی امتوں کو ان کے پیغمبروں کے نام سے بلایا جائے گا مثلاً اعلان ہوگا کہ نوح علیہ السلام اور ان کی امت حساب کیلئے آجائے۔ اس کا ذکر ہے یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ ۭبِاِمَامِهِمْ اُس دن ہم بلائیں گے ہر گروہ اور ٹولے کو ان کے امام کے نام کیساتھ۔

یہ امت پہلے پیغمبروں کیلئے گواہ ہوگی :

سب آجائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نوح علیہ السلام سے سوال کریں گے۔ اے نوح! هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَکَ ''کیا آپ نے قوم کو تبلیغ کی تھی۔'' حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے میں نے قوم کو تبلیغ کی تھی۔ قوم سے پوچھا جائے گا هَلْ بَلَّغَکُمْ نُوْحٌ ''کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی تھی۔'' قوم کہے گی ہمیں کب تبلیغ کی ہے ہمارے پاس تو کوئی آیا ہی نہیں ہے۔ شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِىْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں۔ یعنی جس نے دعویٰ کیا ہے وہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے اور قسم منکر پر آتی ہے۔ یعنی اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ تو اس ضابطے کے تحت اللہ تعالیٰ نوح

علیہ السلام کوفرمائیں گے مَنْ یَّشْهَدُ لَكَ آپ کے پاس گواہ ہیں؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے ہاں اے پروردگار! میرے پاس گواہ ہیں۔ کون گواہ ہیں؟ نوح علیہ السلام کہیں گے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت۔ اس امت کو بلایا جائے گا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی؟ یہ امت کہے گی ہاں! ہم گواہی دیتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی۔ وہ لوگ اعتراض کریں گے کہ یہ تو موقع کے گواہ ہی نہیں ہیں کیونکہ یہ تو ہمارے سے ہزار ہا سال بعد میں آئے ہیں۔ انہوں نے نہ تو ہمیں دیکھا ہے نہ ہمارا زمانہ پایا ہے اور نہ ہی نوح علیہ السلام کو تبلیغ کرتے دیکھا ہے نہ ہمیں سنتے دیکھا ہے ان کی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس امت سے کہیں گے سنتے ہو دوسرا فریق کیا کہتا ہے۔ یہ امت کہے گی اے پروردگار! ہم نے ان کی بات سن لی ہے لیکن بیشک ہم ان کے دور میں نہیں تھے اور نہ ہی ہم نے نوح علیہ السلام کو تبلیغ کرتے دیکھا ہے اور ان کو سنتے ہوئے بھی نہیں دیکھا مگر اے پروردگار! اگر آپ سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں تو پھر ہماری گواہی بھی سچی ہے۔ کیونکہ پروردگار آپ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [الاعراف:۵۹] ''اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف پس کہا انہوں نے اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی الٰہ نہیں ہے۔'' اور اے پروردگار! اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں تو پھر ہماری گواہی بھی سچی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے لَقَدْ بَلَّغَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ ''پکی بات ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی۔'' جو اہم مقدمات ہوتے ہیں ان میں گواہوں کی صفائی کا مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ مثلاً چوری کا مقدمہ ہے دو

آدمیوں نے گواہی دی کہ ہم نے اس کو چوری کرتے ہوئے دیکھا ہے تو اس کی گواہی پر فوراً اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ ان گواہوں کے متعلق قاضی، جج تحقیق کرے گا کہ گواہوں کی ملزم کیساتھ دشمنی تو نہیں ہے لاگت بازی تو نہیں ہے یہ لالچی تو نہیں ہیں کہ پیسے لے کر گواہی دے رہے ہوں۔ اس کو تزکیۃ الشہود کہتے ہیں مخفی طور پر گواہوں کی صفائی۔ جب قاضی اور جج کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ واقعتاً یہ گواہ بالکل ٹھیک ہیں تو پھر وہ فیصلہ کرے گا۔ اسی طرح زنا کا مقدمہ ہے اور چار گواہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے برا کام کرتے ہوئے تو ملزم کو فوراً سزا نہیں دی جائے گی بلکہ قاضی اور جج تحقیق کریں گے کہ گواہ پیشہ ور تو نہیں ہیں، لالچی تو نہیں ہیں، ملزم کیساتھ کوئی دشمنی تو نہیں ہے۔ جب گواہوں کی صفائی ہو جائے گی تو پھر فیصلہ سنائے گا۔ اسلام نے جرائم کیلئے سزائیں سخت رکھی ہیں تو ان کے ثبوت کیلئے بھی شرائط رکھی ہیں۔ تو جس وقت یہ امت گواہی دے گی تو آنحضرت ﷺ اپنی امت کی صفائی پیش کریں گے کہ میری امت نے گواہی بالکل صحیح دی ہے لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ''تا کہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔'' سورہ حج آیت نمبر ۷۸ میں ہے لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ''تا کہ ہو رسول گواہ تم پر اور تم گواہ ہو لوگوں پر۔'' تو اس امت کی جب صفائی ہو جائے گی تو پھر پہلی امتوں کا فیصلہ ہوگا۔ پھر نوح علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی تک تمام امتوں کو ان کے پیغمبروں کیساتھ بلایا جائے گا۔ فَمَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ پس جس کو دیا گیا اس کا پرچہ دائیں ہاتھ میں فَاُولٰٓئِکَ یَقْرَءُوْنَ کِتٰبَھُمْ پس وہ لوگ پڑھیں گے اپنے پرچے کو وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا اور نہیں ظلم کیا جائے گا ان پر دھاگے کے برابر۔ کھجور کی گٹھلی میں ایک

نالی ہوتی ہے اس نالی میں ایک باریک سا دھاگہ ہوتا ہے عربی میں اس دھاگے کو فتیل کہتے ہیں۔عربی لوگ جب کسی چیز کی قلت بیان کرتے تھے تو کہتے تھے یہ تو فتیل بھی نہیں ہے۔ جس طرح ہم کہتے ہیں کہ فلاں کے پاس تو تنکا بھی نہیں ہے۔اس گٹھلی کی پچھلی طرف ایک نقطہ ہوتا ہے اس کو نقیر کہتے ہیں فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا [نساء:۵۳] نباتات والے بتاتے ہیں کہ جب گٹھلی پھوٹتی ہے تو اسی جگہ سے پھوٹتی ہے اور اس گٹھلی پر ایک چھلکا ہوتا ہے اس کو قطمیر کہتے ہیں مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ [فاطر:۱۳] ''وہ مالک نہیں ہیں گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی۔'' مراد ان سب سے قلت ہے۔مطلب یہ ہوگا کہ ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ بظاہر یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کو پرچہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا بس وہی پڑھیں گے دوسرے نہیں پڑھیں گے۔مگر ایسی بات نہیں ہے تم اس کی تفصیل اسی پارے میں پہلے پڑھ چکے ہو وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ''ہر آدمی کا پروانہ اس کے گلے میں لٹکا دیں گے۔وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اور ہم نکالیں گے اس کے سامنے قیامت والے دن جسے پائے گا وہ کھلا ہوا اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا اے بندے اپنا پرچہ پڑھ کافی ہے تیرا نفس آج کے دن تیرے اوپر حساب دان۔'' تو ہر بندہ اپنا اعمال نامہ پڑھے گا چاہے دنیا میں پڑھنا جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا اور اُسی مقام پر تم یہ حدیث بھی سن چکے ہو کہ جب وہ دو صفحے پڑھ لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے بتلا میرے لکھنے والوں نے تجھ پر کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ کہے گا نہیں۔

اندھا ہونے کا معنیٰ :

فرمایا وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے فَهُوَ فِی

الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ وَاَضَلُّ سَبِيْلًا اور وہ بہت بہکا ہوا ہے راستے کے لحاظ سے۔ دنیا میں اندھا ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کی ظاہری آنکھیں نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے متعلق فرمایا ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ "وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔" تو سارے کافر تو بہرے گونگے اور اندھے نہیں ہیں۔ بہرے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حق بات نہیں سنتے، حق بات کہتے نہیں ہیں، حق کی نشانیاں نہیں دیکھتے، لہٰذا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنکھیں نہیں ہونگی رب سب کو آنکھیں دے گا ہر چیز ان کے سامنے ہوگی جنت بھی، دوزخ بھی، خوشیاں بھی سامنے اور غمیاں بھی سامنے۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے اَنْ تَرَى الصُّمَّ الْبُكْمَ الْعُمْيَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ "کہ تم بہروں، گونگوں، اندھوں کو زمین کے بادشاہ دیکھو گے۔" ہم نے یہ حدیث ابتدائی دور میں پڑھی تو استاذ محترم مولانا عبدالقدیر صاحبؒ سے کہا حضرت! عجیب بات ہے لوگ اندھوں، بہروں، گونگوں کو بادشاہ بنائیں گے آنکھوں، کانوں والے، زبان والے کوئی نہیں ہونگے۔ حضرت مرحوم کا تکیہ کلام تھا میاں۔ فرمایا میاں! آنکھیں ہونگی، کان بھی ہونگے، زبان بھی ہوگی لیکن حق کی بات کہیں گے نہیں، حق کی بات سنیں گے نہیں، حق کی نشانیاں نہیں دیکھیں گے۔ آج سارا قصہ وہی ہے اوروں پر تو کوئی گلہ نہیں ہے اور نہ افسوس ہے لیکن جو مسلمان کہلانے والے بادشاہ ہیں وہ کافروں سے بھی اس وقت برے ہیں۔ کافر پھر بھی کسی وقت دل کی بات کہہ دیتے ہیں اور یہ منافق اپنی جگہ سے ملنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ وہ بے چارے طالبان جنہوں نے تھوڑا بہت دین نافذ کیا ہے سارے ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

دین کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں ہے :

آگے اللہ تعالیٰ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ طائف کے پاس ایک علاقہ تھا وہاں کے لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم کلمہ پڑھنا چاہتے ہیں مگر ہماری کچھ شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ہم نماز نہیں پڑھیں گے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ لَا نُعَشِّرُ ہم عشر نہیں دیں گے۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ ہمیں جہاد کیلئے نہیں بلایا جائے گا اور چوتھی شرط یہ ہے کہ ہمارے علاقے کو حرم کا درجہ دے دیں جیسا کہ بیت اللہ کے اردگرد کا علاقہ حرم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے خیال فرمایا کہ کلمہ پڑھنے کا تو کہہ رہے ہیں اگر فی الحال نمازیں نہیں پڑھیں گے تو کلمہ کا اثر ہوگا نمازیں پڑھیں گے عشر بھی دیں گے جہاد بھی کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اتنی نرمی بھی پسند نہ آئی بڑے سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔ فرمایا وَاِنْ کَادُوْا اور بیشک قریب تھا لَیَفْتِنُوْنَکَ البتہ آپ کو فتنے میں ڈالدیں عَنِ الَّذِیْٓ اس چیز کے بارے میں اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ جو وحی ہم نے آپ کی طرف کی ہے۔ وحی یہ کی کہ نماز ضروری ہے، عشر ضروری ہے، جہاد ضروری ہے۔ اور کوئی شخص کسی جگہ کو اپنی طرف سے حرم نہیں بنا سکتا۔ یہ تو رب کا کام ہے انہوں نے کوشش کی ہے کہ آپ کو فتنے میں ڈال دیں اور لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَہٗ تاکہ تم افترا باندھو ہم پر اس کے علاوہ کسی اور چیز کا۔ ایسا دین ان کو بتلائیں کہ اس میں نہ نماز ہو نہ عشر ہو نہ اس میں جہاد ہو وَاِذًا لَّا تَّخَذُوْکَ خَلِیْلًا اور اس وقت وہ بنالیں آپ کو دوست۔ فرمایا وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ قریب تھا کہ آپ ان کی طرف جھک جاتے شَیْئًا قَلِیْلًا کچھ تھوڑا سا۔ آپ کے دل میں تو خیال آیا کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، جہاد بھی کریں گے مگر ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا اگر

آپ ایسا کرتے تو اِذًا اس وقت لَاَذَقْنٰکَ ہم آپ کو چکھاتے ضِعْفَ الْحَیٰوۃِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ دوگنی سزا دنیا کی زندگی میں بھی اور دوگنی سزا مرنے کے بعد بھی۔ جتنا کسی کا مقام بلند ہوتا ہے سزا بھی اتنی زیادہ ہوتی ہے۔ سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا اگر تم بے حیائی کروگی تو یُضٰعَفْ لَھَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ''تو دوگنا عذاب دیا جائے گا'' ازواج مطہرات ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ اگر ان میں سے کوئی گناہ کرے تو ڈبل عذاب کیونکہ مقام بہت بلند ہے مقام بلند ہونے کی وجہ سے سزا ڈبل ہے اور آنحضرت ﷺ کا مقام تو خدا کی تمام مخلوق میں سب سے بلند ہے۔ تو فرمایا اگر آپ ان کی اطاعت کرتے تو ہم آپ کو ڈبل سزا دیتے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا پھر آپ نہ پاتے اپنے لئے ہمارے خلاف کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ نے سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی ہے کہ رب تعالیٰ کے احکام میں کسی قسم کی نرمی نہیں ہونی چاہیے۔ وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ اور بیشک شان یہ ہے کہ قریب تھا کہ یہ لوگ آپ کے قدم ہلا دیں اکھاڑ دیں مِنَ الْاَرْضِ زمین سے۔ انہوں نے ایسے حالات پیدا کئے ہیں کہ آپ مکہ میں نہ رہ سکیں چنانچہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کا انہوں نے منصوبہ بنایا رات متعین ہوگئی آدمی متعین ہوگئے اور آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا شہید کرنے کا وقت آیا لِیُخْرِجُوْکَ مِنْھَا تاکہ وہ آپ کو نکال دیں اس زمین سے وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا اور اس وقت وہ نہیں ٹھہریں گے آپ کے بعد مگر بہت تھوڑا۔ اس واقعہ کے پونے دو سال بعد بلکہ پونے دو سال بھی نہیں گذرے تھے کہ آپ ﷺ کے نکالنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بدر کے مقام پر بڑا ذلیل و رسوا کیا کہ ستر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اور باقیوں کو بھاگنے کیلئے راستہ نہ ملا۔ لہٰذا رب تعالیٰ کے حکم میں کسی قسم کی

قیل وقال نہیں ہونی چاہیے۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا طریقہ ہے ان کا جن کو ہم نے بھیجا ہے آپ سے پہلے اپنے رسولوں سے کہ ان کو لوگوں نے مجبور کیا ہجرت کرنے پر اور جنہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی ان کو رب تعالیٰ نے سزا دی وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا اور نہیں پائیں گے آپ ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی۔ یہ اس بات پر خوش نہ ہوں کہ آپ کو نکال کر یہ سکھ کا سانس لیں گے سکھ کا سانس ان کو نصیب نہیں ہوگا۔

❁❁❁

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۝۷۸ وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝۷۹ وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۝۸۰ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝۸۱ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۝۸۲ وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا۝۸۳ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا۝۸۴ ع

اَقِمِ الصَّلٰوةَ قائم کریں آپ نماز کو لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سورج کے ڈھلنے کے بعد اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ رات کی تاریکی تک وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اور فجر کی نماز کے وقت قرآن پڑھو اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ بیشک فجر کا قرآن پڑھنا كَانَ مَشْهُوْدًا ہوتا ہے روبرو وَ مِنَ الَّیْلِ اور رات کو فَتَهَجَّدْ بِهٖ پس آپ تہجد پڑھیں اس قرآن کیساتھ نَافِلَةً لَّكَ یہ زائد ہے آپ کیلئے عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ قریب ہے کہ آپ کو کھڑا کرے گا آپ کا رب مَقَامًا مَّحْمُوْدًا مقام محمود میں وَ قُلْ اور کہو رَّبِّ اے میرے رب اَدْخِلْنِیْ مجھے داخل کریں مُدْخَلَ

صِدْقٍ سچائی کا داخل کرنا وَّاَخْرِجْنِیْ اور مجھے نکالیں مُخْرَجَ صِدْقٍ سچائی کا نکالنا وَّاجْعَلْ لِّیْ اور بنائیں آپ میرے لئے مِنْ لَّدُنْکَ اپنی طرف سے سُلْطٰنًا غلبہ نَّصِیْرًا مدد کیا ہوا وَقُلْ اور کہو جَآءَ الْحَقُّ حق آ گیا ہے وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور باطل چلا گیا ہے اِنَّ الْبَاطِلَ بیشک باطل کَانَ زَهُوْقًا ہے باطل بھاگنے والا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور ہم اتارتے ہیں قرآن کریم سے مَا وہ چیز هُوَ شِفَآءٌ جو شفا ہے وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ اور رحمت ہے مومنوں کیلئے وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اور نہیں زیادہ کرتا قرآن کریم ظالموں کیلئے اِلَّا خَسَارًا مگر نقصان وَاِذَآ اَنْعَمْنَا اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں عَلَی الْاِنْسَانِ انسان پر اَعْرَضَ اعراض کرتا ہے وَنَاٰبِجَانِبِهٖ اور اپنے پہلو کو بچاتا ہے وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جس وقت اس کو پہنچتی ہے تکلیف کَانَ یَئُوْسًا ہو جاتا ہے ناامید قُلْ آپ کہہ دیں کُلٌّ یَّعْمَلُ ہر ایک عمل کرتا ہے عَلٰی شَاکِلَتِهٖ اپنے طریقے پر فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ پس تمہارا رب خوب جانتا ہے بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا اس کو جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے راستے کے لحاظ سے۔

ماقبل سے ربط :

پچھلے سبق میں تم نے پڑھا کہ طائف کے نزدیک رہنے والے لوگوں نے ایمان قبول کرنے کیلئے چند مطالبات پیش کئے کہ ہمارے یہ مطالبات مان لو تو ہم کلمہ پڑھ لیں گے۔ ان کے مطالبات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ہم نماز نہیں پڑھیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے پہلے ان کیساتھ نرمی کرنا چاہی کہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو پھر خود ہی نماز بھی پڑھیں گے اور

باقی ارکان پر بھی عمل کریں گے۔لیکن جب اللہ تعالیٰ نے سختی کیساتھ منع فرمایا تو آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا لَاخَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا رُکُوْعَ فِیْهِ ''اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں نماز نہیں ہے۔''

اجمالی طور پر پانچ نمازوں کا ذکر :

اب نماز ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَقِمِ الصَّلٰوةَ قائم کریں آپ نماز لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سورج کے ڈھلنے کے بعد، زوال کے بعد۔آج کل زوال کا ٹائم بارہ بجے کے قریب ہوتا ہے۔سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے رہو اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ رات کی تاریکی اور اندھیرے تک۔اس میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں آگئیں وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اور فجر کی نماز کے وقت قرآن پڑھو زیادہ۔آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک پڑھتے تھے تاکہ لوگ نماز میں مل جائیں۔اور ظہر کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى جیسی سورتیں پڑھتے تھے اور عصر اور مغرب کی نماز سے چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے جیسے اَلَمْ تَرَ كَیْفَ اور لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ہوگئی۔عشاء کی نماز میں درمیانی سورتیں پڑھتے تھے لمبی سورتیں پسند نہیں کرتے تھے۔

نماز فجر اور نماز عصر کی تاکید کی وجہ :

اور نمازوں میں سے زیادہ قرات فجر کی نماز میں ہوتی تھی۔کیوں؟اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا بیشک فجر کی نماز کے وقت جو قرآن پڑھا جاتا ہے اس وقت فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے۔جو اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف۔جب صبح کی نماز کھڑی ہوتی ہے تو فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے دن کے فرشتے

رات والے فرشتوں سے چارج لے لیتے ہیں اور رات والے فرشتے چلے جاتے ہیں یہ عصر کی نماز تک رہتے ہیں۔ عصر کی نماز کے وقت پھر ڈیوٹی بدلتی ہے رات والے فرشتے ان سے چارج لے لیتے ہیں اور دن والے فرشتے چلے جاتے ہیں۔ فرشتے قرآن پاک بڑے ذوق کیساتھ سنتے ہیں کیونکہ ان کو رب تعالیٰ کیساتھ طبعاً محبت ہے ان کا اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں چونکہ سارے ہی تہجد خوان ہوتے تھے اس لئے آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ صبح صادق ہوتے ہی فوراً فجر کی نماز پڑھا دیتے تھے۔ اور امت کیلئے حکم ہے اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ "صبح کو خوب روشن کر کے پڑھو کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے۔" کیونکہ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے ہر ایک کے ثواب میں زیادتی ہوتی جائے گی۔ یعنی جماعت کی نماز میں جتنے آدمی ہوتے ہیں ہر ایک آدمی کی نماز کا ثواب ہر ایک کو ملتا ہے اپنی نماز کے علاوہ۔ تو جتنے آدمی زیادہ ہونگے اتنا ثواب بڑھ جائے گا۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ اور رات کو پس آپ تہجد پڑھیں اس قرآن کیساتھ۔ تہجد کی نماز میں بھی قرآن کریم پڑھو نَافِلَةً لَّكَ یہ زائد ہے آپ کیلئے۔ بعض مفسرین کرامؒ اس کا یہ معنٰی کرتے ہیں کہ پانچ نمازیں تو فرض ہیں ہر ایک کیلئے اور اے نبی کریم ﷺ! آپ کے حق میں تہجد مزید فرض ہے۔ لیکن جمہور مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز آپ ﷺ کیلئے پہلے سال فرض رہی ہے بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی تھی۔ البتہ نفل نمازیں جتنی ہیں ان میں تہجد کی نماز کا بہت بڑا درجہ ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ سحری کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتی ہے اور اللہ تعالیٰ آواز دیتے ہیں هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرْ لَهٗ "ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ میں اس کو بخش دوں هَلْ مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزِقُهٗ ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق دوں"

هَلْ مِنْ كَذَا هَلْ مِنْ كَذَا مختلف چیزوں کے متعلق اعلان ہوتا ہے۔ صبح صادق تک رب تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا آتی رہتی ہے اور رب تعالیٰ کی ذات سے سچی ذات اور کوئی نہیں ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رب بلائے اور پھر دے نہ۔ تو نفل نمازوں میں تہجد کا درجہ بڑا بلند ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تہجد کے دو نفل بھی پڑھے ہیں، چار رکعتیں بھی پڑھی ہیں اور چھ بھی اور آٹھ بھی اور بارہ رکعات بھی پڑھی ہیں۔

آپ ﷺ کے تہجد پڑھنے کی کیفیت :

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ آنحضرت کی رات کی نماز کے متعلق ہمیں بتلائیں۔ فرمایا يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ”آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے تھے نہ پوچھو ان کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں۔“ یعنی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور بڑی سنوار کر لمبی پڑھتے تھے پھر چار پڑھتے تھے ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا پھر تین وتر پڑھتے تھے پھر دو رکعت نفل پڑھتے تھے وتروں کے بعد۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ”چھ مرتبہ دو دو رکعتیں پڑھیں۔“ تو اس طرح بارہ رکعتیں ہوگئیں۔ پھر تین وتر پڑھتے اور اس کے بعد دو نفل پڑھتے۔ تو آٹھ بھی صحابہ سے ثابت ہیں اور بارہ بھی ثابت ہیں۔ میرا اپنا معمول یہ ہے کہ عام سال میں آٹھ رکعات تہجد پڑھتا ہوں اور رمضان المبارک میں بارہ رکعات پڑھتا ہوں کیونکہ رمضان میں ثواب زیادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ باقی لوگوں نے اپنی طرف سے کچھ مسائل گھڑے ہوئے ہیں کہ مثلاً تہجد کی پہلی رکعت میں اتنی دفعہ قل شریف پڑھو اور دوسری میں اتنی دفعہ اور تیسری

میں اتنی دفعہ پڑھو۔ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہے قطعاً۔ جتنا قرآن تمہیں یاد ہے اتنا پڑھ لو۔ عام بے چاروں کو صرف قل ھو اللہ احد یاد ہوتی ہے، پڑھتے ہیں اس میں کوئی تعیین نہیں ہے کہ اتنی دفعہ پڑھو یا اتنی دفعہ پڑھو یہ لوگوں کی خانہ ساز باتیں ہیں۔ اسی طرح عام لوگ بڑے فضائل کی احادیث سناتے رہتے ہیں ان میں اکثر بے سند ہوتی ہیں یا عملیات والوں کی گھڑی ہوئی سندیں پیش کی ہیں صحیح بہت کم ہوتی ہیں۔ سارا قرآن شریف پڑھو اس میں ساری ضروریات پوری ہو جاتی ہیں اور تہجد کی نماز سحری کے وقت پڑھو صبح سے پہلے بعد میں نہیں پڑھ سکتے۔

مقامِ محمود کی تشریح :

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قریب ہے کہ کھڑا کرے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود میں۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ جیسے جلسہ ہوتا ہے تو عام لوگوں کیلئے جلسہ گاہ میں دریاں بچھاتے ہیں یا پرالی وغیرہ ڈالتے ہیں اور لیڈروں کیلئے سٹیج ہوتا ہے۔ اسی طرح میدان محشر میں پیغمبروں کیلئے مخصوص جگہ ہوگی عام لوگ میدان میں ہونگے۔ اس مخصوص جگہ میں پھر ایک خاص جگہ ہوگی اس کا نام مقام محمود ہے وہاں آنحضرت ﷺ جلوہ افروز ہونگے لواء الحمد حمد کا جھنڈا۔ یہ آپ ﷺ کے جھنڈے کا نام ہے یہ لہرا رہا ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سارے پیغمبر میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔ فرمایا انا سید ولد آدم ”میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں۔“ اس مقام محمود میں آپ ﷺ سجدہ ریز ہوں گے پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہوگا سورج میل یا دو میل کی مسافت پر ہوگا لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے ہونگے نفسی نفسی پکار رہے ہونگے۔ بخاری شریف کی روایت ہے ایک ہفتے یا پندرہ دن کا لمبا سجدہ ہوگا۔ فرمایا یُلْهِمُنِیْ

بِمَحَامِدِ لَمْ تَحْضُرْنِیْ اَلْآن ''اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں ایسے کلمات الہام فرمائیں گے جو آج مجھے معلوم نہیں ہے۔'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یَا مُحَمَّدُ ﷺ اِرْفَعْ رَاْسَکَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ ''اے محمد ﷺ! سر اٹھاؤ سفارش کرو آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔'' اسی کا نام شفاعت کبریٰ ہے۔ یہ تمام مخلوق کیلئے ہوگی کہ حساب کتاب جلدی شروع ہوجائے یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ اور کہوا ے میرے رب مجھے داخل کریں سچائی کا داخل کرنا۔ مکہ والوں نے آپ ﷺ کے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ آپ ﷺ اپنے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لے کر غار ثور میں روش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی تھی کہ وہ سارا دن مکہ میں رہتے لوگوں کی باتیں سنتے کہ آپ ﷺ کیخلاف کیا باتیں کرتے ہیں اور رات کی تاریکی میں جا کر بتلاتے تھے اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ دودھ غار میں پہنچاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن اور تین راتیں غار ثور میں چھپے رہے۔ تین دن کے بعد عبداللہ ابن اُرَیْقِطْ کی رہبری میں مدینہ طیبہ پہنچے۔ اس موقع پر رب تعالیٰ نے فرمایا کہوا ے پروردگار! داخل کریں مجھے سچائی کا داخل کرنا وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اور مکے سے نکال مجھ کو سچائی کا نکالنا۔ سچائی لے کر جاؤں اور سچائی کے ساتھ داخل ہوں، سچ پر قائم رہو۔ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا اور بنائیں آپ میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ مدد کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور صرف آٹھ سال کے بعد مکہ مکرمہ فتح ہوگیا۔ آٹھ سال قوموں کیلئے کوئی چیز نہیں ہوتے۔ کعبۃ اللہ کی بیرونی دیواروں پر چاروں طرف تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بت تھا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بت تھا،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کا بت تھا اور سب سے بڑا بت ہُبَل کا تھا حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل کا۔ یہ کعبۃ اللہ کے مجاوروں نے اپنے کھانے کے ڈھنگ بنائے ہوئے تھے۔ آج اس کے نام کا چڑھاوا کل اس کے نام کا چڑھاوا پرسوں اس کے نام کا چڑھاوا۔ سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں کوئی دن خالی نہیں ہوتا تھا۔ جس دن مکہ فتح ہوا آنحضرت ﷺ نے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جا کر بت گراؤ کیونکہ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں کعبہ کے قریب جاؤں جبکہ بت بھی وہاں موجود ہوں۔ پھر خود خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ہمت عطا فرمائی ہے میں خود کیوں نہ جاؤں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی ایک ایک بت کو مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا مٹ گیا۔ اس موقع پر فرمایا وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور آپ کہیں حق آ گیا ہے اور باطل چلا گیا ہے اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا بیشک باطل بھاگنے والا، دوڑنے والا اور اڑنے والی چیز ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور ہم اتارتے ہیں قرآن کریم سے مَا وہ چیز هُوَ شِفَآءٌ جو شفا ہے۔ قرآن کریم روحانی بیماریوں کیلئے تو شفا ہے ہی جسمانی بیماریوں کیلئے بھی شفا ہے اگر ہمیں شفا حاصل نہیں ہوتی تو اس میں ہمارے اندر کمی ہے۔ حضرت تھانویؒ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ''اعمال قرآنی'' اور دوسرے بزرگوں نے بھی لکھی ہیں۔ اعمال قرآنی چھوٹا سا رسالہ ہے اس میں انہوں نے بتلایا ہے کہ یہ پڑھو گے تو اس بیماری سے شفا ہوگی، یہ پڑھو گے تو اس سے شفا ہوگی، یہ پڑھو گے تو فلاں تکلیف دور ہوگی۔ لیکن یاد رکھنا! دم جھاڑ کیلئے نیک ہونا شرط ہے۔ اگر کوئی گناہ کرے، جھوٹ بولے، غیبت کرے اور حرام کھائے تو پھر اثر کم ہوتا ہے۔ قرآن میں اثر ضرور ہے ہماری زبان اور ہمارے عمل میں کوئی اثر نہیں ہے۔ تو قرآن شفاء ہے وَرَحْمَةٌ

لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور رحمت ہے مومنوں کیلئے وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کیلئے قرآن مگر نقصان۔ جیسے جیسے قرآن نازل ہوتا ہے وہ انکار کرتے ہیں ، انکار کرتے ہیں ، انکار کرتے ہیں ، کفر بڑھتا ہے خسارا بڑھتا ہے ان کو نقصان ہی نقصان ہے۔

انسان کی ناشکری کا بیان :

آگے اللہ تعالیٰ نے انسان کی تلوّن مزاجی اور ناشکری کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہے وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں انسان پر تو اعراض کرتا ہے ہمیں یاد نہیں کرتا۔ مال و دولت دیتے ہیں ، اولاد دیتے ہیں ، عزت دیتے ہیں وَنَاٰبِجَانِبِہٖ اور پہلوتہی کرتا ہے ، ہماری یاد سے گریز کرتا ہے وَاِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ اور جس وقت اس کو پہنچتی ہے تکلیف کَانَ یَئُوْسًا نا امید ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہونا گناہ ہے اور رب تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا بھی گناہ ہے۔ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الرَّجَآءِ وَالْخَوْفِ ''ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے۔'' اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی رحمت کی امید بھی رکھو۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر انعام کرے تو وہ رب تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کرے ناشکری نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ترقی دی ہے مال اولاد میں کشادگی پیدا فرمائی ہے۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ [شوریٰ:۲۷] ''اور اگر اللہ تعالیٰ کشادگی پیدا کر دے رزق میں اپنے بندوں کیلئے تو سرکشی کرتے ہیں زمین میں۔'' کہ مال کو فضول خرچی میں اڑاتے ہیں۔ فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ ہر ایک عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر ، مومن اپنی جگہ اور کافر اپنی جگہ۔ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ ھُوَ اَھْدٰی سَبِیْلًا پس تمہارا

رب خوب جانتا ہے اس کو جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے راستے کے لحاظ سے۔ وہ گمراہوں کو بھی جانتا ہے اور ہدایت یافتوں کو بھی جانتا ہے۔

❁❁❁

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۵ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝۸۶ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝۸۷ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝۸۸ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۸۹

وَيَسْئَلُوْنَكَ اور سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے عَنِ الرُّوْحِ روح کے بارے میں قُلِ آپ کہہ دیں الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ روح میرے رب کے امر سے ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ اور نہیں دیئے گئے تم مِّنَ الْعِلْمِ علم سے اِلَّا قَلِيْلًا مگر بہت تھوڑا وَلَئِنْ شِئْنَا اور البتہ اگر ہم چاہیں لَنَذْهَبَنَّ البتہ ہم لے جائیں بِالَّذِیْٓ وہ چیز اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ جو وحی کی ہم نے آپ کی طرف ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ پھر آپ نہیں پائیں گے اپنے لئے بِهٖ اس کی وجہ سے عَلَيْنَا ہمارے خلاف وَكِيْلًا کوئی وکیل اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ مگر رحمت ہے تیرے رب کی طرف سے اِنَّ فَضْلَهٗ بیشک اللہ تعالیٰ کا فضل كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ہے آپ پر بڑا قُلْ آپ کہہ دیں لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ البتہ اگر جمع ہو جائیں سارے انسان وَالْجِنُّ اور جن عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا اس بات پر کہ لآئیں بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس

قرآن کے مثل لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ نہیں لاسکتے اس کی مثل وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ اور اگر چہ ہوں ان کے بعض لِبَعْضٍ بعض کیلئے ظَهِيرًا مددگار وَلَقَدْ صَرَّفْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن کریم میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثالیں فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ پس انکار کیا اکثر لوگوں نے اِلَّا كُفُوْرًا مگر نہ ماننے کا۔

مدینہ طیبہ میں یہودیوں کے تین خاندان :

مدینہ طیبہ میں یہودی کافی تعداد میں تھے۔ ان کے تین خاندان تھے بنوقینقاع، بنونضیر اور بنو قریضہ۔ یہ پڑھے لکھے لوگ تھے۔ تجارت پر ان کا قبضہ تھا تعلیم ان کے ہاتھ میں تھی اور سیاست ان کے پاس تھی۔ ان کے علاوہ وہاں دو قبیلے اوس وخزرج کے تھے۔ یہ لوگ ان پڑھ اور یہود سے مرعوب تھے۔ یہود کا ان پر اتنا اثر ورسوخ تھا کہ اگر اوس وخزرج کے کسی آدمی نے اپنی لڑکی یا لڑکے کی شادی کرنی ہوتی تھی رشتہ کرنا ہوتا تھا تو اس محلے کے بڑے یہودی سے مشورے کے بغیر نہیں کر سکتا تھا۔ اسکو پوچھنا پڑتا تھا کہ میں اپنی لڑکی کا رشتہ فلاں جگہ کرنا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے؟ اجازت ہے یا نہیں۔ اس سے تم اندازہ لگاؤ کہ یہود کا ان پر کتنا اثر ورسوخ تھا۔ باوجودیکہ ان کا عقیدہ علیحدہ تھا اور یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ یہودی پاس سے گزریں اور یہ سلوٹ نہ ماریں۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو لوگوں نے اصل علم دیکھا، اخلاق دیکھے، کردار سامنے آیا تو آنکھیں کھل گئیں۔ معلوم ہوا کہ یہود کے پاس تو شعبدہ بازی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ یہودی کے پاس سے گذرے تو وہ انتظار کرتا کہ یہ مجھے سلام کرے گا لیکن وہ نہیں کرتا تھا۔ اس پر یہودی بڑے کڑھتے تھے کہ یہ لوگ تو ہمیں سلوٹ کئے بغیر نہیں گزرتے تھے اور

اب ہمیں پوچھتا بھی کوئی نہیں ہے۔کہنے لگے یہ ساری وجہ آنحضرت ﷺ کی ہے کہ ان کے آنے سے ہمارے حالات تبدیل ہوئے ہیں۔تو پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ پر مختلف قسم کے الزامات لگانے شروع کیے جو دشمن کا طریقہ ہوتا ہے۔جیسے اس وقت دشمنوں نے طالبان حکومت کیخلاف پروپیگنڈا شروع کیا ہوا ہے کیونکہ اس وقت وہ دنیا میں واحد اسلامی امارت ہے جس میں مکمل دین نافذ ہے۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کے بعد یہ طالبان کی پہلی حکومت ہے جس میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ ہے۔ درمیان میں نیک دل بادشاہ بہت ہوئے ہیں جیسے سلطان الپ ارسلان سلجوقیؒ، صلاح الدین ایوبیؒ، محمود غزنویؒ، غوریؒ بڑے نیک دل بادشاہ گزرے ہیں مگر من وعن اسلام نافذ نہیں کر سکے حالات ایسے نہیں تھے۔تو عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کے بعد اس وقت پوری دنیا میں اگر خلافت راشدہ کا نظام ہے تو وہ صرف افغانستان میں ہے۔مگر دشمن ہاتھ دھو کر پیچھے پڑا ہوا ہے اور پروپیگنڈا ایسا کرتے ہیں کہ جس سے لوگوں کے ذہن خراب ہوتے ہیں۔تو خیر یہودیوں نے منصوبہ بنایا کہ آنحضرت ﷺ سے سوال کر کے ان کو لوگوں کے سامنے شرمندہ کرو۔یعنی سوال ایسے کرو کہ جن کا یہ جواب نہ دے سکیں پھر لوگوں کو کہو کہ تم لوگ اس کے علم کے بڑے گن گاتے ہو اس کو تو کچھ پتا ہی نہیں ہے۔

یہودیوں کے تین سوالوں کا ذکر :

ایک موقع پر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے تین سوال کیے۔

- ......ایک یہ کہ ہمیں روح کی حقیقت بتلاؤ کیا ہے؟
- ......دوسرا یہ بتلاؤ کہ اصحاب کہف کون بزرگ تھے، ان کے کیا کارنامے ہیں؟
- ......اور تیسرا سوال ذوالقرنین کے متعلق کہ کون بزرگ تھے، ان کے حالات کیا تھے؟

یہ تین سوال یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کل بتادوں گا زبان سے ان شاء اللہ نہ کہہ سکے۔ اس بات کا تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ آپ ﷺ کے دل میں یہ خیال ہو کہ رب کی مشیت کے بغیر میں یہ کرلوں گا۔ یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بس زبان سے نہ کہہ سکے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ کسی کا پابند نہیں ہے وہ ہر ایک سے پوچھ سکتا ہے چاہے کتنی بڑی سے بڑی ہستی کیوں نہ ہو۔ ایک دن گزرا تو وہ آئے کہ ہمارے سوالوں کا جواب نہیں آیا ہمارے سوالوں کا جواب دو فَتَاَخَّرَ الْوَحْیُ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ پندرہ دن وحی نہ آئی۔ یہودیوں نے بغلیں بجانا شروع کیں روزانہ آکر سوال کرتے، تنگ کرتے، ستاتے، جواب دو۔ پندرہ دن کے بعد وحی آئی وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ [کہف:۲۳] ''اور نہ کہیں آپ کسی چیز کے بارے میں کہ میں اس کو کرنے والا ہوں کل مگر یہ کہ ساتھ ان شاء اللہ کہو۔'' مگر یہ اللہ چاہے گا تو ہوگا۔ اس مقام پر روح کے متعلق ذکر ہے اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے بارے میں سورہ کہف میں قدرے تفصیل آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَیَسْئَلُوْنَکَ اور سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے عَنِ الرُّوْحِ روح کے بارے میں کہ روح کیا چیز ہے؟ قُلِ آپ کہہ دیں الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ روح میرے رب کا ایک امر ہے۔ جب تک جاندار کے جسم میں رُوح ہے وہ حیات ہے روح نکلی تو ممات ہے۔ پھر محض دھڑ ہے اور اس کی حقیقت تم نہیں جان سکتے۔ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر بہت تھوڑا۔ روح کی حقیقت کو صرف رب تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ بس اس بدن میں جب تک روح ہے زندگی ہے جب نکل جائے تو لاشئ ہے۔ جس طرح اس جسم کی زندگی روح کیساتھ ہے اسی طرح

روحانی حیات قرآن پاک کے ذریعے ہے۔ اس وقت آسمانی کتابوں میں سے صرف قرآن کریم ہے جس کیساتھ تمام اقوام عالم کی زندگی وابستہ ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَئِنْ شِئْنَا اوراگرالبتہ ہم چاہیں لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ البتہ ہم لے جائیں سلب کرلیں وہ چیز جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا پھر آپ نہیں پائیں گے اپنے لئے اس کی وجہ سے ہمارے خلاف کوئی وکیل۔

کرنا اور چیز ہے اور کرسکنا اور چیز ہے :

یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے واپس نہیں لیا چھینا نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قدرت بتلائی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ تو کرنے اور کر سکنے میں بڑا فرق ہے۔ اہل حق کا یہی مسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرسکتا ہے باقی بالفعل کسی چیز کا کرنا یا نہ کرنا وہ الگ بات ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو دوزخی کہا ہے اور جائے گا بھی دوزخ میں رب تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا لیکن اگر اس کیخلاف کرنا چاہے کہ اس کو جنت میں بھیج دے تو کرسکتا ہے قدرت حاصل ہے۔

معتزلہ، رافضی، خارجی، بریلوی یہ چار طبقے کہتے ہیں کہ رب اس کیخلاف کر ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ فرما چکا ہے لہذا کر ہی نہیں سکتا۔ اہل حق کہتے ہیں کہ کرے گا نہیں لیکن اگر کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ اب دیکھو انہی آیات پر غور کرو کہ قرآن کریم رب تعالیٰ نے آپ ﷺ سے چھینا تو نہیں ہے لیکن قدرت بتلائی ہے وَلَئِنْ شِئْنَا اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں آپ سے وہ وحی جو ہم نے آپ کی طرف کی ہے۔ قدرت اللہ اور ہے اور سنت اللہ اور ہے، کرنا اور ہے اور کرسکنا اور ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا جواب :

ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ بہت بڑی شخصیت گذرے ہیں ان کی وجہ سے ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے۔ اکبر نے بے دینی پھیلائی۔ جیسے ہمارے حکمران بے دین ہیں وہ بھی ایسا ہی تھا اور اس بے دینی کو دین کی شکل دے دی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو انہوں نے اکبری دین کا خوب مقابلہ کیا اور لوگوں کے ذہن صاف کئے۔ حکمران طبقے نے ہمیشہ یہ چاہا ہے کہ اتنا اسلام رہے کہ جس سے ہماری کرسی محفوظ رہے۔ اس سے زیادہ کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔ حضرت کے مکتوبات بڑی بڑی جلدوں میں ہیں جن میں توحید، رسالت، قیامت، تصوف کے علوم سے بھرے ہوئے ہیں دفتر کے دفتر ہیں۔ مکتوبات شریف میں ہے کہ ایک سائل نے سوال کیا کہ حضرت یہ بتلاؤ کہ ایک آدمی نیک متقی پرہیزگار ہے اللہ تعالیٰ نے اس کیساتھ جنت کا وعدہ کیا ہے کیا رب اس کو دوزخ میں ڈال سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت مجدد الف ثانیؒ چونکہ حضرت عمرؓ کی نسل میں سے تھے فاروقی تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا خاندان بھی فاروقی ہے۔ وہ آبائی اثرات سب میں موجود ہیں کہ اَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔ تو دین کے معاملے میں سختی سب میں موجود ہے۔ تو حضرت نے پوچھنے والے کو جواب دیا کہ ایک نیک کے متعلق پوچھتے ہو''اگر ہمہ را دوزخ فرستاد جائے اعتراض نیست۔'' تمام نیکوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں پھینک دے تو اس کو کوئی پوچھ نہیں سکتا ہے۔ مگر ایسا کرے گا نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قرآن چھینا نہیں ہے لیکن قدرت بتلائی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو لے جائیں وہ وحی جو ہم نے آپ کی طرف کی ہے۔ ہمیں قدرت ہے پھر آپ اپنے لئے ہمارے خلاف

کسی کو وکیل بھی نہیں پائیں گے لیکن کرتے نہیں۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ مگر رحمت ہے تیرے رب کی طرف سے جو قرآن کو باقی رکھا ہے آپ کے سینے میں اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا بیشک اللہ تعالیٰ کا فضل ہے آپ پر بڑا۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے سب سے بلند اور اونچی آپ ﷺ کی شان ہے۔ آپ ﷺ کی شان کو نہ عرش پہنچ سکتا ہے نہ کرسی، نہ لوح، نہ قلم، کوئی چیز اس درجے کو نہیں پہنچ سکتی نہ اس جہان میں اور نہ آخرت میں۔ مگر اس رتبے اور درجے کے باوجود آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکام کے پابند ہیں۔ خدائی اختیارات خدا کے پاس ہیں آپ ﷺ کے پاس نہیں ہیں۔

قرآن کریم کے سچے ہونے کی دلیل :

آگے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے متعلق فرمایا ہے قُلْ آپ کہہ دیں لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ اگر جمع ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس بات پر کہ لائیں اس قرآن کے مثل۔ اس قرآن جیسی کتاب بنا کر لائیں لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ نہیں لا سکتے اس کتاب کی مثل وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا اور اگرچہ ہوں ان کے بعض بعض کے مددگار۔ پوری طاقت کیساتھ ایک دوسرے کی مدد کریں پھر بھی نہیں لا سکتے۔ سالہا سال اس چیلنج پر گزر گئے ہیں آج تک اس چیلنج کو کوئی قبول نہیں کر سکا نہ آج تک کوئی لا سکا ہے اور نہ قیامت تک لا سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی قرآن پاک جیسی دس سورتیں لے آؤ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ [ہود: ۱۳] "لاؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی۔" اگر تم کہتے ہو کہ یہ گھڑ کے لایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو، جنات، انسان، فرشتے۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ

مِثْلِہٖ [بقرہ: ۲۳] ''اور اگر ہو تم شک میں اس چیز کے متعلق جو ہم نے نازل کی ہے اپنے بندے پر پس لے آؤ تم ایک سورت چھوٹی سی اس جیسی۔'' قرآن پاک کی تین سورتیں سب سے چھوٹی ہیں۔

○......ایک سورۃ العصر ○......دوسری سورۃ الکوثر ○......اور تیسری سورۃ النصر۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر سب انسانوں، فرشتوں اور جنات کو ساتھ ملا لو تم قرآن پاک کی چھوٹی سی سورت کے مثل نہیں لا سکتے۔ بڑی کوشش کی گئی ہے مگر آج تک کوئی نہیں لا سکا اور نہ قیامت تک لا سکے گا۔ مسیلمہ کذاب نے ایک قرآن بنایا تھا جو معمولی سی بھی عربی جانتا ہے اس کو پڑھ کر ہنسے گا کہ یہ کیا خرافات ہیں اس کو پڑھتے ہی شرم آتی ہے۔ تو فرمایا اس قرآن جیسا قرآن نہیں لا سکتے چاہے ایک دوسرے کی مدد کریں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ اس قرآن کریم میں ہر قسم کی مثالیں۔ کبھی نقلی دلائل بیان کئے کبھی عقلی دلائل بیان کئے، کبھی آسمان کی طرف توجہ دلائی، کبھی زمین کی طرف توجہ دلائی، کبھی پہاڑوں کی طرف، کبھی انسان کو اپنے وجود کی طرف توجہ دلائی کہ اے انسان! تم اپنی حقیقت کو دیکھو تم کیا تھے۔ سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی مثال بیان فرمائی ہے۔ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر نہ ماننے کا۔ ہمیشہ اکثریت انکار پر ہی رہی ہے۔ آج بھی اور قیامت تک رہے گی۔ حق کو ماننے والے ہمیشہ بہت تھوڑے رہے ہیں اس لئے قلت سے نہ گھبراؤ۔ اس وقت دنیا کی آبادی چھ ارب بتلاتے ہیں جن میں سوا ارب مسلمان ہیں جو کلمہ پڑھنے والے ہیں مگر اس میں بھی سارے حقیقتاً کلمہ پڑھنے والے نہیں ہیں کہ ان میں رافضی بھی ہیں، ذکری، بابی اور قادیانی بھی ہیں،

منکرین حدیث بھی ہیں باطل فرقوں کیساتھ مردم شماری کی ہے۔لیکن صحیح معنٰی میں مسلمان کتنے ہیں۔حقوق اللہ ادا کرنے والے اور حقوق العباد ادا کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد عورت کو ایمان پر قائم رکھے۔(آمین)

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًاۙ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًاۙ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ قَبِیْلًاۙ﴿۹۲﴾ اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۠﴿۹۳﴾ ع

وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ پر حَتّٰى یہاں تک کہ تَفْجُرَ لَنَا بہادیں آپ ہمارے لئے مِنَ الْاَرْضِ زمین سے یَنْۢبُوْعًا چشمے اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ یا ہو آپ کیلئے باغ مِّنْ نَّخِیْلٍ کھجوروں کا وَّعِنَبٍ اور انگوروں کا فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ پس چلائیں آپ نہریں خِلٰلَهَا اس باغ کے درمیان تَفْجِیْرًا چلادینا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ یا آپ گرادیں آسمان کو كَمَا زَعَمْتَ جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں عَلَیْنَا ہمارے اوپر كِسَفًا ٹکڑے کر کے اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ یا آپ لے آئیں اللہ تعالیٰ کو وَالْمَلٰٓىٕكَةِ اور فرشتوں کو قَبِیْلًا سامنے اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ یا ہو آپ کیلئے مکان مِّنْ زُخْرُفٍ سنہری اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ یا آپ چڑھ جائیں آسمان کی طرف وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ اور ہم ہرگز تصدیق نہیں کریں گے آپ کے چڑھ

جانے کی حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا یہاں تک کہ آپ اتار لائیں ہم پر کِتٰبًا کتاب نَّقْرَؤُهٗ جس کو ہم پڑھیں قُلْ آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّیْ پاک ہے میرا رب هَلْ كُنْتُ نہیں ہوں میں اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا مگر بشر ہوں رسول ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبروں کی تصدیق کیلئے بہت سے معجزات ان کے ہاتھ پر صادر فرمائے۔ آنحضرت ﷺ کیلئے بھی بہت سارے معجزات صادر فرمائے۔ یہ قرآن پاک جس کے متعلق کل گذر چکا ہے کہ اس جیسی کوئی چھوٹی سی سورت نہیں لاسکتا چاہے ساری دنیا اکٹھی ہو جائے اور آپ کا یہ معجزہ قیامت تک رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے چاند کو دوٹکڑے کیا سب نے آنکھوں سے دیکھا اور اسی سورت میں تم پڑھ چکے ہو کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج جسمانی کرایا یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود ایمان نہیں لائے۔ ضد عناد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

کافروں کے مطالبات کا تذکرہ :

اس مقام پر کافروں کے ان مطالبات کا ذکر ہے جن کی ان لوگوں نے فرمائش کی تھی کہ اگر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو ان چیزوں کو صادر فرمائیں پھر ہم مانیں گے۔ وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ پر حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا یہاں تک کہ آپ بہادیں چلادیں ہمارے لئے مِنَ الْاَرْضِ زمین سے يَنْبُوْعًا چشمے۔ اس وقت مکہ مکرمہ میں صرف زمزم کا چشمہ ہوتا تھا قریب کوئی جگہ تھی جہاں پانی کے کچھ چھوٹے چھوٹے چشمے ہوتے تھے۔ پہاڑی علاقہ ہے پانی کی بڑی قلت ہوتی تھی۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پانی کی بڑی سہولت ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے زبیدہ رحمہا اللہ تعالیٰ کو کہ سب چشموں کا پانی جمع کر کے مکہ مکرمہ پہنچایا۔ نہر

زبیدہ کی وجہ سے مکہ والے خوشحال ہیں اسی کا پانی پیتے ہیں۔(اب یہ نہر بند ہوچکی ہے اس کے نشانات موجود ہیں اور کہیں کہیں پانی کھڑا بھی نظر آتا ہے لیکن نہر چالو نہیں ہے۔لیکن 24 اگست 2010 بروز منگل کو شاہ عبداللہ نے اعلان کیا ہے کہ میں نہر زبیدہ کو مکہ والوں کیلئے وقف کرتا ہوں۔چنانچہ اب یہ نہر دوبارہ جاری کردی جائے گی۔بلوچ)

تو کافروں نے کہا کہ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ پر یہاں تک کہ آپ بہا دیں ہمارے لئے چشمے۔پتا چلے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور یہ قدرت اور طاقت آپ کو حاصل ہے۔ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ یا ہو آپ کیلئے باغ مِّنْ نَّخِيْلٍ کھجوروں کا وَّعِنَبٍ اور انگوروں کا۔ہمیں نہ دینا آپ کا ہی ہو ہم یہ دیکھیں کہ پیغمبر کا باغ ہے فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا پس چلائیں آپ نہریں اس باغ کے درمیان میں چلانا۔تا کہ ہم پیغمبر کی خصوصیت تو سمجھیں۔اب حال یہ ہے کہ ہمیں تو سیر ہو کر روٹی ملتی ہے آپ کو تو سیر ہو کر کھانا بھی نہیں ملتا۔احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو دو دن تین دن مسلسل گندم کی روٹی سیر ہو کر نصیب نہیں ہوئی۔سالن کیساتھ جو کی روٹی کسی وقت ملی اور کسی وقت نہیں ملی۔کبھی ستو کھا لئے،کبھی کھجوریں اور کبھی دودھ پر گزارہ کیا۔تو اگر آپ خدا کے پیغمبر ہیں تو تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہونا چاہئے درمیان میں نہریں بہتی ہوں تا کہ معلوم ہو کہ خدا کا پیغمبر ہے۔آپ لوگوں کو ڈراتے ہیں کہ اگر میری بات نہیں مانو گے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو تم پر آسمان سے پتھر برسیں گے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی قوم پر برسے تھے اور ہوسکتا ہے کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تم پر گر پڑے۔اس کا ذکر ہے اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ یا آپ گرادیں آسمان کو كَمَا زَعَمْتَ جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں عَلَيْنَا ہمارے اوپر كِسَفًا ٹکڑے کر کے۔كِسْفَةٌ کی جمع ہے،آسمان کے

ٹکڑے ہم پر گرا دیں۔ ہم مر جائیں گے اور میدان آپ کیلئے صاف ہو جائے گا۔ خوشی نہیں دکھا سکتے تو اس طرح کرو۔ اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا یا ایسا کرو کہ لے آؤ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو سامنے۔ قَبِيْلًا کا معنٰی ہوتا ہے بالکل سامنے۔ آگے اللہ تعالیٰ کھڑے ہوں اور پیچھے فرشتے کھڑے ہوں اور کہیں کہ یہ میرا پیغمبر ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی تائید کریں کہ ہاں واقعی یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں پھر ہم مانیں گے اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ یا آپ کیلئے مکان ہو سنہری۔ دیواریں سونے کی، چھت سونے کی، دروازے کھڑکیاں سونے کی، پلنگ کرسیاں سونے کی، ہمیں پتا تو چلے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے ہمیں نہ دینا آپ کیلئے ہی ہوتا کہ نبی غیر نبی کا فرق ہمیں معلوم ہو۔ اور صورت حال یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کے پاس رہائش کیلئے مکان نہیں تھا۔ جس مکان میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے اس پر آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا قبضہ تھا۔ پھر اس کے بڑے بیٹے طالب نے اس پر قبضہ کر کے سارا مکان بیچ دیا اور اپنے باقی تین بھائیوں کو بھی حصہ نہ دیا۔ باقی تینوں بھائی مسلمان ہو کر فوت ہوئے ہیں۔ حضرت عقیل ؓ، حضرت جعفر ؓ، حضرت علی ؓ اور ایک ہمشیرہ تھی اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ فاختہ اس کا نام تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آج اس کے نام پر حرم کا ایک دروازہ ہے "باب اُمّ ہانی" اندر بھی بڑے جلی حروف میں لکھا ہوا ہے اور باہر بھی۔ تو طالب نے وہ مکان بیچ کر رقم ساری خورد برد کر دی۔ ۸ھ میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا حضرت! اب آپ اپنے مکان میں ٹھہریں گے جو آپ کا آبائی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مکان ہمارے لئے کہاں چھوڑا ہے طالب نے اور عقیل نے وہ مکان تو ختم ہو گیا۔ فرمایا خیف بنی کنانہ میں ٹھہریں گے۔ یہ ایک جگہ تھی اوپر چھپر (شہتیر) پڑا ہوا تھا اور مشرک یہاں

اکٹھے ہو کر گپیں مارتے تھے ۔ جہاں کافروں نے ہمارے خلاف سازش کی تھی اَنْ لَّا یُنَاکِحُوْهُمْ وَلَا یُبَایِعُوْهُمْ. کہ وہ مسلمانوں کیساتھ نہ نکاح کریں گے اور نہ خرید وفروخت کریں گے ۔ اور رب تعالیٰ کی قدرت بتلائی کہ جس جگہ تم نے ہمارے خلاف کاروائی پر اتفاق کیا تھا آج وہاں ہمارا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ تو آپ ﷺ کے پاس تو سادہ مکان بھی نہیں تھا چہ جائیکہ سونے کی کھڑکی ہوتی۔ پھر جب حضرت خدیجہ الکبریٰ کیساتھ نکاح ہوا تو ان کے اپنے ذاتی مکان تھے ان میں آپ ﷺ رہتے تھے۔ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ یا آپ چڑھ جائیں آسمان کی طرف وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ اور ہم ہرگز تصدیق نہیں کریں گے آپ کے چڑھ جانے کی حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ یہاں تک کہ آپ اتار لائیں ہم پر کتاب جس کو ہم پڑھیں۔ ہمارے سامنے آپ آسمان کی طرف جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو کتاب دے ہم دیکھ رہے ہوں وہ کتاب آپ لے کر آئیں اس کو ہم پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں پھر ہم مانیں گے۔

آنحضرتؐ بشر تھے اور آپؐ کے پاس خدائی اختیارات نہیں تھے :

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ان مطالبات کے جواب میں آنحضرت ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان پر اپنی حیثیت خود واضح فرما دیں اور ان کو بتا دیں کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں میں خدا نہیں ہوں اور نہ ہی خدائی اختیارات میرے پاس ہیں۔ فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّیْ پاک ہے میرا رب ہر عیب، نقص اور کمزوری سے۔ وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کرسکتا ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا نہیں ہوں میں مگر بشر ہوں رسول ہوں۔ میں نے خدائی کا دعویٰ کب کیا ہے کہ تم خدائی افعال کا مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔ میں تو انسان ہوں دوسرے انسانوں کی طرح اور دوسرے رسولوں کی طرح رسول

ہوں۔ اور انبیاء کے بس میں یہ نہ تھا کہ وہ اپنے اختیار سے معجزات صادر کریں۔ اس سے صراحت کیساتھ معلوم ہوا اگر جناب نبی کریم ﷺ کے اختیار اور بس میں یہ ہوتا کہ وہ معجزات کو ظاہر کر سکتے تو اس سے بڑھ کر مناسب موقع اور کیا ہو سکتا تھا جس میں مشرکین نے از روئے تعنت وعناد اور از روئے فرمائش اور امتحان آپ ﷺ سے یہ معجزات طلب کئے تھے اور آپ ﷺ ان کے ایمان لانے کے حریص بھی تھے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ارشاد ہوا کہ آپ صاف لفظوں میں فرمادیں کہ جیسے پہلے پیغمبر آئے اور وہ بشر اور آدمی تھے کسی پیغمبر کو خدائی اختیارات حاصل نہیں تھے ان کا تو صرف یہ کام تھا کہ جو حق تعالیٰ کی طرف سے ملا وہ انہوں نے بلا کم وکاست پہنچادیا اور اپنے ہر کام کو خدائے واحد کے سپرد کیا کہ میں اپنا فریضہ رسالت ادا کر رہا ہوں۔ فرمائشی معجزے دکھانا نہ دکھانا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے چاہے تو دکھائے اور چاہے تو نہ دکھائے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورہ مومن آیت نمبر ۷۸ میں ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ''کسی نبی یا رسول کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ از خود کوئی نشانی یا معجزہ پیش کرے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔'' اور یہ بھی بتادیا کہ میں انسان ہوں فرشتہ اور نوری مخلوق نہیں۔ اور جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں وہ سارے کے سارے انسان تھے بشر تھے آدم علیہ السلام کی اولاد تھے۔ سب سے پہلے بشر کو حقیر سمجھنے والا ابلیس ہے۔ چودھویں پارے میں ہے لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ [حجر :۳۳] ''میں نہیں ہوں کہ سجدہ کروں بشر کو جس کو تو نے پیدا کیا ہے گارے سے۔'' ناری ہو کر خاکی مخلوق کو سجدہ کروں۔ اور سب سے پہلے بشر کی تعظیم فرشتوں نے کی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سجدہ تعظیمی کر کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّيْ پاک

ہے میرا رب ہر عیب سے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا نہیں ہوں میں مگر بشر ہوں رسول ہوں۔ خدائی اختیارات میرے پاس نہیں ہیں یہ جو کام تم کہتے ہو کہ یہ کرو اور یہ کرو اور یہ کرو یہ بندے کے بس میں نہیں ہے۔ یہ اللہ کے کام ہیں اور اللہ ہونے کا دعویٰ میں نہیں کرتا میں تو بشر ہوں رسول ہوں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اور نہیں روکا لوگوں کو اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اس بات سے کہ وہ ایمان لائیں اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى جس وقت آگئی ان کے پاس ہدایت اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا مگر اس بات نے کہ انہوں نے کہا اَبَعَثَ اللّٰهُ کیا بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے بَشَرًا رَّسُوْلًا بشر رسول بنا کر قُلْ آپ کہہ دیں لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ اگر ہوتے

زمین میں مَلٰٓئِکَۃٌ فرشتے یَّمْشُوْنَ چلتے پھرتے مُطْمَئِنِّیْنَ بسنے والے لَنَزَّلْنَا
عَلَیْهِمْ البتہ ہم نازل کرتے ان پر مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے مَلَکًا رَّسُوْلًا
فرشتے کو رسول بنا کر قُلْ آپ کہہ دیں کَفٰی بِاللّٰهِ کافی ہے اللہ تعالیٰ شَهِیْدًا
گواہ بَیْنِیْ میرے درمیان وَبَیْنَکُمْ اور تمہارے درمیان اِنَّهٗ کَانَ بیشک وہ ہے
بِعِبَادِهٖ اپنے بندوں کے بارے میں خَبِیْرًا خبردار بَصِیْرًا دیکھنے والا وَمَنْ یَّهْدِ
اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے فَهُوَ الْمُهْتَدِ پس وہی ہدایت پانے والا
ہے وَمَنْ یُّضْلِلْ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ پس ہرگز نہ
پائیں گے آپ ان کیلئے اَوْلِیَآءَ کوئی کارساز مِنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ کے سوا
وَنَحْشُرُهُمْ اور ہم ان کو اکٹھا کریں گے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن عَلٰی
وُجُوْهِهِمْ چہروں کے بل عُمْیًا اندھے ہونگے وَّبُکْمًا اور گونگے ہونگے
وَّصُمًّا اور بہرے ہونگے مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ٹھکانہ ان کا جہنم ہوگا کُلَّمَا خَبَتْ
جس وقت وہ بجھنے لگے گی زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ہم زیادہ کردیں گے اس کے شعلوں کو
ذٰلِکَ جَزَآؤُهُمْ یہ ان کا بدلہ ہوگا بِاَنَّهُمْ کَفَرُوْا اس لئے کہ انہوں نے انکار
کیا بِاٰیٰتِنَا ہماری آیتوں کا وَقَالُوْٓا اور انہوں نے کہا ءَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا کیا جس
وقت ہم ہوجائیں گے ہڈیاں وَّرُفَاتًا اور چورا چورا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا بیشک
البتہ ہم کھڑے کیے جائیں گے خَلْقًا جَدِیْدًا نئی مخلوق بنا کر اَوَلَمْ یَرَوْا کیا نہیں
دیکھا ان لوگوں نے اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ بیشک اللہ تعالیٰ وہ ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو قَادِرٌ قادر ہے عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ اس پر کہ وہ پیدا کرے ان جیسوں کو وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا اور بنائی اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے میعاد لَّا رَيْبَ فِيْهِ جس میں کوئی شک نہیں ہے فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ پس انکار کیا ظالموں نے اِلَّا كُفُوْرًا مگر انکار کرنا قُلْ آپ کہہ دیں لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ اگر ہوتے تم مالک خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ اس وقت البتہ تم روک لیتے خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ختم ہونے کے خوف سے وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا اور ہے انسان تھوڑ دل والا بخیل۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام تک كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً [بقرہ: ۲۱۳] ''سب لوگ ایک ہی دین پر تھے۔'' اور گناہ ہوتے تھے لیکن کفر شرک نہیں تھا دنیا میں مشرک قوم کی طرف جو پہلے پیغمبر مبعوث ہوئے وہ نوح علیہ السلام تھے۔ ان کی قوم شرک میں ڈوبی ہوئی تھی۔ پانچ بزرگوں کی پوجا کرتی تھی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ وَدّ حضرت ادریس علیہ السلام کا لقب تھا اور باقی چار ان کے نیک اور بزرگ بیٹے تھے۔ ان پانچ بزرگوں کے انہوں نے مجسمے بنائے ہوئے تھے اصل پوجا ان بزرگوں کی ہوتی تھی۔

سب سے پہلے قومِ نوحؑ نے بشریتِ پیغمبر کا انکار کیا :

حضرت نوح علیہ السلام نے جب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا ہے تو اس قوم نے کہا کہ تم تو بشر ہو بشر پیغمبر کس طرح بن گیا؟ تو یہ پہلی قوم تھی جنہوں نے پیغمبر کی بشریت کا انکار کیا۔ اس کے بعد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے بھی

کہا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''نہیں ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری طرح کا (یہ پیغمبر کس طرح بن گیا) یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ [مومنون: ۳۳] یہ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔'' نبی کیسے بن گیا؟ یہ عقیدہ کافروں کا بدستور آنحضرت ﷺ کے دور تک رہا ہے کہ پیغمبر کو بشر نہیں ہونا چاہئے اور جو بشر ہے وہ پیغمبر نہیں ہے۔

اس کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اور نہیں روکا لوگوں کو اَنْ يُّؤْمِنُوْآ اس بات سے کہ وہ ایمان لائیں اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى جس وقت آگئی ان کے پاس ہدایت اِلَّآ اَنْ قَالُوْآ مگر اس بات نے کہ انہوں نے کہا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا کیا بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر۔ اس نظریے نے ان کو ایمان سے روکا کہ بشر ہو کر نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ بشریت اور نبوت کو آپس میں ضد سمجھتے تھے۔ جیسے آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے مشرکوں کے نزدیک بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا، بشر ہے تو نبی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ فرمادیں لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ اگر ہوتے زمین میں فرشتے يَّمْشُوْنَ چلتے پھرتے مُطْمَئِنِّيْنَ بسنے والے۔ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے اور زمین کی خلافت فرشتوں کو دی ہوتی لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا البتہ ہم نازل کرتے ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر۔ لیکن خلافت ارضی چونکہ انسان کو دی ہے لہذا ان کی ہدایت کیلئے بشر ہی رسول ہوگا۔ آدم علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے زمین پر جنات کا اقتدار تھا لیکن ان میں اتنی استعداد اور صلاحیت نہیں تھی کہ نبوت کے عہدے پر فائز ہوں۔ علماء اسلام نے یہ تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ جنات کو بتلاتے تھے یہ کام کرنا ہے اور یہ کام نہیں کرنا۔

کیونکہ نبوت ورسالت اعلیٰ عہدہ ہے اس کے سنبھالنے کی ان میں لیاقت نہیں تھی۔ جنات زمین میں فتنہ فساد، قتل وغارت کرتے تھے جوانسان کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمین کی خلافت انسانوں کے حوالے کی۔ فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه ''بیشک میں بنانے والا ہوں زمین میں خلیفہ۔'' تو زمین میں انسان کو آباد کیا اور اس کی اصلاح کیلئے بشر ہی چاہیے تھا۔

فرشتہ انسانوں کیلئے نمونہ نہیں بن سکتا :

بڑی واضح بات ہے کیونکہ فرشتہ انسان کیلئے نمونہ نہیں بن سکتا تھا۔ مثلاً جبرائیل علیہ السلام جیسی شخصیت نبی ہوتی تو انسانوں کا اس میں کوئی فائدہ نہیں تھا کہ اس کو بھوک کا پتا اور نہ پیاس کا احساس۔ بس وہ فرماتے کہ تم روزے رکھو نہ کھانا ہے نہ پینا۔ وہ نہیں جانتے کہ بھوک کیا بلا ہے اور پیاس کیا چیز ہوتی ہے؟ گرمی کے روزوں کا ان کو کیا احساس ہوتا کہ گرمی میں روزہ رکھنا کیسا ہوتا ہے۔ بس اس نے تو آڈر ہی جاری کرنا تھا ان چیزوں کا احساس تو اس کو ہو سکتا ہے کہ جس کو خود بھوک لگے اور بھوک کی وجہ سے پیٹ پر دو پتھر باندھے اور پیاس لگے تو پانی کو تلاش کرے۔ بیٹے کے فوت ہونے کے صدمے کا فرشتے کو کیا معلوم، ماں باپ، عزیز رشتہ داروں کے فوت ہونے کی تکلیف کا فرشتے کو کیا پتا۔ جس کا نہ باپ، نہ ماں، نہ بیٹا، نہ بیٹی، نہ بہن، نہ بھائی، اگر ان میں سے کوئی فوت ہوتا تو فرشتہ محض تلقین کرتا کہ رونا نہیں صبر کرنا ہے۔ کوئی کہتا کہ میرے سر میں درد ہے تو فرشتے کو سر درد کا کیا احساس ہوتا؟ نمونہ وہ بن سکتا تھا جس کو ان تمام چیزوں کا احساس ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [الاحزاب:۲۱] ''البتہ تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔'' اگر کوئی باپ ہے تو باپ بن کر دکھایا ہے، خاوند

ہے تو خاوند بن کر دکھایا ہے، استاد بن کے دکھایا ہے شاگردوں کیساتھ برتاؤ بتلایا ہے۔ غمی خوشی، بھوک پیاس، دکھ درد ہر حال میں نمونہ ہیں۔ تو انسانوں کیلئے نمونہ انسان ہی بن سکتا ہے جو کھائے بھی پئے بھی اس کو دکھ درد کا احساس بھی ہو۔ سورۃ فرقان آیت نمبر ۷ میں ہے کافروں نے کہا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ ''کیا ہے اس رسول کو کھانا کھاتا ہے اور چلتا ہے بازاروں میں اور پھر کہتا ہے میں نبی ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸ میں دیا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ ''ہم نے رسولوں کو ایسے جسم نہیں دیئے کہ وہ کھانا نہ کھائیں۔'' وہ بشر ہیں اور بشری تقاضے سارے ان کے ساتھ ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے حکمت بتلائی کہ ہم نے فرشتے کو پیغمبر بنا کر اس لئے نہیں بھیجا کہ زمین کی خلافت ہم نے انسان کو دی ہے لہذا انسانوں کی رہنمائی کیلئے انہی میں سے نبی ہونا چاہیے۔

قُلْ آپ کہہ دیں كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ نے کیسی گواہی دی ہے اور بات کو کیسی تحقیق کیساتھ بیان کیا ہے اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا بیشک اللہ تعالیٰ ہے اپنے بندوں کے بارے میں خبردار دیکھنے والا۔

اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کا مطلب :

بات یہ ہے کہ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس وہی ہدایت پانے والا ہے۔ اور یہ بات تم تیرہویں پارے میں پڑھ چکے ہو کہ رب تعالیٰ ہدایت اس کو دیتا ہے اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو رجوع ہی نہیں کرتا تو جبراً اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ

مِنْ دُوْنِہٖ اور جس کو گمراہ کردے پس آپ ہرگز نہیں پائیں گے ان کیلئے کوئی کارساز اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اور گمراہ کن کو کرتا ہے؟ یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ [مومن:۷۴] ''گمراہ کرتا ہے کافروں کو۔'' جو کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ [صف:۵] ''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کردیا۔'' جب کوئی غلط راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرف چلا دیتا ہے۔ اور کوئی رب کی طرف آنا چاہے تو اس کی اپنے راستوں کی طرف راہنمائی فرما دیتا ہے۔ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۹ میں ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ''اور جو کوشش کرتے ہیں ہمارے لیئے ہم ضرور راہنمائی کرتے ہیں ان کی اپنے راستوں کی طرف۔'' ہم مزید آنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔ ہدایت اور گمراہی دونوں چیزیں اختیاری ہیں فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورہ کہف] ''پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' جبر کسی بات پر نہیں ہے۔ وَنَحْشُرُهُمْ اور ہم ان کو اکٹھا کریں گے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ان کے چہروں کے بل۔ ٹانگیں اوپر اور سر نیچے ہونگے۔ جب قبروں سے نکلیں گے تو سر کے بل چلیں گے۔ عُمْيًا اندھے ہونگے وَّبُكْمًا اور گونگے ہونگے وَّصُمًّا اور بہرے ہونگے۔ یہ تھوڑا سا عرصہ ایسے رہیں گے پھر ان کی آنکھیں بھی لوٹا دی جائیں گی اور سنیں گے بھی اور زبان سے بولیں گے بھی واویلا کریں گے لیکن اس وقت ان کو واویلے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت وہ سر کے بل کیسے چلیں گے تو فرمایا جس رب نے پاؤں پر چلایا ہے وہ سر کے بل بھی چلا سکتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ان کی کھوپڑیاں الٹی تھیں۔ دنیا میں ان کی چال الٹی تھی اور جن کی چال سیدھی تھی وہ سیدھے پاؤں پر کھڑے ہو

نگے۔اور جن کی چال الٹی تھی مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ٹھکانہ ان کا دوزخ ہوگا کُلَّمَا خَبَتْ جس وقت وہ بجھنے لگے گی اس کے شعلے مدہم ہونگے زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ہم زیادہ کردیں گے اس کے شعلوں کو، اور تیز کردیں گے۔فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا [سورہ نبا:۳۰] ''پس عذاب کا مزہ چکھو پس ہم نہیں زیادہ کریں گے تمہارے لئے مگر عذاب۔'' دن بدن عذاب میں اضافہ ہوگا جیسے جنتیوں کی نعمتوں اور خوشیوں میں اضافہ ہوگا۔آج کے کھانے کی لذت اور ہوگی اور کل کے کھانے کی لذت اور ہوگی شکل اگرچہ ملتی جلتی ہوگی۔ان کی لذتوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور کافروں کے عذاب میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ یہ ان کا بدلہ ہوگا۔کیوں؟ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وَقَالُوْٓا اور انہوں نے کہا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا کیا جس وقت ہم ہوجائیں گے ہڈیاں وَّرُفَاتًا اور چوراچورا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا کیا ہم بیشک کھڑے کیے جائیں گے نئی مخلوق بناکر۔وہ کہتے تھے کہ جب ہم ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، خاک ہوجائیں گے تو پھر دوبارہ انسان بنائیں جائیں گے یہ چیز ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ يَرَوْا کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہے اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بیشک اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ قادر ہے وہ اس پر کہ وہ پیدا کرے ان جیسوں کو۔جس رب نے زمین آسمان پیدا کیے ہیں اور ابتداءً پیدا کیا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ دوبارہ پیدا کرے وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا اور بنائی اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے میعاد لَّا رَيْبَ فِيْهِ جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ہر آدمی کی موت کا ایک وقت مقرر ہے مگر رب تعالیٰ نے کسی کو بتلایا نہیں ہے اگر بتلادے تو دنیا کا نظام ہی معطل ہوجائے۔کسی کو علم نہیں ہے چاہے اس نے

آج ہی مرنا ہو اور اگر آج کسی کو بتلا دیا جائے کہ مثال کے طور پر تم نے دس سال بعد مرنا ہے تو وہ آج سے ہی سوکھنا شروع ہو جائے گا اور دنیا کا کوئی کام اس سے نہیں ہو سکے گا۔ یہ رب تعالیٰ کا راز ہے اس نے کسی کو نہیں بتلایا۔ فَاَبٰی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا پس انکار کیا ظالموں نے مگر انکار کرنا۔ انکار ہی کرتے ہیں مانتے نہیں قُلْ آپ کہہ دیں لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اگر ہوتے تم مالک میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے کہ تمہاری مرضی سے کسی کو نبوت ملتی، رسالت ملتی، عہدہ ملتا، ترقی ہوتی تو اِذًا لَّا مْسَکْتُمْ اس وقت البتہ تم روک لیتے خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ختم ہونے کے خوف سے کہ یہ ختم نہ ہو جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ لَوْ کَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ اَوْ کَمَا قَالَ ﷺ ''اگر ابن آدم کے پاس دو میدان ہوں بھرے ہوئے سونے کے تو وہ اس پر مطمئن نہیں ہوگا تیسرا میدان بھی تلاش کریگا اور فرمایا ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔'' قبر کی مٹی ہی اس کو بھرے گی اور کوئی چیز اس کو نہیں بھر سکتی۔ فرمایا اور کیا پوچھتے ہو وَکَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا اور ہے انسان تھوڑے دل والا بخیل اور کنجوس۔ اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے کوئی ہزار میں سے ایک آدھ نکل آئے بڑے دل والا سخی تو علیحدہ بات ہے ورنہ مال کے سلسلے میں سب ایسے ہی ہیں الا ماشاء اللہ۔ بہر حال جو رب تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔

❁ ❁ ❁

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى اور البتہ تحقیق دیں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تِسْعَ اٰيٰتٍ نو نشانیاں بَيِّنٰتٍ بڑی واضح فَسْـَٔلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ پس آپ پوچھ لیں بنی اسرائیل سے اِذْ جَآءَهُمْ جس وقت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ پس کہا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى بیشک میں آپ کے بارے میں خیال کرتا ہوں اے موسیٰ مَسْحُوْرًا تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَقَدْ عَلِمْتَ البتہ تحقیق تو جانتا ہے مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ نہیں نازل کیں یہ نشانیاں اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے بَصَآئِرَ بصیرت کیلئے وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ اور بیشک میں البتہ یقین کرتا ہوں تیرے بارے میں يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا اے فرعون تو ہلاک کر دیا جائے گا فَاَرَادَ پس ارادہ کیا فرعون نے اَنْ

یَسْتَفِزَّهُمْ کہ اکھاڑ دے قدم ان کے مِنَ الْاَرْضِ زمین سے فَاَغْرَقْنٰهُ پس ہم نے غرق کیا فرعون کو وَمَنْ مَّعَهٗ اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے جَمِیْعًا سارے وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ اور کہا ہم نے اس کے غرق ہونے کے بعد لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل کو اسْكُنُوا الْاَرْضَ رہو تم زمین میں فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پس جس وقت آئے گا وعدہ آخرت کا جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔

عرب میں مختلف فرقوں کی آبادی کی نسبت :

سرزمین عرب میں مشرکوں کے بعد یہود کی کافی تعداد تھی۔ مردم شماری کے لحاظ سے ان کا دوسرا نمبر تھا تیسرے نمبر پر عیسائی تھے۔ خیبر سارا یہود کا تھا۔ مدینہ طیبہ میں ان کے بڑے بڑے کاروبار تھے اور مدینہ طیبہ کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بھی ان کے کاروبار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر انعام بھی فرمائے اور عذاب بھی بڑے نازل فرمائے۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں وادی سینائی میں ان پر اللہ تعالیٰ نے بادلوں کا سایہ مسلسل چالیس سال رکھا، عین وقت پر من وسلویٰ آجاتا، نمکین اور میٹھی غذا۔ پتھر سے اللہ تعالیٰ نے پانی کے بارہ چشمے جاری فرمائے۔ لیکن بڑی ضدی، نافرمان اور مجرم قوم تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل اور فرعون کی طرف مبعوث فرمایا۔ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا، نام الگ ہوتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا نام ولید ابن مصعب بن ریان تھا۔ بڑا شاطر، چالاک اور ہوشیار قسم کا آدمی تھا جیسے اس وقت ہمارے لیڈر ہیں باتوں میں کسی کے قابو نہیں آتے۔

موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں کا بیان :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ اور البتہ تحقیق دیں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں۔

o......ایک نشانی؛ عصا کا سانپ بن جانا۔

o......دوسری نشانی؛ ہاتھ کا گریبان میں ڈال کر نکالنا اور اس کا سورج کی طرح چمکنا۔

o......تیسری نشانی؛ فرعونیوں کو قحط سالی میں مبتلا کرنا۔ قاضی بیضاویؒ اور حضرت تھانویؒ کے مطابق قحط سالی تیسری نشانی تھی اور پھلوں کی کمی جدا نشانی تھی یعنی چوتھی نشانی تھی۔ جبکہ دوسرے حضرات قحط سالی اور پھلوں کی کمی کو ایک ہی نشانی شمار کرتے ہیں۔

o......تو پھر ان حضرات کے نزدیک چوتھی ان پر طوفان کا بھیجنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون مسلط کیا۔

o......پانچویں نشانی؛ مکڑیوں کے لشکر بھیجے۔

o......چھٹی نشانی؛ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدنوں میں جوئیں پیدا فرمادیں۔

o......ساتویں نشانی؛ مینڈکوں کی کثرت۔

o......اور آٹھویں نشانی خون کہ ان کا کھانا پانی خون کی شکل اختیار کر جاتا تھا۔ آٹھ نشانیوں کا ذکر سورۃ الاعراف میں ہے۔

o......اور نویں نشانی کا ذکر سورت یونس میں رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ ''اے ہمارے پروردگار! مٹا دے ان کے مالوں کو۔'' [آیت نمبر ۸۸]

جب فرعونیوں نے اپنی دولت پر گھمنڈ کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا مقابلہ کیا حق کا مقابلہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے بدعا کی۔ اے پروردگار! یہ جن

مالوں پر گھمنڈ کرتے ہیں ان کے مالوں کو مٹا دے۔ چنانچہ ان کے ہیرے موتی، سونا چاندی کے جو سکے تھے خدا کی قدرت کہ سب پتھر بن گئے، ٹھیکرے بن گئے ان کی کوئی قیمت نہ رہی۔ تو یہ نو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیں۔ بَیِّنٰتٍ بڑی واضح فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اے نبی کریم ﷺ! آپ پوچھ لیں بنی اسرائیل سے اِذْ جَآءَھُمْ جس وقت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ پس کہا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا بیشک میں آپ کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ تجھ پر جادو کیا گیا ہے۔ بدحواسی کی باتیں کرتے ہو معاذ اللہ تعالیٰ تمہارا دماغ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے منہ پر فرعون نے کہا۔

نبی کریم ﷺ پر جادو کے اثرات کا ذکر :

جادو کا اثر پہلے بھی ہوتا تھا اور اب بھی ہوتا ہے تو آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر لبید بن اعصم یہودی نے جادو کیا تھا اس جادو کے اثر سے آپ ﷺ پریشان، اداس اور مغموم رہتے تھے۔ دینی معاملات میں تو اس کا کوئی اثر نہ ہوا البتہ دنیاوی معاملات میں اس کا اثر تھا۔ مثلاً پانی پیا پھر خیال ہوا کہ پتا نہیں پیا ہے یا نہیں پیا، کھانا کھایا پھر خیال ہوا کہ معلوم نہیں کھایا ہے یا نہیں کھایا، تقریباً ایک سال آپ ﷺ ایسے رہے۔ تو جادو بھی حق ہے لیکن یاد رکھنا! وہمی نہ بننا بہت ساری بیماریاں طبعی ہوتی ہیں اور لگتا یوں ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے ضروری نہیں کہ ہر آدمی پر جادو ہوا اور یہ سمجھنا کہ ہر بیمار پر جادو ہوا ہے یہ بات بھی صحیح نہیں ہے۔ کاروبار میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ضروری نہیں کہ کسی نے جادو کر دیا ہے۔ عموماً لوگ دم تعویذ کیلئے آتے ہیں ان میں سے نوے فیصد کا یہی غلط خیال ہوتا ہے کہ ہمارے اوپر کسی نے جادو کر دیا ہے، ہمارا کسی نے کاروبار بند کر دیا ہے، ہمارے گھر سے

بیماری نہیں جاتی ۔ مسلمان کو اتنا وہمی نہیں ہونا چاہئے ۔کوئی دو چار واقعی ایسے ہوتے ہیں کہ جن پر جادو کے اثرات ہوتے ہیں لیکن ہر کام میں جادو کو شامل کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ خصوصاً عورتیں تو توبہ توبہ۔ان کی باتوں سے تو حیرانگی ہوتی ہے۔ مسلمان کا عقیدہ اتنا کچا نہیں ہونا چاہئے ۔تو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میرے خیال میں آپ پر جادو کیا گیا ہے۔

قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَقَدْ عَلِمْتَ البتہ تحقیق تو جانتا ہے مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نہیں نازل کیں یہ نشانیاں مگر اس پروردگار نے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ کیوں نازل کی ہیں؟ بَصَآئِرَ بصیرت کیلئے۔ بَصَائِر بَصِیْرَۃٌ کی جمع ہے۔ بصیرت کا معنیٰ ہے دل کی روشنی ۔اور بصارت کہتے ہیں آنکھ کی روشنی کو۔ دلوں میں روشنی پیدا کرنے کیلئے رب تعالیٰ نے یہ نشانیاں نازل فرمائی ہیں تاکہ لوگ سمجھیں میرے اوپر کوئی جادو نہیں ہوا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا اور بیشک البتہ میں یقین کرتا ہوں تیرے بارے میں اے فرعون تو ہلاک کر دیا جائے گا۔تم بڑے اکھڑ خان بنے ہوئے ہو تکبر کر رہے ہو رب تعالیٰ کے نافرمان ہو یوں سمجھو کہ ہلاک ہو گئے ہو فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ پس ارادہ کیا فرعون نے کہ اکھاڑ دے ان کے قدم زمین سے کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھی علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور راتوں رات وہاں سے ہجرت کر کے نکلے۔ شام فلسطین کے علاقے میں جانا چاہتے تھے فرعون کو پتا چلا کہ جن کی وجہ سے ہمارا ملک آباد تھا وہ تو نکل چکے ہیں یہ یہی ہمارے مزدور اور کمی تھے کھیتی باڑی کرتے تھے، باغوں کے مالی تھے، ہمارے دھوبی تھے اب ملک کا کیا بنے گا کیونکہ مزدور نہ ہوں تو ملک ترقی نہیں کر سکتا۔

رب تعالیٰ نے نظام ایسا بنایا ہے کہ ایک کو پیسے دیئے ہیں اور دوسرے کو بدنی قوت دی ہے مل جل کر کام پورا ہوتا ہے۔ فقط پیسے ہوں کام کرنے والا کوئی نہ ہو تو پھر بھی نظام نہیں چل سکتا اور کام کرنے والے ہوں اور پیسے نہ ہوں تو بھی دنیا کا نظام نہیں چل سکتا۔ خدا کی شان ہے کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے، کوئی مالک ہے کوئی مزدور ہے، کوئی آجر ہے کوئی اجیر ہے۔ تو فرعون ان کے پیچھے پڑ گیا ان کا تعاقب کیا فَاَغْرَقْنٰهُ پس ہم نے غرق کر دیا فرعون کو وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا اور ان کو جوان کے ساتھ تھے سارے۔ سورج چڑھ چکا تھا فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ [شعراء: ۶۰] ''پھر وہ پیچھے آئے ان کے سورج نکلنے کے وقت۔'' ہامان فرعون کا وزیر اعظم تھا اور اسی انداز کا تھا جیسے فرعون تھا۔ فرعون نے اپنے وزیر اعظم کو کہا کہ تم آگے ہو اور میں پیچھے ہوں گا اور درمیان میں فوج ہوگی۔

آگے بحر قلزم تھا پیچھے فرعونی، موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی گھبرائے اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے میرے پیغمبر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اپنی لاٹھی سمندر پر مارو۔ بس لاٹھی کا اشارہ ہی کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پانی روک دیا كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ''ایک بڑے پہاڑ کی طرح۔'' [سورۃ الشعراء] درمیان میں خشک راستے بن گئے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پار چلے گئے۔ آگے ہامان، پیچھے فوجیں، پیچھے فرعون، جب سارے سمندر میں داخل ہو گئے تو رب تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا کہ چل پڑو۔ یہ سیدھے وہاں سے جہنم رسید ہوئے۔ غرق ہوتے وقت فرعون نے بڑا واویلا کیا۔ سورت یونس آیت نمبر ۹۰ میں ہے قَالَ کہنے لگا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ ''ایمان لایا ہوں میں بیشک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔'' بڑا عجیب موقع تھا فرعون بڑی

عاجزی کیساتھ رو رہا تھا۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دریا کی تہہ سے گارا نکال کر اس کے منہ میں ٹھونستا تھا کہ اس بے ایمان کی آواز ہی نہ نکلے کہ اس پر رب کو رحم نہ آجائے۔ اس نے بڑے ظلم کئے ہیں اس کو سزا ملنی چاہیے۔ سارے غرق ہوگئے ان میں سے ایک بھی نہ بچا البتہ فرعون کا وجود اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ سورت یونس میں ہے فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ''پس آج کے دن ہم بچالیں گے تیرے جسم کو تاکہ ہو جائے تو ان لوگوں کیلئے جو تیرے پیچھے ہیں نشانی۔'' تاکہ آنے والے دیکھیں کہ یہ وہ تھا جو اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا آج اس کے منہ اور ناک سے پانی بہہ رہا ہے اور رب جانے کہاں کہاں سے بہہ رہا تھا۔ ایسے پڑا تھا جیسے مشک ہوتی ہے پانی سے بھری ہوئی۔ آج تک مصر کے عجائب گھر میں اس کا مجسمہ موجود ہے عبرت کیلئے۔ وَقُلْنَا مِنْ ۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور کہا ہم نے اس کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل کو اسْكُنُوا الْاَرْضَ رہو تم زمین میں فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پس جس وقت آئے گا وعدہ آخرت کا جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔

قیامت سے پہلے یہودی ایک جگہ جمع ہونگے :

اکثر مفسرین کرامؒ اس کی تفسیر کرتے ہیں کہ قیامت والے دن تم سب کو اکٹھا کریں گے حساب کیلئے جزا کیلئے۔ لیکن حافظ ابن کثیرؒ جو بڑے چوٹی کے بزرگ بھی ہیں، مفسر اور مؤرخ بھی ہیں اور محدث بھی ہیں۔ وہ اور کچھ دوسرے حضرات اس کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں کہ اب تم دنیا میں جہاں چاہو رہو اور جب قیامت قریب ہوگی تو ہم تم سب کو اکٹھا کریں گے۔ آج سے تقریباً ساٹھ پینسٹھ سال پہلے کی بات ہے جب ہم استاذ مولانا

عبدالقدیر صاحبؒ کے پاس مشکوٰۃ پڑھتے تھے۔ تو حدیث پڑھی تُقَاتِلُوْنَكُمُ الْيَهُوْدَ کہ یہودی تمہارے ساتھ لڑیں گے۔ تو ہم بڑے حیران ہوئے کہ یہودی ہمارے ساتھ کیسے لڑیں گے؟ کیونکہ اس وقت یہودیوں کی تعداد چھ سات ہزار سے زیادہ نہیں تھی۔ تو یہ چھ سات ہزار یتیم مسلمانوں کیساتھ کیا لڑیں گے؟ اور روایت بخاری شریف اور مسلم کی ہے کہ یہود تمہارے ساتھ لڑیں گے وَتُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ اور تم یہودیوں کیساتھ لڑو گے۔ تو ہم نے حضرت سے پوچھا کہ حضرت! یہ چھ سات ہزار یتیم بے چارے مسلمانوں کیساتھ کیا لڑیں گے؟ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبران کے مقابلے میں ہونگے مقابلے میں کوئی بندہ تو ہونا چاہیے ان یتیموں کیساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لڑنا تو ان کی توہین ہے۔

تو حضرت نے اتنے لفظ فرمائے کہ چیونٹی جب مرنے پہ آتی ہے تو اس کو پر لگ جاتے ہیں جب ان کی ہلاکت کا وقت آئے گا تو اس وقت یہ خاصی قوت والے بن جائیں گے۔ اس وقت یہود کی آبادی اسی لاکھ ہے اور اخبارات میں تم نے پڑھا ہوگا کہ روس سے مزید دس لاکھ یہودی اسرائیل بھیجے جا رہے ہیں۔ دس لاکھ یہودیوں نے کہا ہے کہ ہم آنا چاہتے ہیں اور انہوں نے منظوری دیدی ہے۔ تو افرادی اعتبار سے ایک کروڑ کے قریب یہودی ہو چکے ہیں اور اسلحہ کے لحاظ سے دوسرے تیسرے نمبر پر ہیں اور ان کے آس پاس تیرہ کروڑ مسلمان ہیں ان کو وہ کچھ نہیں سمجھتے کہ یہ بھی کوئی چیز ہیں۔ بس وہ وقت بالکل قریب آ گیا ہے یوں سمجھو کہ سر پر آ گیا ہے۔

پھر حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ جب تم یہود کیساتھ لڑو گے اور یہودی درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپیں گے تو وہ بھی ان کو پناہ نہیں دیں گے بول کر کہیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ پتھر بولیں گے اے غازی! خَلْفِي الْيَهُوْدِيُّ میرے

پیچھے یہودی ہے۔درخت بولے گا خَلْفِی الْیَھُوْدِیُّ میرے پیچھے یہودی ہے۔ایک درخت نہیں بولے گا جسکا نام ہے غَرْقَدْ. فَاِنَّھَا مِنْ شَجَرِ الْیَھُوْدِ مسلم شریف کی روایت ہے اور مسلمان یہودیوں کو چن چن کر ماریں گے اور ختم کریں گے۔وہ وقت بالکل قریب آرہا ہے۔

وَبِالْحَقِّ

اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

وَبِالْحَقِّ اور حق کیساتھ اَنْزَلْنٰهُ ہم نے اتارا ہے اس قرآن کو وَبِالْحَقِّ نَزَلَ اور حق کیساتھ ہی نازل ہوا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اِلَّا مُبَشِّرًا مگر خوشخبری سنانے والا وَّنَذِيْرًا اور ڈر سنانے والا وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ اور قرآن کو ہم نے تفریق کیساتھ اتارا ہے لِتَقْرَاَهٗ تا کہ آپ پڑھیں اسکو عَلَى النَّاسِ لوگوں کے سامنے عَلٰى مُكْثٍ ٹھہر ٹھہر کر وَّنَزَّلْنٰهُ اور ہم نے اتارا ہے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے تَنْزِيْلًا تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا قُلْ آپ کہہ دیں

اٰمِنُوْا بِہٖۤ تم ایمان لاؤ اس قرآن پر اَوْلَا تُؤْمِنُوْا یا تم ایمان نہ لاؤ اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو دیا گیا علم مِنْ قَبْلِہٖۤ اس سے پہلے اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ جس وقت پڑھا جاتا ہے ان کے پاس قرآن یَخِرُّوْنَ گر پڑتے ہیں لِلْاَذْقَانِ اپنی ٹھوڑیوں کے بل سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے وَّیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں سُبْحٰنَ رَبِّنَآ پاک ہے ہمارے رب کی ذات اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا کیا ہوا ہے وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ اور گرتے ہیں اپنی ٹھوڑیوں کے بل یَبْکُوْنَ روتے ہیں وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا اور یہ قرآن زیادہ کرتا ہے ان کیلئے عاجزی کو قُلْ آپ کہہ دیں ادْعُوا اللّٰہَ پکارو تم اللہ کو اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ یا پکارو رحمٰن کو اَیًّامَّا تَدْعُوْا جس نام سے بھی پکارو گے فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی پس اسی کیلئے ہیں سب اچھے نام وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ اور نہ جہر کریں آپ اپنی نماز میں وَلَا تُخَافِتْ بِھَا اور نہ آپ آہستہ پڑھیں وَابْتَغِ اور تلاش کریں بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اس کے درمیان راستہ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اور آپ کہہ دیں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا جس نے نہیں ٹھہرائی اولاد وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ اور نہیں ہے اس کیلئے کوئی شریک ملک میں وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ اور نہیں ہے اس کیلئے کوئی حمایتی مِّنَ الذُّلِّ جو کمزوری سے بچائے وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا اور آپ بڑائی بیان کریں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا۔

آنحضرت ﷺ کا منصب اور ماننے والوں کی فضیلت کا ذکر :

پچھلے سبق میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور نشانیوں کا ذکر تھا اور آج کے درس میں قرآن پاک کی حقانیت، آنحضرت ﷺ کا منصب اور قرآن پاک کے ماننے والوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔ ارشاد ہے وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ اور حق کیساتھ اتارا ہے، ہم نے اس قرآن پاک کو وَبِالْحَقِّ نَزَلَ اور حق کیساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک مقام ہے بیت العزت وہاں تک سارے کا سارا قرآن کریم لیلۃ القدر کو نازل ہوا پھر آسمان دنیا کے اس مقام سے آنحضرت کی ذات گرامی پر تئیس (۲۳) سالوں میں نازل ہوا۔ سب سے پہلے سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیتیں نازل ہوئیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ سے لے کر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ تک۔ اس وقت آپ ﷺ جبل نور کی چوٹی پر غارِ حرا میں تشریف فرما تھے۔ پہلی تاریخ کی کتابوں میں اور تورات وغیرہ میں جبل نور کا نام فاران ہے اب اس کو جبل نور کہتے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً اڑھائی میل دور ہے۔ تو یہ پانچ آیات وہاں نازل ہوئی ہیں اور قرآن پاک کا آخری حصہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [مائدہ:۳] عرفات کے میدان میں، ہجرت کے دسویں سال نو ذوالحجہ جمعہ کے دن عصر کے وقت نازل ہوا۔ اس کے بعد پھر آپ ﷺ پر قرآن کریم نازل نہیں ہوا ویسے وحی آتی رہی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے رہے ہیں لیکن قرآن پاک نازل نہیں ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو حق کیساتھ نازل کیا اور قرآن حق کیساتھ نازل ہوا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا۔ جو ایمان لائے ہیں ان کو آپ اس بات کی خوشخبری سنا دیں کہ رب تم سے

راضی ہے اور وہ تمہیں جنت میں پہنچائے گا اور عذاب سے بچائے گا اور جو رب تعالیٰ کی توحید کو اور آپ ﷺ کی رسالت کو نہیں مانتے ،قرآن کریم کے اور قیامت کے منکر ہیں ان کو بتادیں کہ ان پر دنیا میں بھی عذاب آسکتا ہے اور آخرت کا عذاب تو یقینی ہے۔ ہر پیغمبر کا یہی منصب تھا ،بشیر اور نذیر۔ منوانا پیغمبروں کے فرائض میں داخل نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [قصص:۵۶] ''اے نبی کریم ﷺ! آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کیساتھ آپ کی محبت ہو لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔'' نبی ہدایت پیش کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے نجماً نجماً نازل ہونے کی وجہ :

فرمایا وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ اور ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے تفریق کیساتھ قرآن پاک کو اتارا ہے۔ اکٹھا کیوں نہیں اتارا لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ تاکہ آپ پڑھیں اسکو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا اور ہم نے اسکو اتارا ہے تھوڑا تھوڑا، تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال ہوا کہ پہلی کتابیں (تورات ،انجیل ،زبور) اکٹھی نازل ہوئی ہیں اور قرآن پاک تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔ فرمایا جس دور میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے اس دور میں سارے گناہ کفر شرک ،چوری ،ڈاکہ ،زنا ، قتل عروج پر تھے بلکہ تاریخ بتاتی ہے کہ اس زمانے میں اس آدمی کو رشتہ کوئی نہیں دیتا تھا جس نے چوری ڈاکہ قتل نہیں کیا ہوتا تھا۔ جہاں رشتے کا پیغام لے جاتے وہ پوچھتے تمہارے لڑکے نے چوری کتنی دفعہ کی ہے ، کتنے ڈاکے ڈالے ہیں ، کتنے آدمی قتل کئے ہیں؟

اگر جواب ملتا کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تو کہتے ہم نے اس کو رشتہ نہیں دینا یہ ہماری لڑکی کو کیسے سنبھالے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر سارے احکام اکٹھے نازل ہوتے تو ایسی سخت قوم کا ماننا مشکل تھا کہ تم توحید بھی مانو، قیامت بھی تسلیم کرو، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو۔ اس لئے قرآن آہستہ آہستہ نازل ہوا تقریباً چھیاسی سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں جن میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، شرک کا رد ہے، قیامت کا اثبات ہے، نبوت کا اثبات ہے، قرآن کریم کی حقانیت کا بیان ہے۔ جس وقت ذہن بن گیا پھر احکام نازل ہوئے اور کسی نے ماننے میں تامل نہیں کیا اور نہ کوئی قیل وقال ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جو حکیم مطلق ہے اس نے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا تاکہ آپ ﷺ پڑھیں لوگوں کے سامنے، پہلا سبق یاد کرلیں اور اس پر عمل ہو جائے۔ اور آہستہ آہستہ نازل ہوتا رہا آپ ﷺ پڑھتے ساتھی یاد کرتے رہے اور عمل کرتے رہے۔ دفعتاً سارا اتارا جاتا تو اس قوم کا ماننا بہت مشکل تھا۔ لوگوں کے ذہن خراب تھے ہر گناہ عروج پر تھا سیدھی بات کرنے والے کو الٹا جواب ملتا تھا کچھ اچھے آدمی بھی تھے مگر آٹے میں نمک کے برابر، ہزار میں ایک دو، سارا ماحول ہی گندہ تھا۔ فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا تم ایمان لاؤ اس قرآن پر یا نہ لاؤ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ بیشک وہ لوگ جن کو علم دیا گیا مِنْ قَبْلِهٖٓ اس قرآن کریم سے پہلے اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ جس وقت قرآن پاک پڑھا جاتا ہے ان کے پاس يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا گر پڑتے ہیں وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔ ذَقَن ٹھوڑی کو کہتے ہیں۔ سجدہ اس پر تو نہیں ہوتا سجدہ تو ناک اور پیشانی پر ہوتا ہے۔ یہ کمال مبالغہ ہے کہ وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل۔ فقط پیشانی ٹیکنے سے سجدہ نہیں ہوتا جب تک ساتھ ناک نہیں لگے گا۔

نماز کے کچھ ضروری مسائل :

حدیث پاک میں آتا ہے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا یَمَسُّ اَنْفُ الْاَرْضَ ''سجدے میں جس کا ناک زمین پر نہیں لگا اس کی نماز نہیں ہوگی۔'' اگر ناک کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور اسی طرح اگر فقط ناک لگایا اور پیشانی نہ لگائی تو بھی نماز نہیں ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھو کہ ناک، پیشانی، گھٹنے اور ہاتھ اور پاؤں زمین پر لگیں۔ اگر کسی نے سجدے میں دونوں پاؤں اٹھا لئے تو نماز باطل ہو جائے گی نماز نہیں ہوگی۔ اگر ایک پاؤں اٹھایا اور ایک پاؤں زمین سے نہیں اٹھایا تو نماز مکروہ ہے اور سجدے میں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔ اگر پاؤں کی کوئی انگلی دکھتی ہے اور قبلہ رخ نہیں ہو سکتی تو معذوری ہے۔ اور ہاتھ چہرے کے برابر ہوں نہ آگے ہوں اور نہ پیچھے ہوں۔ اور ہاتھوں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ ہوں اور التحیات میں بیٹھے ہوئے بھی ہاتھ رانوں پر رکھیں اور ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ بعض حضرات ہاتھوں کی انگلیوں کو گھٹنوں پر لٹکا دیتے ہیں اس سے نماز میں خلل پیدا ہوگا لہذا ہاتھوں کو اوپر رکھیں۔ تو فرمایا جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں سُبْحٰنَ رَبِّنَآ پاک ہے ہمارے رب کی ذات اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلاً بیشک ہمارے رب کا وعدہ طے شدہ ہے پورا کیا ہوا ہے۔ اس نے جو فرمایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ اور گر پڑتے ہیں اپنی ٹھوڑیوں کے بل یَبْکُوْنَ روتے ہیں وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا اور یہ قرآن زیادہ کرتا ہے ان کیلئے عاجزی کو۔

اہل کتاب میں کچھ لوگ تھے جو قرآن کریم سنتے ہی ایمان لے آئے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام ؓ، حضرت بنیامین ؓ، حضرت اسد ؓ، حضرت اسید ؓ، یہ حضرات

پہلے یہودی تھے اور بڑے نیک دل لوگ تھے۔ اور تمیم داری ﷛، حضرت عدی بن حاتم ﷛ اور حضرت عدی بن بدّ اء ﷛، حضرت سلمان فارسی ﷛، یہ حضرات پہلے عیسائی تھے جب ان کے سامنے قرآن پیش کیا گیا تو بغیر کسی قیل وقال کے انہوں نے مانا اور اقرار کیا۔ تو فرمایا تم نہیں مانتے تو نہ مانو ماننے والے موجود ہیں۔ یہ آیت سجدہ ہے اور آیت سجدہ کا حکم یہ ہے کہ پڑھنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً اب یہ آیت میں نے پڑھی اور تم مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی سنی ہے تو میرے اوپر بھی سجدہ واجب ہے اور تمہارے اوپر بھی۔ اس سجدے کا وقت وہ ہے جو نماز کا وقت ہوتا ہے یعنی جن اوقات میں نماز جائز نہیں ہے ان اوقات میں یہ سجدہ بھی جائز نہیں ہے۔ اب سورج طلوع ہونے سے پہلے تم سجدہ کر سکتے ہو اور سورج طلوع ہوتے وقت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سجدے کیلئے وہی شرائط ہیں جو نماز کیلئے ہیں۔ بدن کا پاک ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا، قبلہ رخ ہونا، نماز کا وقت ہونا۔ اور سجدہ تلاوت فی الفور لازم نہیں ہے یہ اس کے ذمے ہے فوری کرے تو بہت اچھی بات ہے دیر سے کرے تو اس کے ذمہ قرض ہے اور سجدہ تلاوت میں صرف نیت کرنی ہے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے بس نیت کر کے اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلا جائے تین یا پانچ یا سات دفعہ یا نو دفعہ تسبیحات پڑھے اور اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھالے۔ ایک ہی سجدہ ہے اور اس میں التحیات بھی نہیں ہے اور سلام بھی نہیں ہے۔

قرآن پاک میں چودہ پندرہ آیات سجدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ** آپ فرمادیں پکارو تم اللہ تعالیٰ کو یا پکارو تم رحمٰن کو۔ آنحضرت ﷺ کبھی فرماتے یا اللہُ یا کبھی یا رحمٰنُ یا رحیم فرماتے تھے۔ اس پر کافروں نے کہا کہ ہمیں کہتا ہے ایک کو پکارو اور خود کبھی اللہ کو کبھی رحمٰن کو اور کبھی رحیم کو، اس کیلئے دروازے کھلے ہیں۔ تو اس کا

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ کہہ دیں لفظ اللہ کیساتھ پکارو یا رحمٰن کیساتھ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا جس نام کیساتھ بھی پکارو گے فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى پس اسی کیلئے ہیں سب اچھے نام۔ اس کا ذاتی نام ایک ہی ہے اللہ! باقی سب صفاتی نام ہیں وہ رحمٰن بھی ہے رحیم بھی، قہار بھی ہے، ستار بھی ہے، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام مشہور ہیں ویسے پانچ ہزار نام ہیں۔

کچھ وظائف کا بیان :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص یہ ننانوے نام پڑھے گا اور ان کے مطابق عمل کرے گا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ کو جس نام کیساتھ بھی پکارو صحیح ہے کیونکہ اس کے سارے نام ہی اچھے ہیں اور اس کے ہر نام میں برکت ہے۔ رزق میں کمی ہو تو یَا رَزَّاقُ اور یَا بَاسِطُ کہہ کر پکارو۔ باسط کا معنی ہے رزق کشادہ کرنے والا۔ رشتے یا کاروبار میں رکاوٹ ہو تو یَا لَطِيْفُ کثرت کیساتھ پڑھو۔ آپس میں الفت ومحبت پیدا کرنے کیلئے یَا وَدُوْدُ کا ورد کرو۔ ودود کا معنی محبت کرنے والا۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سمجھایا ہے کہ اللہ جی! کہنا جائز نہیں ہے۔ لوگ جہالت کی وجہ سے محبت میں آکر کہتے ہیں اللہ جی! کیوں کہنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ جملہ دعائیہ ہے زندہ رہنے کی دعا ہے یہ وہاں بولا جاتا ہے جس پر موت آئے۔ مثلاً ابا جی، اماں جی، حافظ جی، قاری جی، مولوی جی، منشی جی کہنا صحیح ہے۔ کیونکہ ان سب نے مرنا ہے اور رب پر موت نہیں آسکتی۔ لہٰذا اللہ جی! کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس کو خطرہ کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا معنی ہے اے اللہ! آپ پر سلامتی ہو۔ وہ خود سلام ہے سلامتی دینے والا ہے۔ لوگ محبت کی وجہ سے کہتے ہیں مگر محبت وہ جائز ہے جو شریعت بتلائے۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اور نہ جہر کریں آپ اپنی نماز میں اور نہ آپ آہستہ پڑھیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جہری نمازوں میں قرأت ذرا اونچی پڑھتے تھے تاکہ قریب کے لوگ قرآن سن کر متاثر ہوں لیکن کافر لوگ گالیاں نکالتے تھے آپ ﷺ کو بھی اور جبرائیل علیہ السلام کو بھی۔ تو آپ ﷺ نے آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے وہ بے چارے بھی نہیں سن سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ اتنا جہر بھی نہ کرو کہ لوگ سن کر گالیاں دیں اور اتنا آہستہ بھی نہ پڑھو کہ پیچھے مقتدی بھی نہ سن سکیں۔ فقہاء کرامؒ دین میں بڑے محتاط ہوتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام کو بس اتنی آواز بلند کرنی چاہئے کہ پیچھے جو مقتدی کھڑے ہیں وہ سارے سنیں۔ آہستہ آواز نکالے کہ سب تک نہ پہنچے تو گنہگار ہوگا اور اتنی بلند آواز سے قرأت کرے کہ مقتدیوں سے باہر جائے تو یہ بُرا کام ہے فقہ میں اَسَاءَ کا لفظ آیا ہے۔ آج کل ایسے دیوانے ہیں کہ رمضان المبارک میں آگے پیچھے سپیکر لگا کر سناتے ہیں یہ سخت گناہ ہے۔ ثواب کمانے کی بجائے الٹا گناہ کماتے ہیں۔ کسی کی نیند میں خلل ڈالنا، کسی کی عبادت میں خلل ڈالنا، بیمار کے آرام میں خلل ڈالنا سب گناہ ہے اور فساد فی الارض کی مد میں ہے۔ اسلام بڑا امن والا مذہب ہے۔ حتیٰ کہ تفسیر مظہری میں تصریح ہے کہ اگر مسجد میں ایک آدمی بھی نماز پڑھ رہا ہے تو بلند آواز سے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے۔ قرآن آہستہ پڑھو، ذکر آہستہ کرو دوسروں کے امن اور سکون کو تباہ نہ کرو۔ تو فرمایا اتنی آواز بلند نہ کرو کہ دور کے لوگ سنیں اور اتنا آہستہ بھی نہ ہو کہ آواز مقتدیوں تک نہ جائے۔ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اور تلاش کریں اس کے درمیان راستہ کہ آپ کے پیچھے جو مقتدی ہیں وہ سن لیں اور دور تک آواز نہ جائے۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور آپ فرما دیں سب تعریفیں اللہ

تعالیٰ کیلئے ہیں اَلَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا جس نے نہیں ٹھہرائی اور بنائی اپنے لئے اولاد۔ یہودی کہتے تھے عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ عزیر اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔اور عیسائی کہتے تھے مَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔اور عرب اور دوسرے علاقوں کے جاہل کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنَاتِ اللہ تعالیٰ نے سب کی تردید فرمائی ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ''نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔'' وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ اور نہیں ہے اس کیلئے کوئی شریک ملک میں۔ نہ پیغمبروں میں سے اس کا کوئی شریک ہے، نہ فرشتوں میں سے، نہ انسانوں میں سے، نہ جنات میں سے وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ اور نہیں ہے اس کیلئے کوئی حمایتی جو کمزوری سے بچائے۔رب تو قادر مطلق ہے حمایت کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جو کمزور ہو اس کا تو نام ہی قوی ہے اس کو حمایت کی کیا ضرورت ہے۔ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا اور آپ بڑائی بیان کریں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اللّٰہُ اَکْبَر کَبِیْرًا کثرت کیساتھ پڑھو، درود شریف کثرت کیساتھ پڑھو، استغفار کرو۔ مسلمان کو رب تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔

آج بروز ہفتہ ۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۰ ارجولائی ۲۰۱۰ء کو

سورت بنی اسرائیل مکمل ہوئی

والحمد للہ علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس جناح روڈ گوجرانوالہ